بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجالسِ گلفام

خطیبِ شعلہ بیان مقررِ بے بدل

مولانا گلفام حسین ہاشمی

کی مجالس کا مجموعہ

مرتبہ

آغا سید محمد حنیف الموسوی

(پرنسپل مدرسہ رحیم یار خان)

پیشکش

الحاج مولانا محمد ایوب بشوی ایم اے

ناشر

ثاقب پبلی کیشنز لاہور پاکستان

Presented by www.ziaraat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: ________ مجالسِ گلفام

مؤلف: ________ آغا سیّد محمد حنیف الموسوی

(پرنسپل مدرسہ رحیم یارخان)

ہدیہ: ________

ملنے کا پتہ

★ المؤسّسۃ الاسلامیہ لاہور پاکستان

★ ثاقب پبلی کیشنز لاہور پاکستان

★ افتخار بکڈپو مین بازار کرشن نگر لاہور

★ کریم پبلی کیشنز سمیع سنٹر 38 اردو بازار لاہور

★ ساجد برادرز بک سنٹر 15۔ مسلم سنٹر چیٹر جی روڈ اردو بازار لاہور

★ اسلامی تبلیغاتی مرکز قتل گاہ شریف سکردو

★ محمد علی بک ایجنسی کراچی کمپنی اسلام آباد

★ المرتضیٰ بک سنٹر ہنزہ چوک گلگت

★ علمی کتب خانہ نزد نیشنل بنک سکردو ★ سودے بکس علمدار روڈ سکردو

پہلی مجلس

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ لَعِیْنَ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

الحمدللہ رب العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ النبی الامی القرشی الھاشمی ابطحی المکی المدنی المبعوث علیٰ العرب والعجم ابی القاسم محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم۔

وعلیٰ آلہ الطیبین الطاھرین المعصومین الشاکرین الصابرین الراشدین المھدیینo اما بعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ المجید وفرقانہ الحمید وقولہ الحق. لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (صلواۃ)

(صلواۃ) اربابِ دانش واہلِ علم حضرات بزرگانِ دین وبرادرانِ ملت۔ سورۃ البقرہ کی یہ آیت نمبر 177 ہے جسے میں نے موضوعِ سخن قرار دیا ہے اس آیت مجیدہ میں اللہ نے رہتی دنیا تک صاحبانِ عمل پر اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے۔ کہ اگر کسی صاحب عمل کو میری معرفت حاصل نہیں ہے تو اسکا عمل عمل نہیں ہے۔ اگر کوئی صاحب عمل اپنے دامن میں عمل تو رکھتا ہے لیکن اُس عمل کے ساتھ میری معرفت نہیں رکھتا تو اس کا عمل ایسے ہے جیسے شجر بے ثمر ہو۔

اسی لیے خدا ارشاد فرما رہا ہے۔ لَیْسَ الْبِرَّ...... کہ مجھ اللہ کی نگاہ میں یہ نیکی کوئی نیکی نہیں ہے کہ تم مشرق کی طرف رُخ کر یعنی بیت المقدس کی طرف منہ کرے یا مغرب کی طرف یعنی بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ یعنی تم بیت المقدس

Presented by www.ziaraat.com

کے نزدیک یہ نیکی کوئی نیکی نہیں ہے۔ جب تک میری معرفت نہ ہو۔ لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولٰکن البر من آمن باللّٰہ ......واقام الصلٰوۃ وآتی الزکٰوۃ ۔درود پڑھئے۔صلواۃ ۔والیوم الآخر والملائکۃ والکتاب والنبین وآتی المال علٰی حبہ ذوالقربٰی والیتمٰی والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب (۱) یعنی اگر کوئی نماز پڑھنے کیلئے مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو جائے تیرہ سال رسولؐ پاک مکہ میں رہے اُس کے بعد ہجرت ہوئی مدینہ میں آئے تیرہ سال مکہ کے اور کچھ عرصہ مدینہ کا رسولؐ پاک بمعہ امتیوں کے بیت المقدس کی طرف یعنی مشرق کی طرف جو بیت المقدس ہے۔اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔

مدینہ میں آج جہاں مسجد ذوقبلتین ہے۔یعنی دو قبلوں والی مسجد اس مقام پر رسولؐ نماز پڑھا رہے تھے حالت رکوع میں حکم خدا ملا ۔قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَۃً تَرْضٰھَا ۔میرے حبیب تیرا بار بار آسمان کی طرف رُخ اُٹھا کر دیکھنا ہم دیکھ رہے ہیں بے شک تو زبان سے نہیں بولتا نہ بول لیکن میں تو تیرے دل کی آواز کو سن رہا ہوں مجھے معلوم ہے کہ تو کیا چاہتا ہے؟ تیرا بار بار آسمان کی طرف رُخ اُٹھا کر دیکھنا ہم اس مقصد کو سمجھتے ہیں۔کہ تیرا ارادہ کیا ہے؟ فلنولینک قبلۃ ترضاھا ......تو پھر سن! میں اللہ تجھے اعلان سنا رہا ہوں کہ ہم قبلہ اُسے بنائے دیتے ہیں کہ جس پر تو راضی ہے ہم کعبہ اُسے بنائے دیتے ہیں ہم قبلہ اُسے بنائے دیتے ہیں جس سے جس سے تو راضی ہے۔

یعنی سر جھکاتے تھے مشرق کی طرف بیت المقدس کی طرف۔اب حکم ملا سر جھکاؤ کدھر؟ مغرب کی طرف۔کعبہ کی طرف۔کیوں حکم ملا؟ اس لئے رسولؐ یہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے مرکزِ سجدہ جو جگہ ہے وہ کیا ہو؟ بیت اللہ ہو۔یہ خدا کا گھر ہو یہ کعبہ

ہو کیوں چاہتے تھے یہ رسولؐ جانے اور اُس کی خواہش جانے میں اس میں کوئی دخل دینا نہیں چاہتا لیکن حج کرنے جاتا ہوں تو طواف کرتے ہوئے رکن یمانی پر آ کر ٹھہر جاتا ہوں اور اُس مقام پر نظر پڑتی ہے جہاں سے علیؑ کی ماں تیرہ رجب کی رات میں گذر کر گئی۔نعرۂ حیدری یا علیؑ ......

تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔کہ رسولؐ کیوں چاہتے تھے کہ کعبہ بنے قبلہ یہ بنے شاہ صاحب آپ نے بخاری صاحب دیکھا تھا کہ وہ شیشہ اُکھڑا ہوا تھا۔آپ نے اُس وقت دیکھا تھا۔سن (1986ء)......میں جب گیا تو اُس وقت بھی رکن یمانی کی طرف وہ جگہ جو تھی جہاں سے بی بی 30 عام الفیل 13 رجب کی رات کو گذر کر گئی تھی وہ جگہ اُکھڑی ہوئی تھی وہاں اینٹ اور پلستر جو ہے جمتا نہیں تھا ٹھہرتا نہیں تھا۔

ہر نبی کیلئے جہاں جہاں راستہ بنا۔بننے کے بعد مل گیا۔لیکن علیؑ کی ماں کی گذرنے کیلئے جو راستہ بنا۔اللہ نے اُس کا نشان رہنے دیا۔تا کہ بے نشان اس نشان کو بھول نہ جائیں۔نعرۂ حیدریؑ۔

لیکن اب وہاں تبدیلی کی گئی ہے۔وہاں تبدیلی کیا کی گئی ہے؟ وہاں ایک پتھر کی پلیٹ لگائی گئی ہے۔میں نے بڑا قریب ہو کر دیکھا ہے ظفر بھائی بھی میرے ساتھ تھے اور وہاں طواف کرتے ہوئے کئی مرتبہ میں وہاں رکا ہوں۔وہاں جب پلیٹ لگائی گئی ہے پتھر کی اور اوپر اُس کے پلستر کا رنگ لگا دیا گیا ہے تو یہ کتنا بڑا معجزہ ہے آج بھی کہ پانچ کیلیں بڑی اور باقی کیلیں چھوٹی کل ملا کر اکیس کیلیں لگائی گئی ہیں اُس پلیٹ پر۔ اُس جگہ کو پر کرنے کیلئے۔

یعنی آج بھی وہاں پتھر نہیں رکتا۔پتھر نہیں ٹکتا۔اسی لئے اکیس کیلیں لگا کر وہاں پلیٹ کو چسپاں کیا گیا تو وہ اکیس کیلیں اب بھی گواہی دے رہی ہیں کہ یہی تو وہ جگہ ہے

Presented by www.ziaraat.com

جہاں سے علیؑ کی ماں گذر کے گئی ہیں نعرۂ حیدری ...... درود پڑھیئے گا صلوات۔

اب اللہ فرمارہا ہے کہ یہ نیکی کوئی نیکی نہیں ہے۔ کہ تم بیت المقدس کی طرف یا بیت اللہ کی طرف رخ کرکے کھڑے ہوجاؤ۔

ولٰکن البرّ. بلکہ نیکی کیا ہے؟ مَن آمَنَ بِاللّٰہ. وہ شخص جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے۔ وَبالیومِ الآخر ۔ یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ والملٰئکۃ۔ اللہ کے ملائکہ پر ایمان .وَالکتاب ۔ کتاب اللہ پر ایمان رکھتا ہے۔ والنبیین۔ اور جتنے کے جتنے خدا کے نبیؑ سچے ہیں۔

اُن سب نبیوں پر ایمان رکھتا ہے۔ پھر منہ کرے پھر نماز پڑھے میں جہاں رکتا ہوں۔ جو احباب میرے سامنے تشریف فرما ہیں ان کے لئے دعوت فکر ہے کہ جو مسلمان بیت المقدس کی طرف یا بیت اللہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھ رہا ہے۔ ماننا پڑے گا وہ قائلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے۔ (کمال ہے) میں پھر کہتا ہوں او بابا جی! جو نماز پڑھ رہا ہے یا بیت المقدس کی طرف منہ کرکے پڑھ رہا ہے۔ یا بیت اللہ کی طرف منہ کرکے پڑھ رہا ہے سامنے اُس کے کوئی بُت تو نہیں ہے سامنے اُس کے منات تو نہیں ہے۔ سامنے اُس کے کوئی بت تو نہیں ہے۔

وہ تو نماز پڑھ رہا ہے بیت اللہ کی طرف تب بھی اللہ کے حکم سے۔ یا بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھ رہا ہے تب بھی اللہ کے حکم سے جب اللہ کے حکم سے نماز پڑھ رہا ہے۔ تو اللہ کہتا ہے کہ اس کی یہ نیکی کوئی نیکی نہیں ہے میں جلدی نہیں کرونگا۔ بڑے آرام کے ساتھ میں اس موضوع کو لے کر چلوں گا۔ نماز پڑھ رہا ہے بیت اللہ کی طرف۔ جب بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھ رہا ہے کس کی نماز پڑھ رہا ہے؟ اللہ کی۔

مانتا ہے تو نماز پڑھ رہا ہے۔ کس نے دی ہے نماز؟ نبیؐ نے، رسولؐ نے نماز پڑھ رہا ہے اللہ کی دی ہے رسولؐ نے۔ جس کی پڑھ رہا ہے مانتا ہے تو پڑھ رہا ہے۔ جس نے دی ہے اُسے مانتا ہے تو اُس کے لئے پڑھ رہا ہے لیکن وہ بھی اللہ فرمارہا ہے کہ یہ نیکی کوئی نیکی نہیں ہے۔

بلکہ نیکی کب ہے؟ جب اللہ پر ایمان رکھتا ہو۔ معلوم ہوا ظاہراً اسلام کو نہ اللہ کل قبول کرتا تھا نہ آج قبول کرتا ہے۔ اسی لئے خدا کو فرمانا پڑا کہ یہ نیکی تب ہے کہ جب وہ ایمان رکھتا ہو اللہ پر، یومِ آخرت پر، ملائکہ پر کتب پر، خدا کے بھیجے ہوئے انبیاءؑ پر۔

اب وَآتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہ۔ جو مال اُسے بخشا گیا ہے۔ اُس مال کی محبت کے باوجود۔ یہ زمین پلٹ رہی ہے مال کی طرف۔ اس دولت کی محبت کے باوجود وہ دولت دے۔

وَآتَی الْمَالَ علٰی حبہ ذوالقُربٰی ۔ صاحبانِ قرابت کو رشتہ داروں کو جو قریبی مستحق ہیں۔ اگر دولت رکھتا ہے تو اُن قریبیوں کو دولت دے اگر نہیں دیتا تو اُس کا نماز پڑھنا یہ نیکی کوئی نیکی نہیں ہے۔

تو اب بھرے اجتماع میں کہدے گلفام ایک فقرہ کہ اگر کوئی نمازی دولت رکھنے کے باوجود اپنے صاحبانِ قرابت کا حق ادا نہ کرے جب اُس کی نماز۔ نیکی نیکی نہیں رہتی اگر کوئی نمازی دولت رکھنے کے باوجود رسولؐ کے قرابت دارروں کا حق ادا نہ کرے؟ (واہ واہ نعرۂ حیدری)

سلامت رہے آباد رہے۔ قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ۔ رسول کے جن قرابت داروں کی مودّت اجر رسالت ہے۔ اگر کوئی نمازی نماز پڑھتا رہے لیکن دولت رکھنے کے باوجود انکا حق ادا نہ کرے تو اُس کی نماز نماز کیسے

Presented by www.ziaraat.com

ہوسکتی ہے؟ (بابا) اپنے قرابت داروں کا حق ادا نہ کیا جائے تو نیکی نیکی نہیں رہتی۔ نیکی نیکی نہیں رہتی نماز نماز نہیں رہتی۔

اور اگر محمدؐ کے قرابت داروں کا حق ادا کرنے کے لیے ایام محرم میں یا ایام صفر میں یا پورا سال صاحبانِ دولت مجالس پر نذر پر، نیاز پر، شبیہ علم پر، شبیہ ذوالجناح پر، باقی مراسمِ عزاداری پر، دولت خرچ کردے، تو یہ دولت خرچ کرنا پھر بدعت کیسے بن سکتا ہے؟ (واہ واہ......) یہ نیکی کوئی نیکی نہیں ہے۔ کب ہے وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِالْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنَ السَّبِیْلِ۔

یتیموں کو دے، مسافروں کو دے، سوال کرنے والوں کو دے وَفِی الرِّقَابِ غلام خرید کر کے ان کو آزاد کرے۔ واقام الصلوٰۃ، اب نماز قائم کرے۔ دیکھا نماز نماز کب ہے؟ تب جب زکوٰۃ ادا کرے۔ وَاٰتَی الزکوٰۃ اور زکوٰۃ ادا کرے معلوم ہوا وہ خرچ کرنا اور ہے (کمال ہے صاحبانِ ذوق) وہ خرچ کرنا اور ہے زکوٰۃ دینا اور ہے۔ اگر یہ زکوٰۃ والا اور خرچ کرنا برابر ہوتا ایک ہوتا تو اللہ ان کا ذکر علیحدہ کیوں کرتا۔ وَاٰتَی الزکوٰۃ اور زکوٰۃ ادا کرے۔ بس نا۔ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوا۔ یہ نماز نیکی کب بنے گی جب وہ وعدہ کرتے ہیں کسی سے تو وعدہ پورا کرے۔ جس سے وعدہ کرے، جہاں وعدہ کرے، جب وعدہ کرے نماز نیکی تب بنے گی جب وہ وعدہ پورا کرے۔

جب کسی فرزند آدمؑ سے کیا ہوا وعدہ اگر کوئی نمازی پورا نہ کرے تو اُس نمازی کی نماز نہیں رہتی نیکی نہیں بنتی تو اگر غدیر کے میدان میں رسولؐ سے کیا ہوا وعدہ کوئی پورا نہ کرے (واہ واہ ...... نعرۂ حیدریؑ) نہیں اس طرح نہیں (نعرۂ حیدریؑ) کوئی والصابرین فی الباساءِ والضرّآءِ وَحِیْنَ الْبَاس۔ اور جب آپ پر کوئی وقتِ آزمائش آئے تو آزمائش کے وقت میں گھبرا نہ جائیں دامنِ صبر چھوڑ نہ جائے اللہ

کو بھلا نہ دے، رسولؐ کو چھوڑ نہ دے۔ وَحِیْنَ الْبَاْس۔ آزمائش کے وقت اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمتقُوْنَ۔

یہی وہ لوگ ہیں جو مجھ اللہ کی نگاہ میں صادق ہیں۔ جو مجھ اللہ کے نزدیک سچے ہیں۔ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو مجھ اللہ کے نزدیک متقی ہیں۔ پرہیز گار ہیں صاحبِ تقویٰ ہیں۔

تو یہ پوری آیت کے ترجمے ہیں جو آپ نے سماعت فرمایا۔ یہ کتنی صفات بیان کئے ہیں اللہ نے۔ یہ کس کی ہیں؟ متقی کی۔ صاحبِ تقویٰ کی۔ جب متقی کی یہ صفات ہے تو جو امام المتقینؑ ہوگا وہ کن صفات کا مالک ہوگا۔

اب یہ صفات ہے متقی کی۔ یہ بچہ ایک مسلمان کے گھر پیدا ہوا۔ جب پیدا ہوا۔ اس کے کان میں اذان کی آواز گونجی۔ اقامت کی آواز تو گونجی لیکن شکمِ مادر سے باہر آیا یہ اِن صفات تقویٰ کا حامل نہیں تھا۔ یہ تو صفاتِ تقویٰ ہے۔ اُن آیات کے جو بیان ہوئے ہیں۔ یہ اپنے دامن میں لے کر نہیں آیا انکا حامل نہیں تھا۔ اب ان صفاتِ تقویٰ کو اس نے لینا ہے بلوغت کے بعد، بالغ ہونے کے بعد، صاحب عقل ہونے کے بعد لینا ہے کہاں سے لے؟ چونکہ اِنَّ المتقین فی جنات۔ جنت صرف ہی صرف متقیوں کیلئے ہے۔ تحقیق جنت میں وہی لوگ جائیں گے۔ جو متقی ہونگے کب؟ قد افلح المؤمنون۔ فلاح کن کیلئے ہے؟ مومنین کیلئے معلوم ہوا متقی کا دوسرا نام مومن ہے۔ اور مومن کا دوسرا نام متقی ہے تو اب جنت میں جائے گا متقی۔ اپنے باپ کا دادا کا آباؤ اجداد کا بزرگوں کا دین چھوڑا۔ مذہب چھوڑا۔ یہودی تھا یہودیت کو چھوڑا۔

نصرانی تھا نصرانیت کو چھوڑا کافر تھا خاندان کفر کو چھوڑا اسلام قبول کیا۔ کیوں قبول کیا؟ اسی لئے تاکہ اُخروی زندگی میں آخرت کی زندگی میں جہنم سے بچ جاؤنگا۔ جنت میں چلا جاؤنگا۔ جام کوثر پیوں گا۔ جنت میں اُس وقت تک جا نہیں سکتا جب تک

Presented by www.ziaraat.com

متقی نہ ہو۔ جنت میں اُس وقت تک جا ہی نہیں سکتا جب تک مومن نہ ہو۔ اب متقی کی ہیں یہ صفات۔ تو یہ صفات جو متقی کی ہیں۔ انکا درس کہاں سے لے؟ یہ صفات کہاں سے حاصل کرے؟ تا کہ اپنے اندر یہ صفات پیدا کرے متقی بن جائے۔

اب ہم رجوع کرتے ہیں قرآن کی طرف...... اللہ فرما رہا ہے۔ الٓمٓ o ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ ج فِیْہِ ج ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ الٓمٓ o ذٰلِکَ الْکِتٰبُ ھٰذا الکتاب نہیں یہ کتاب نہیں ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ ج فِیْہِ ج۔ الٓمٓ۔ وہ کتاب لَا رَیْبَ ج فِیْہِ ہے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ جو متقیوں کیلئے مرکز ہدایت ہے۔ معلوم ہوا اگر کسی مسلمان نے متقی بننا ہے۔ تو اُسے الٓمٓ o ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ ج فِیْہِ ج۔ کے در پر سر جھکانا پڑے گا۔

اگر کہا جائے کہ گلفام صاحب۔ یہاں الٓمٓ o ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ ج فِیْہِ۔ سے مراد قرآن ہے جیسا کہ تمام مترجمین نے ترجمہ میں ان بحث کے قرآن لکھا ہے۔ میں کسی صاحبِ علم کا انکار نہیں کرتا لیکن میں قرآن کو کہاں لے جاؤں؟

قرآن خود اس کا فیصلہ سنا رہا ہے جب کفار مکہ نے رسولؐ کو طعنہ دیا یہ جو کلام پیش کر رہا ہے اور کہتا ہے یہ اللہ کا کلام ہے حالانکہ خود چالیس سال غار میں بیٹھا رہا۔ اور تو نے جھوٹ موٹ یہ کلام گھڑ کے ہمارے سامنے اب پیش کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور دعویٰ کرتا ہے کہ جبرائیل آتا ہے۔ فرشتہ آتا ہے وحی آتی ہے۔ کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ یہ تو اللہ کا کلام کیسا ہے؟ یہ تو تیرا کلام ہے۔ جو تو جمع کرتا رہا آج ہمارے سامنے پیش کر رہا ہے۔ تو اللہ فرماتا ہے کہ میرا حبیب ان سے کہدو۔ قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ...... یہ جو طعنہ دیتے ہیں کہ یہ تیرا اپنا بنایا ہوا کلام ہے تو ان سے کہہ دے میری زندگی کے روز و شب سے تم واقف ہو تم جانتے ہو میں نے مکہ کے کسی معلم، مدرس، اُستاد کے

سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کیا میں نے ایک حرف بھی کسی سے نہیں پڑھا بھلا جس کسی کا سینہ علم کا خزینہ ہو وہ ان پڑھوں سے کیسے پڑھ سکتا ہے؟

تمہارے سامنے میری زندگی ہے۔ میں نے ایک لفظ بھی کسی سے نہیں پڑھا اگر تم کہتے ہو یہ قرآن میرا اپنا کلام ہے تو کل ان سے کہہ دو لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ۔ کہ پوری دنیا اگر جن و انس ملا کر اس قرآن جیسا کوئی کلام لانا چاہے۔ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ۔ زندگیاں ختم ہو جائے گی قیامت آ جائے گی لیکن اس قرآن کے مثل وہ کلام نہیں لا سکتے۔ کیوں نہیں لا سکتے؟ اس لئے نہیں لا سکتے یہ ہے محمدؐ کی نبوت کا معجزہ۔ یہاں سے ہمیں پتہ چل گیا جو بھی محمدؐ کا معجزہ ہے کائنات قیامت تک سر ٹیک ٹیک کر مر تو سکتی ہے لیکن محمدؐ کے معجزے کا جواب نہیں لا سکتے۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی؟ کیا یہ کہتے ہیں؟ یہ قرآن تو نے گھڑ لیا ہے۔

قُلْ ھَاتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِہٖ۔ ان سے کہہ دوں اگر سارے قرآن کا جواب نہیں لا سکتے تو اُس کی دس سورتوں کا جواب لے آئے۔

جب نہیں لا سکے اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی. قُلْ ھَاتُوا بِسُوْرَةٍ مِثْلِہ۔ کہ یہ کافر کہتے ہیں کہ یہ قرآن آپ کا کلام ہے ان سے کہدے کہ اس کی ایک سورت بنا کر لے آؤ۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ اس قرآن کی کیا عظمت ہے؟ لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ۔ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ کے سینے پر نازل کر دیتے تو اے ہمارے قرآن کے تلاوت کرنے والا قاری نہ صرف دیکھتا کہ پہاڑ کا سینہ پھٹ جاتا ریزہ ریزہ ہو جاتا یہ قرآن کی عظمت اور اس کا مقام ہے۔

اگر آج کا یہ نوجوان گلفام سے یہ کہے گلفام صاحب۔ تاریخ اپنی جگہ پر، حدیث اپنی جگہ پر، اور قرآن کا دعویٰ اپنی جگہ پر لیکن مشاہدہ میں نہیں ہے کہ قرآن

Presented by www.ziaraat.com

پتھر پر رکھا جائے اور پتھر پھٹ جائے۔ میں کہوں گا بھائی جان! کیسے مشاہدہ میں نہیں ہے۔ اللہ نے اسی لئے تو دیوار کعبہ کو آج تک گواہ بنا کر رکھا ہوا ہے کہ دعویٰ امامت (خاموش) قرآن نے کیا تعمیل ناطق قرآن علیؑ ابن ابی طالبؑ بنا۔ (نعرۂ حیدری) ......صلواۃ۔ لَوْاَنَّ قُرْآناً سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى۔ یہ قرآن معمولی کلام نہیں ہے اس کے ذریعے سے پہاڑ چلائے جاسکتے ہیں، زمینوں کا سفر طے کیا جاسکتا ہے اور مردوں کو زندہ کیا جاسکتا ہے اس کے ذریعے سے مردوں سے کلام کیا جاسکتا ہے۔

اگر صامتِ قرآن کے ذریعے کائنات میں تبدیلی آجائے تو اعتراض نہیں ہے اور اگر ناطق قرآن شب معراج چشم زدن میں فرش سے عرش پر چلا جائے تو آج کہتے ہو معراج جسمانی نہیں ہے روحانی ہے۔ تو یہ قرآن جس کی یہ عظمت ہے یہ مقام ہے یہ احسان ہے یہ منزلت ہے یہ قرآن اصل میں ہے کیا؟ كَمَا كَانَ۔ شاہ جی جواب ذرا سر اُٹھا کے سننا اصل میں یہ قرآن ہے کیا؟ تمام مسلمانانِ عالم کے.....خطباء پر فرض ہے۔

یہ واجب ہے بالخصوص (بخاری صاحب) واعظین پر علماء پر خطباء پر کہ جہاں پر بھی وہ درس دیتے ہیں کہ قرآن پڑھنا یہ عبادت ہے یہ ثواب ہے یہ درجہ ہے یہ منزلت ہے، یہ فائدہ ہے۔ قبر میں نور ہوگا حشر میں نور ہوگا قیامت کے دن یہ نور بن کے آگے چلا جائے گا۔

تسلیم۔ بجا۔ میں مانتا ہوں لیکن وہاں ان نوجوانوں کو ان بھائیوں کو ان میرے قوم کے معماروں کو ان ہم وطنوں کو ان مسلمانوں کو جن کے پاس تفسیر حدیث پڑھنے کا وقت نہیں ہے۔ ان کو بتاؤ قرآن ہے کیا؟ (واہ واہ) آخر کیوں نہیں بتایا جاتا۔ اس پر پردہ کیوں ڈالا جا رہا ہے۔ کیوں حقیقت واضح نہیں کی جاتی ہے جب یہ بتایا جا رہا ہے

کہ قرآن کا دورہ کرنا ختم کرنا یہ ثواب ہے ایک رات میں قرآن کے ختم کا یہ ثواب ہے تین گھنٹوں میں قرآن کے ختم کرنے کا یہ ثواب ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں میں ثواب کو مانتا ہوں۔ لیکن یہ بھی تو بتاؤ کہ قرآن ماڈل کیوں ہوا ہے بھائی حد ہے صاحبان۔ بابا یہ بھی بتاؤ کہ اس قرآن کے نزول کا مقصد کیا ہے۔ پڑھ دوں آیت قرآن کیوں نازل ہوا ہے؟

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْآنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ یاد رکھو یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کا بنایا ہوا جھوٹ موٹ کلام نہیں ہے۔ حضور بات سمجھ میں آرہی ہے یہ قرآن (یہ آیت میں پڑھ رہا ہوں کوئی حدیث نہیں پڑھ رہا کسی مولانا کا قول پیش نہیں کر رہا۔ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْآنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کا کلام نہیں ہے۔ کسی اور کی طرف سے نازل نہیں ہوا لیکن یہ ہے کیا؟ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ سورہ یونس آیت نمبر 38 ان کتابوں کا گواہ ہے کہ جو میں اللہ اس سے پہلے نازل کر چکا ہوں؟ بس۔ نا: بَلْ تَفْصِيْلَ الْكِتَابُ لَارَيْبَ فِيْهِ۔ یہ قرآن کتاب لاریب فیہ کی توضیح ہے۔ ماننا پڑے گا قرآن اور ہے۔ تو بات سمجھ رہے نا جو صاحبان میرے سامنے کھڑے ہیں خدا ان جوانوں کو سلامت رکھے (واہ) بھائی بزرگوں سے کن کے سنا رہا ہوں۔ آپ کیلئے سنا رہا ہوں۔ تاکہ جہاں حلق سے قرآن، قرآن، قرآن نہیں اُتر رہا ہے۔ اُن سے تم پوچھ سکو۔ کہ قرآن کی عظمت بتاتے ہو لیکن کس کی شان بن کر نازل ہوئے ہو اُن کا مقام کیوں نہیں بتاتے ہو؟ نعرۂ حیدریؑ) بخاری صاحب کیا کرے

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
اور وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

یعنی قرآن کا ذکر تو ان نوجوانوں میں ان بچوں کے ذہنوں میں، مسجدوں میں،

Presented by www.ziaraat.com

مدرسوں میں، مکتبوں میں، گھروں میں، گلیوں میں، کوچوں میں، ان کے ذہنوں پر نقش کیا جارہا ہے۔ لیکن جن کی عظمت کا قصیدہ بن کر نازل ہوا ہے۔ آج اُنکا نام بھی نہیں لینے دیتے؟ وَمَا کَانَ هَذَا لْقُرْآنَ اَن یُّفتَریٰ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰکِنَ تَصْدِیْق الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ الْکِتَابَ لَارَیْبَ فِیْهِ۔ یہ قرآن جو ہے یہ کتاب لاریب فیہ کی شرح بن کر نازل ہوا ہے معلوم ہوا قرآن اور ہے۔ اور کتاب لاریب فیہ اور ہے۔ یہ ہے آیت یہ ہے تفصیل یہ ہے شعر۔ یہ ہے تشریح یہ ہے مشکل نثر۔ یہ ہے اُس کی توضیح آیت پہلے تفسیر بعد میں شعر پہلے تشریح بعد میں۔ مشکل الفاظ پہلے توضیح بعد میں قرآن کیا بنکر نازل ہوا ہے؟ کتاب لاریب فیہ کی شرح۔ ماننا پڑے گا کتاب لاریب فیہ پہلے۔ حیران نہ ہو میرے بھائیو! گھبرائیں نہیں۔ میں شرح کرتا ہوں۔ میں اگر ممبر پر آیا ہوں تو صرف ہی صرف شیعیان محمدؐ وآل محمدؐ کے اُس عقیدے کو اُجاگر کرنے کیلئے جو اللہ نے قرآن کی زبان سے ہمیں بخشا ہے۔ درود پڑھیے صلوات۔ تو ماننا پڑے گا تسلیم کرنا پڑے گا کہ کتاب لاریب فیہ پہلے ہے۔ اور قرآن بعد میں۔ اچھا دیکھئے اس کی تشریح سے پہلے اور آیت پڑھتا ہوں۔ اِنَّهُ لَقُرْآنٌ کَرِیْمٌ فِی کِتَابٍ مَّکْنُونٍ۔ تحقیق یہ کرامت والا۔ بزرگی والا، عزت والا قرآن جو ہے یہ کہاں ہے؟ فِی کِتَابٍ مَکْنُونٍ۔ یہ قرآن یہ ایک چھپی ہوئی کتاب میں ہے۔ اچھا اُس کتاب کی کیا شان ہے؟ لَایَمَسُّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُونَ۔ اُس کتاب کو کوئی مس کرسکتا ہی نہیں سوائے معصوموں کے۔ (ہائے ہائے)۔ جناب آپ کے اردگرد سے کوئی نعرہ لگائے یا نہ لگائے لیکن فقرہ آپ کیلئے نہیں سب موالی اور مولائیوں کیلئے ہے۔ شیعہ اور سنی بھائیوں کیلئے ہے۔

کہ اس کتاب کو معصومینؑ کے سوا کوئی نہیں مس کرسکتا ہے۔ صحیح بخاری ہے۔ (۱) صحیح مسلم ہے (۲) ابن ماجہ (۳) ترمذی شریف) (۴) کنزالعمال باقی دنیا بھر کی

کتابیں جتنی ہیں اُٹھا کے دیکھ لو۔ کسی نے رسولؐ کی زبان نہیں چوسی نہیں چوسی۔ نہیں چوسی۔ اگر چوسی ہے تو انہوں نے چوسی ہے۔ کہ جن کے حق میں اللہ اعلان کررہا ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰه لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْراً۔ نعرۂ حیدری......سلامت رہے آباد رہے۔

دیکھیں۔ الٓمٓ ۝ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ ج۔ یہ کس کے بعد شروع ہوتی ہے؟ سورہ حمد کے فوراً...... بعد۔ سورۂ الحمد کے فوراً بعد جو پہلی آیت ہے۔ وہ شاہ جی یہی ہے نا۔ تو سورۂ الحمد میں ہم کیا کہتے ہیں۔ پڑھتے پڑھتے۔ پڑھتے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں کس بات پر؟ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ کہ ہماری ہدایت کر صراط مستقیم پر۔ چونکہ تیرے سوا ہمیں کوئی بتا ہی نہیں سکتا۔ کہ صراط مستقیم کیا ہے؟ (ہائے ہائے آھاھاھا) نہیں۔ میں نے بات شاید واضح نہیں کی جی۔ اللہ کے سوا کسی اور سے مدد نہ مانگو غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے۔ نماز میں ٹھہرو تو وعدہ کرتے ہو وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ کہ تجھ سے مدد چاہتے ہیں باہر نکلتے ہو تو کہتے ہو یا علیؑ مدد باہر نکلتے ہو تو کہتے ہو یا رسولؐ اللہ مدد باہر نکلتے ہو تو کہتے ہو یا غازیؑ مدد! نماز کا وعدہ بھول گئے۔ ہم بھولے یا تم بھلا بیٹھے۔ صاف واضح ہے کہ اللہ سے مدد چاہ رہے ہیں کس کیلئے؟ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ ہمیں سیدھے راستے پر قائم رکھ۔ سیدھا راستہ کیا ہے؟ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ کہ جن پر تو نے اپنا انعام نازل کیا۔ پھر وہ کون ہیں؟ جن پر تو نے اپنا انعام نازل کیا۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ۔ جن پر تیرا غضب نہیں بلکہ وہ تیرے محبوب ہیں۔ جن پر تیرا غضب نہیں جو مغضوب نہیں جو تیرے محبوب ہے۔ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ اور جو گمراہ نہیں۔ جو کبھی گمراہ نہیں ہوئے۔ ہمیشہ ہدایت پر رہے۔ وہ ہیں کون؟ الٓمٓ۔ نعرۂ حیدری......وہ ہیں کون؟ ہیں کون؟ الٓمٓ ۝ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا

Presented by www.ziaraat.com

رَیْبَ ج فِیْہِ ج ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ الٓمٓ وہ صراط مستقیم ہے۔الٓمٓ وہ کتاب لَا رَیْبَ فِیْہِ ہے جو متقیوں کیلئے ہدایت ہے۔جب الٓـــمٓ ہی کے لیے جب سے سورہ حمد نازل ہوا ہے۔اللہ دعا منگوا رہا ہے۔پھر بتایا کیوں نہیں جاتا کہ وہ الٓـمٓ کون ہیں؟اب تفسیر کبیر میں تحریر فرما رہا ہے قول ثانی اِنّ ھٰـذَا عِـلْمٌ مَسْتُوْرٌ وَسِرُّہٗ مَحْجُوْبٌ۔دوستو پیار بڑی بات ہے یہ صرف آپ کیلئے ہے جو کہ یہ بزرگ تو مستور جانتے ہیں۔اِنَّ ھَذَا عِلْمٌ مَسْتُوْرٌ وَسِرّہٗ مَحْجُوْبٌ یہ جو الٓمٓ ہے یا الٓمٓ ہے یا الٓمٓصٓ ہے یا حٰمٓ ہے یا عٓسٓقٓ ہے یا طٰـــہٰ ہے یا یٰسٓـــ ہے یا نٓ ہے یا قٓ ہے 29 سورتوں کا آغاز ان حروف سے ہوتا ہے (سن رہے ہو یا تھک گئے ہو) 114 سورتیں ہیں کل قرآن میں۔29 سورتوں کا آغاز ان حروف سے ہے۔اگر یہ حروف مہمل ہے تو اللہ نے ان سورتوں کا انہیں سرنامہ کیوں بنایا؟ شاہ جی بڑی لطیف بات ذہن میں آئی ہے ابھی ابھی مولاؑ کی طرف سے عطا ہوئی ہے یہ اس جگہ کا صدقہ ہے۔یہ 29 سورتوں میں جن میں سے یہ آیات ہیں حروف مقطعات جو بار بار آتی ہیں مکرر آنے والوں کو ایک طرف کر کے ایک ایک کو لے لے پھر ان میں جو حروف مکرر آئے ہیں اُن مکرر حروف کو نکال دے۔ایک ایک حرف کو لے لے یہ کل حروف بنتے ہیں 14 یہ سارے مکرر آنے والے حروف نکال دے باقی بنے 14 حروف۔

جب علامہ اشرف علی تھانوی نے یہ لکھ دیا کہ کوئی نہیں جانتا تو گویا علامہ صاحب کے نزدیک کیا ہوا؟ کوئی بھی نہیں جانتا ہے نہ کوئی صحابی جانتا ہے نہ کوئی امام جانتا ہے اور آگے پڑھیں حضرت مولانا پیر رفیع الدین صاحب اور حضرت علامہ اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنے ترجموں میں لکھا ہے کہ یہ حروف مقطعات یہ ایسا راز ہے۔کہ اللہ نے اپنے بندوں کو ان سے آگاہ نہیں کیا۔شاید کا لفظ لکھ کر علم محمدؐ کو پردے میں رکھ دیا گیا (آپ ذرا چلنے دیں خاموش نہ رہیں درود پڑھیے گا صلوات)

شاید کا لفظ لکھ کر پڑھنے والے نوجوان کے ذہن میں یہ ڈال دیا؟ کہ ان حروف کا علم رسولؐ کے پاس بھی نہیں ہے۔(نہیں) پوری کائنات کہے ان حروف کا علم کسی کے پاس نہیں۔گلفام ڈنکے کی چوٹ پر بانگ دہل پکار پکار کر چیخ چیخ کر اس علم کے حقیقت کو بتانے کیلئے قرآن کی یہ آیت پڑھے گا کہ اللہ فرما رہا ہے کہ اے میرے حبیبؐ۔عَـلَّمَکَ مَا لَمْ تعلم ۔جو تو نہیں جانتا تھا ہم نے تجھے بتلا دیا۔(نعرۂ تکبیر نعرۂ رسالت۔نعرۂ حیدریؑ) وَاَنْـزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ۔میرا محمدؐ! جو تو نہیں جانتا تھا ہم نے تمہیں سب کچھ جنوا دیا ہے۔اب اللہ کہتا ہے جو نہیں جانتا تھا ہم نے جنوا دیا۔چند بزرگوار کہتے ہیں کہ رسولؐ حروف مقطعات کے علم کو نہیں جانتے تھے۔اب میں ان کی بات مانوں یا اللہ کے فیصلے کو مانوں۔نہیں اگر ابھی بھی مسئلہ حل نہیں ہوا ہے۔تو اور آیت پڑھتے ہیں۔ یَقُوْلُ الَّـذِیْنَ کَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلاً۔ قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْداً بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتَابِ۔میرا حبیبؐ یہ کافر کہتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول نہیں ہے۔ان سے کہہ دو تمہیں کیا پتہ؟ کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا نہیں ہوں۔میری رسالت کا گواہ اللہ ہے .وَمَـنْ عِـنْـدَہٗ عِـلْـمُ الْـکِتَـــابِ۔دوسرا گواہ وہ ہے جس کے سینے میں الکتاب ہے۔صرف کتاب نہیں الکتاب الف لام ہے یہاں لام اِسْتِغراق کی معنی میں ہے پوری کتاب کا علم اس کے سینے میں ہے تو دوسرا جو پوری کتاب کا علم رکھتا ہے یہ کون ہے؟ محمدؐ کی نبوت کا گواہ۔بابا جان یہ کون ہے یہ ہمارے رسولؐ کی رسالت کا گواہ ہے۔

معلوم ہوا یہ گواہ پوری کتاب کا علم رکھتا ہے۔اب یہ حروف کتاب میں شامل ہیں یا نہیں ہیں؟ شامل ہیں نا۔شامل ہیں تو یہ حروف کا علم رکھتا ہے نا۔اب جو گواہ ان حروف کا علم رکھتا ہے وہ گواہ ہے کون؟ یہ میرے ہاتھوں میں ان کی کتاب ہے اگر علم ہوتا تو میں علم پر ہاتھ رکھتا قرآن ہوتا تو میں اس عظیم اجتماع کے سامنے اپنے سر پر

Presented by www.ziaraat.com

قرآن رکھ کر اپنے سامعین کو سناتا۔ میں کعبہ کی طرف رُخ کر کے بلاشبہ قرآن سر پر رکھ کے ہاتھ میں مقدس تسبیح پکڑ کر یہ اعلان کر رہا ہوں کہ ہمارے بھائیوں کی تفسیر روح المعانی آیت نمبر 7 میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس مَــن سے مراد ہے کوئی غیر نہیں ہے بلکہ وَهُوَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰهُ (نعرہ حیدری۔صلواۃ) عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ۔ وہ علیؑ جو کرم اللہ ہے وہ اب علیؑ کے سینے میں کل کتاب کا علم ہے تو ان حروف کا علم بھی ہے۔ تو علیؑ کون ہے؟ رسولؐ فرماتے ہیں۔ اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا ۔ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اسکا دروازہ ہے۔ جب دروازے کا یہ علم ہے تو شہر کا مقامِ علم کیا ہوگا؟ آج یہ کہنا کہ ان حروف کا علم رسولؐ کو حاصل نہیں ہے۔ نَــزَلَ بِــهِ الــرُّوحُ الْاَمِین عَلٰی قَــلْـبِــکَ۔ قرآن کہاں اُترا۔ ہمارے رسولؐ کے دل پر۔ قرآن کہاں اُترا ہمارے رسولؐ کے دل پر۔ کیوں اُترا؟۔

اس لئے کہ اس قرآن کے ذریعے متقین کو جنت کی خوشخبری سنائے (ہاہاہا) اب یہ قرآن ہے کیا؟ کتــاب لَارَیْــبَ فِیــهِ ۔ کی شرح۔ کتاب لاریب فیہ کیا ہے؟ آلٓمٓ ذَالِکَ الْــکِتَــابُ لَارَیْــبَ فِیــه ۔ آلٓمٓ ۔ وہ کتاب ہے علماء نے لکھا ہے کہ حروف مقطعات کو اگر جمع کیا جائے جمع کر کے ان کی عبارتیں بنائی جائے تو ان کی عبارتیں بنتی ہیں 87 ارب 76 کروڑ 82 لاکھ 91 ہزار 2 سو۔ یہ ان کی بنتی ہیں عبارتیں اگر بنائی جائیں لیکن اگر چودہ حروف کو جمع کر کے رسولؐ کے فیصلے کے مطابق عبارت بنائی جائے تو حضرت علامہ ملا فیض کاشانی نے تحریر فرمایا ہے کہ وہ عبارت بنتی ہے چونکہ حرف 14۔ ع۔ لام۔ ص۔ را۔ الف۔ ط۔ ح۔ ق۔ ن۔ م۔ س۔ ق۔ ہ۔ یہ کل حروف بنتے ہیں 14 اگر ان چودہ کو ملا کر عبارت بنائی جائے تو چودہ کو ملا کے جو عبارت بنتی ہے کیا ہے؟ علیٌ صِرَاطُ حَقٌّ نُمَسِکُهُ۔ علیؑ وہ حق کا سیدھا راستہ ہے (نعرہ حیدریؑ)

جو ہم تمسک کرتے ہیں۔ مطبوعہ تاریخ لبنان جو کہ عربی میں ہے اُس میں یہ

درج ہے۔ حضرت عمار یاسر نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ مجھے کوئی وصیت فرمائیں رسولؐ پاک نے فرمایا۔ اِنْ رَأَیْتَ عَلِیاً خَلْفَ وَادِیًا صِرَاطاً ۔ اگر تو علیؑ کو کسی وادی میں چلتے ہوئے دیکھے وَ رَأَیْتَ النَّاسَ وَادِیاً غَیْرَہ. تو باقی لوگوں کو دیکھے کہ وہ علیؑ کے راستہ پر نہیں چل رہے ہیں بلکہ کسی اور راستے پر چل رہے ہیں یعنی ایک راستہ پر علیؑ اکیلا چل رہا ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس کا اپنا اسلام مشکوک ہے۔ نہیں لَعِبَت بَنُو هَاشِمِ بِالْمُلکِ فَلاجَاء مَلَک وَلاَ وَحی نَزَل۔

کہہ سکتا ہے یزید دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے۔ اب یزید کو کیا حق تھا حسینؑ جیسے سردار جنت سے حسینؑ جیسے سردار جنت سے بیعت طلب کرلے مطالبہٗ بیعت ہوا سنہ 60 ہجری 27 رجب کا دن گذار رات کو بتولؑ کے بیٹے نے مدینہ چھوڑا حسینؑ نانے کے مزار کا طوافِ وداع کر رہا ہے نانا نانا تیری امت اس رنگ میں اجر رسالت دے رہی ہے کہ مدینہ چھوڑ کر خود اکیلا نہیں جا رہا ہے زینبؑ بھی جا رہی ہے۔ سکینہؑ بھی ساتھ جا رہی ہے۔ رونے والو! عزادارو۔ یہ محرم کا مہینہ ایسا مہینہ ہے۔ کہ اس مہینے میں کئی بہنیں اپنے بھائیوں سے جدا ہوئیں ہیں۔ میں چند کلمات مصائب کے جسے کیسے عرض کردوں۔ مجھے قسم ہے مظلوم کربلا کے غم کی۔ میں نے خود تاریخ میں پڑھا ہے کہ بتولؑ بقیع چھوڑ کر پرسہ لینے آتی ہیں جب تم دھاڑیں مار کر روتے ہو تو میں نے سنا ہے علماء سے کہ روح سکینہ تڑپ کر کہتی ہے کہ اے پھوپھی زینبؑ یہ کوئی ہمارے رشتہ دار ہے؟ (جیتے رہو سلامت رہو) سوائے اس غم کے مولاؑ اور کوئی غم نہ دے) یہ ہمارے غم میں دھاڑیں مار کر رو رہے ہیں بی بی کہتی ہیں بیٹا دعا کر کہ یہ ہمارے حبدار ہیں ہمارے مومن ہیں کہتی ہے سکینہؑ رو کر کہتی ہے اگر یہ کربلا میں ہوتے ......تو میں طمانچہ تو نہ کھاتی۔ اس مہینہ میں کئی بہنوں نے بھائیوں کو خاک وخون میں تڑپتے دیکھا کئی بیٹیوں کے سروں پر آسمان یتیمی گرا۔ کئی جوان ریت گرم پر

Presented by www.ziaraat.com

تڑپتے رہے۔ تاریخ میں میں نے چار بہنیں ایسی دیکھی ہیں کہ جو بھائیوں کے فراق میں اتنی روئیں ہیں اتنی روئی ہیں کہ گھر کے درودیوار بھی اُن کے ساتھ رونے لگی ایک بہن بھائی سے فراق میں چالیس سال تک روتی رہی۔ آخر چالیس سال کے بعد اُس کا بھائی اُس سے مل گیا۔ ابھی نام بتاتا ہوں۔ یہ یوسف کی بہن تھی۔ یہ تاریخ کی ایک بہن ہے۔ دوسری بہن۔ ڈیڑھ سال اپنے گھر کی دیواروں میں بیٹھ کر اپنے بھائی کی فراق میں اتنا روئی اتنا روئی کہ آخر صغریٰؑ کو کہنا پڑا اُس وقت آئے گا کہ جب میں مرجاؤں گی یہ بہن علی اکبرؑ کی بہن صغریٰؑ تھی۔

تیسری بہن۔ بھائی کی فراق میں تڑپتی رہی تڑپتی رہی آخر وطن چھوڑ کر کنیز کو ساتھ لے کر اکیلی اونٹ پر بیٹھ کر پہاڑوں کا سفر کرتے ہوئے بھائی کو ملنے کی خاطر وشوارگذار راستوں سے گذر کر ایک مقام پر پہنچی جب پتہ چلا کہ بھائی کو زہر دیا گیا ہے اتنی تڑپ کر روئی کہ گیارہ دنوں کے بعد دنیا سے چلی گئی۔ حضرت معصومہ قمؑ یہ امام رضاؑ کی بہن معصومہ قمؑ تھی۔

چوتھی بہن جس نے بھائی کی گردن پر خنجر چلاتے ہوئے دیکھا اور فرماتی تھی اے عمر سعد اللہ تمہاری نسل منقطع کر دے کہ تو دیکھ رہا ہے اور فرزند رسولؐ پس پشت ذبح ہو رہا ہے۔

" اَلا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ "

دوسری مجلس

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ لَعِيْنَ الرَّجِيْمِ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

الحمدللّٰه رب العالمین والصّلوٰة والسّلام علٰی النبی الامی القرشی الهاشمی ابطحی المکی المدنی المبعوث علٰی العرب والعجم ابی القاسم محمد صلی اللّٰه علیه وآله وسلم۔

وعلٰی آله الطیبین الطاهرین المعصومین الشاکرین الصابرین الراشدین المهدیینo اما بعد فقد قال اللّٰه تبارک وتعالٰی فی کتابه المجید وفرقانه الحمید وقوله الحق۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (صلواة)

صلواۃ، نعرۂ تکبیر نعرہ رسالت نعرۂ حیدری۔ حسینیتؑ۔ یزیدیت۔ صلواۃ۔

اربابِ دانش! واہلِ علم حضرات! جو احباب گذشتہ تقریر میں تشریف فرما تھے انہیں علم ہے کہ کل کی تقریر کے آخر میں یہ عرض کیا جا رہا تھا۔ کہ الٓمٓ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَارَيْبَ فِيْهِ۔ تو ہم نے نماز پڑھتے ہوئے دعا مانگی کہ یا اِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ۔ یا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ ہم صرف اور صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور فقط تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں کس بات پر؟ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ کہ ہمیں صراط مستقیم پر قائم رکھ۔ تیری مدد کے علاوہ ہم صراط مستقیم پر قائم نہیں رہ سکتے۔ وہ صراط مستقیم کیا ہے؟

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ صِرَاطَ الَّذِیْ۔ نہیں ہے کہ اُس ایک کا

Presented by www.ziaraat.com

راستہ نہیں ہے۔ یہاں اَلَّذِی نہیں ہے واحد کیلئے نہیں ہے۔ صِرَاطَ الَّذِیْن جمع کیلئے ہے یعنی اسکا راستہ معلوم ہوا صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْم ایک راستہ نہیں ہے کچھ اور بھی ساتھ ہے صِرَاطَ الَّذِیْنَ ان کا راستہ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ پھر۔ علیہ۔ نہیں ہے۔ عَلَیْھِمْ ہے یعنی ضمیر واحد کی نہیں ہے پھر جمع کی ہے ان کا راستہ جن پر تو نے انعام نازل کیا۔ نام تو نہیں بتا رہا۔ تو وہ کون ہیں کل عرض کر چکا ہوں۔ وہ کون ہیں جن پر انعام نازل ہوا ہے۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ وہ مغضوب کا غیر ہے۔ تو اب مغضوب کی ضد کیا ہے؟ مغضوب کا غیر کون ہوتا ہے غضب کی ضد کیا ہے؟

محبت۔ محبت کی ضد کیا ہے؟ غضب۔ تو مغضوب کی ضد کیا ہے؟ محبوب دیکھئے نا پھر عرض کرتا ہوں۔ دن کی ضد کیا ہے؟ رات۔ رات کی ضد کیا ہے؟ دن۔ حق کی ضد کیا ہے؟ باطل۔ باطل کی ضد کیا ہے؟ حق۔ اب غضب کی ضد کیا ہے؟ محبت۔ محبت کی ضد کیا ہے؟ غضب۔ جس پر غضب ہے وہ کیا بنا؟ مغضوب۔ جس پر محبت کی برسات ہے وہ کیا بنا؟ محبوب: تو غیر المغضوب: ہمیں انکے راستے پر چلا جو مغضوب کا غیر ہے تو نتیجہ کیا نکلا؟ ہمیں اپنے محبوب کے راستے پر چلا۔ تو اب اُس کا محبوب کون کون ہے؟ نہ میں تمام کتب کو لیتا ہوں نہ تاریخوں کو لیتا ہوں نہ حدیثوں کو لیتا ہوں میں اس سے آگے بڑھتا ہوں اور آگے سفر کرنا ہے آج کی تقریر میں۔ یہاں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ ایک حدیث ایسی ہے جو صرف نہ مجھے یاد ہے نہ بخاری صاحب کو یاد ہے نہ آپ دو چار حضرات کو یاد ہے بلکہ ہماری ماؤں بہنوں کے گودیوں میں کھیلنے والے بچوں کو بھی یاد ہے۔ وہ حدیث ہے جو صحیح بخاری میں بھی ہے صحیح مسلم میں بھی ہے۔ ترمذی شریف میں بھی ہے کنز العمال میں بھی ہے احمد بن حنبل میں بھی ہے۔ تو غَیْرِ الْمَغْضُوْب بنے گا کون؟ محبوب۔ اب وہ محبوب کون ہے؟ وہ اللہ کا محبوب اُس محبوب کا مدح کراتے ہوئے خیبر کے میدان میں اعلان کر رہا ہے۔ واہ...... دیکھے پھر عرض کرتا ہوں غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ اُن کے راستے پر چلا جو مغضوب کا غیر ہے۔ مغضوب

کا غیر تو کیا بنے؟ محبوب۔ جب محبوب بنیں گے تو پوچھیں کس سے آ وَ اللہ کے محبوب سے پوچھتے ہیں وہ کون ہے جن کا راستہ صراط مستقیم ہے۔

تو جواب ملا خیبر میں اعلان سن لو۔ وہ اعلان کیا ہو رہا ہے۔ لَاُعْطِیَنَّ رَایَةً غداً رَجُلاً کَرَّاراً۔ (یہ صحیح بخاری میں کرار غیر فرار نہیں) لا عطین رَایة میں عطا کروں گا علم۔ غَداً کل میں عطا کروں گا علم کل رَجُلاً ایک اہل رجل علیؑ کو۔ اس کی صفت کیا ہے؟ کَرَّاراً۔ صفت کراریت رکھتا ہے۔ غیر فَرَّارٍ۔ فراریت کا غیر ہے۔ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ اللّٰه اور اللہ کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے بس۔ نا۔ وَیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ اللہ اور اللہ کا رسولؐ بھی اُس سے محبت رکھتے ہیں فَتَحَ اللّٰهُ عَلیٰ یَدَیْه۔ اللہ اُس کے دونوں ہاتھوں پر فتح دے گا۔ اب وہ کون ہے جس سے اللہ محبت رکھتا ہے جس سے رسول محبت رکھتا ہے وہ کیا بنے گا؟ محبوب جب محبوب بنا تو کیا بنا؟ غیر المغضوب جب غیر المغضوب بنا تو وہ ہے کون؟ تو لیجئے کہ وہ ہے کون تو تاریخ گواہی دے رہی ہے۔ کہ صبح کی نماز کے بعد چالیسویں دن علَم ہاتھ میں لے کر رسولؐ نے خیمہ کے دروازے پر کھڑے ہونے والے تمام صحابہ کی طرف دیکھ کر فرمایا اے میرے صحابہ...... اَیْنَ اَیْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ (واہ واہ نعرۂ حیدریؑ)۔ قرآن کتنا بڑا معجزہ ہے میں آپ نہ سمجھ سکتے ہیں نہ سمجھا سکتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کتنا بڑا معجزہ ہے۔ کہ نہ ماننے والے سے بھی اللہ دعا منگوا رہا ہے جو مان رہا ہے وہ بھی علیؑ کے راستے پر چلنے کی دعا مانگ رہا ہے اور جو نہیں مان رہا۔ بلکہ وہ علیؑ کے خون کے پیاسے رہے تاریخ میں۔ اُن سے بھی اللہ یہی دعا منگواتا رہا۔ کہ مانو یا نہ مانو لیکن یہ دعا مانگو تمہارا نہ ماننا اور ہے میرا منوانا اور ہے۔ تو اب یہ سب صاحبانِ نعمت کون ہے؟ آلؑم۔ یعنی آل محمدؐ وہ صراط مستقیم ہے کہ جن کے راستے پر چلنے کیلئے خدا ہم سب سے دعا منگوا رہا ہے چونکہ کافی احباب یہاں الحمد للہ بلکہ کافی نہیں بلکہ یوں کہوں تمام کے تمام احباب معہ میری ماں بہنوں کے یہ فطری طور پر علمی پرواز رکھتے ہیں وہ آپ کا حصہ

Presented by www.ziaraat.com

ہے وہ خدا نے آپ کو بخشا ہوا ہے۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ تصوراً سوال آ جائے کہ یہ صرف ترجمہ کا سہارا لے کر اگلی آیت کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔ تو میں یہاں اور آیت پڑھتا ہوں۔ بڑے آرام سے۔ بڑے سکون سے۔ کوئی جلدی نہیں کرونگا جذبات کا سہارا نہیں لوں گا۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

صاحبانِ انعام کون ہے؟ جن کا راستہ سیدھا راستہ ہے۔ یعنی عجیب بات ہے کہ دعا مانگ رہے ہیں ہمیں صراط مستقیم پر چلا۔ انکے راستے پر جو صاحبانِ نعمت ہیں۔ اور یہ پتہ ہی نہیں ہے کہ یہ ہیں کون؟ اس سے بڑھ کر بدنصیبی کیا ہوگی کہ پتہ ہی نہیں ہے کہ وہ ہے کون؟ تو کم از کم فریضہ ہے ہر واعظ کا ہر خطیب کا۔ ہر مولوی کا۔ ہر علامہ کا۔ کہ وہ واضح کرے کہ وہ صاحبانِ نعمت کون ہیں؟ لو قرآن یہ وضاحت کر رہا ہے۔ **اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیھِم مِنَ النَّبِیّیْنَ مِنْ ذُرِّیَّۃِ آدَم وممَّن حَمَلْنَامَعَ نُوْحٍ وَ مِن ذُرِیَّۃِ اِبْرا ھِیْمَ وَ اِسْرَآئیلَ وَممَّنْ ھَدَیْنَاَ وَاجْتَبَیْنَاَ۔** صاحبانِ نعمت کون ہیں؟ اُولٰئِکَ الَّذِیْن سورہ مریم آیت نمبر 58 وہ لوگ ہیں ایک نہیں دو نہیں وہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا ہے تو وہ کیا ہے؟ صاحبانِ نعمت۔ مگر وہ ہے کون؟ مِنَ النَّبِیّیْنَ۔ وہ تم میں سے نہیں۔ میں نے پہلے عرض کیا تھا میں جلدی نہیں کرونگا بڑے آرام سے پڑھوں گا۔ چونکہ بات ایسی ہے کہ بغیر تسلی و سکون سے ادا کئے سمجھ میں نہیں آتی۔ خاص طور پر نوجوانوں کی اور بزرگ تو جانتے ہی ہیں۔ کہ وہ صاحبانِ انعام کون ہیں۔ مِنَ النَّبِیّیْنَ۔ وہ نبیوں میں سے ہیں عام لوگ نہیں۔ معلوم ہوا صاحبانِ انعام کو جب بھی تلاش کرنا ہو اپنے اردگرد تلاش نہ کرو وہ کون ہے مِنَ النَّبِیّیْنَ۔ وہ نبیوں میں سے ہے کوئی مخلوق ہے جنات میں سے۔ نہ بلکہ۔ مِنْ ذُرِّیَّۃِ آدَم ہے آدم کی اولاد میں سے ہیں فرزندانِ آدمؑ لیکن ہیں کون؟ مِنَ النبیین ہے نبیوں میں سے۔ وَمِمَّن حَمَلْنَا مَعَ نُوح۔ جن پر ہم نے انعام نازل کیا ہے اُن میں سے وہ ہیں جن کو ہم نے نوحؑ کے ساتھ کشتی نجات پر سوار کیا۔ جناب نوحؑ کو کہا جاتا ہے ثانی آدمؑ۔ آدمؑ کا ثانی یعنی دوسرا آدمؑ۔ ہم بے شک آدم کی اولاد میں سے ہے لیکن ہمارا ثانی باپ دوسرا باپ جناب نوحؑ ہے چونکہ طوفان نوحؑ میں تمام کے تمام غرق ہو گئے مگر وہی جنہوں نے نوحؑ کے حکم سے نوحؑ کی کشتی سے تمسک حاصل کیا معلوم ہوا صاحبانِ انعام یا نبیوں میں سے ہوتے ہیں یا نجات والوں میں سے ہوتے ہیں۔ صاحبانِ نعمت کون ہیں بس یہی ہے نا۔ خدا اور وضاحت کر رہا ہے بڑی پیاری بات ہے اگر آپ توجہ کریں گے میں سمجھا سکوں گا۔ رٹہ نہیں ہے کیسٹ تیاری نہیں ہے جو خود بخود ادا ہوتا جائیگا یہ آپکی توجہ پر منحصر ہے یہ ہیں کون؟ خدا پھر وضاحت کر رہا ہے۔

وَمِنْ ذُرِیَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ وَ اِسْرَآئِیْلَ۔ یہ صاحبانِ نعمت ہیں ابراہیمؑ کی اولاد میں سے اور اسرائیل کی اولاد میں سے۔ تو اسرائیل کس کا نام ہے؟ کس کا لقب ہے حضرت یعقوبؑ کا۔ یعقوبؑ کس کا بیٹا ہے؟ حضرت اسحاقؑ کا۔ اسحاقؑ کس کا فرزند ہے حضرت ابراہیمؑ کا تو ذریت ابراہیمؑ کہہ دیجئے تو اسرائیل کا نام کیوں لیا؟ (درود پڑھ لیجئے) صاحبانِ نعمت کون ہیں۔ مِنْ ذُرِیَّۃِ ابراھیم وَ اسرائیل۔ وہ ذریت ابراہیم میں سے ہے اور اسرائیل کی اولاد میں سے ہے۔ اسرائیل لقب ہے حضرت یعقوبؑ کا۔ یعقوبؑ پوتا ہے حضرت ابراہیمؑ کا۔ ذریت کس کی بنی اولاد کس کی بنی؟ حضرت ابراہیم کی جب ابراہیم کا ذکر علیحدہ کر دیا تھا اُسکی اولاد کا تذکرہ علیحدہ کر دیا تھا۔ تو یہ ذریت اسرائیلؑ کا ذکر کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ یا صرف ذریت اسرائیلؑ کہہ دیتا پھر ذریت ابراہیمؑ ذکر کرنے کی احتیاج کیا تھی ہاں اللہ جسے منوانا چاہتا ہے وجود صاحبانِ نعمت کو۔ اسی لئے خدا نے ابراہیمؑ کے ساتھ اولادِ اسحاق کا یعقوبؑ کا ذکر کیا اگر ذکر کر دیتا صرف اولادِ ابراہیمؑ کا تو یہودی نصرانی آج سینہ ٹھوک کر کہتے کہ صاحبانِ نعمت

Presented by www.ziaraat.com

وہی ہیں۔ جو اسحاقؑ کی اولاد میں سے ہے بس بات ابہام میں رہ جاتی واضح نہ ہوتی اسی لئے ابراہیمؑ کا ذکر کر کے اسرائیل کا ذکر علیحدہ کر دیا یعقوبؑ کا ذکر علیحدہ کر دیا کہ یعقوبؑ کی نسل میں سے جو نبیوں میں سے ہے۔ وہ کیا ہے صاحبانِ نعمت ہے اور ابراہیمؑ کی ذریت کا سلسلہ صرف اسحاقؑ سے بھی نہیں بلکہ اسماعیلؑ سے بھی ہے۔ تو اسی لئے ذریت ابراہیمؑ کہا۔ کہ اولاد ابراہیمؑ کا سلسلہ جو اسماعیلؑ سے ہے اُس سے جو ہے وہ نبیوں جیسے اسحاقؑ انبیاء...... یا وہ اکیلا نبی جو سب پر بھاری ہے۔ سید الانبیاءؐ ہے یہ سب کے سب کون ہے صاحبانِ نعمت ہے۔ تو اسرائیل کا ذکر علیحدہ کیا ابراہیمؑ کا ذکر علیحدہ کر کے ابراہیمؑ کی دونوں اولادوں کو اللہ نے تبصرہ میں لا کر سنا دیا کہ دیکھو یہ ہے اسحاقؑ کی اولاد۔ اور یہ ابراہیمؑ کی اولاد میں سے اسماعیلؑ۔ اسماعیلؑ سے بڑا سلسلہ بنا شجرۂ طیبہ کا۔ اسی شجرۂ طیبہ کا نتیجہ ہے کون؟ ذاتِ محمدؐ اب محمدؐ کیا بنا۔ صاحبِ نعمت۔ اُدھر کون؟ یعقوبؑ۔ یوسفؑ۔ ایوبؑ۔ یحییٰؑ۔ زکریاؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ۔ اِدھر کون؟ ایک محمدؐ محمدؐ کے بعد پھر محمدؐ (نعرۂ حیدری) یہاں محمدؐ کے بعد پھر محمدؐ۔ محمدؐ کے بعد پھر محمدؐ۔ محمدؐ کے بعد پھر محمدؐ۔ **اَوَّلُنَا مُحَمَّد وَاَوسَطُنَا مُحَمد وَآخِرنا محمدٌ وَكُلُّنا مُحمدٌ**۔ ہمارا پہلا بھی محمدؐ۔ درمیان والا بھی محمدؐ۔ آخر والا بھی محمدؐ ہم کل کے کل محمدؐ۔ وہاں اسحاق کے بیٹوں میں سے آخری بیٹا عیسیٰؑ اللہ نے روک لیا۔ وہاں یعقوب کے بیٹوں میں سے اسرائیل کے بیٹوں میں سے آخری بیٹا عیسیٰؑ اللہ نے روک لیا۔ یہاں اسماعیل کے بیٹوں میں سے محمدؐ کے خلفاء میں سے آخری بیٹا اللہ نے روک لیا۔ اُس کی ماں بھی بتولؑ اس کی اں بھی بتولؑ۔ اس کی ماں بھی بتولؑ۔ اُس کی ولادت بھی معجزہ اِس کا ظہور بھی معجز بڑا فقرہ کہہ دیا بڑا فقرہ۔ وہاں عیسیٰؑ کو روکا یہاں فخرِ عیسیٰؑ کو روکا۔ اسحاق کی اولاد میں سے عیسیٰؑ کو روکا اسماعیلؑ کی اولاد میں سے فخرِ عیسیٰؑ کو روکا۔ وہ بھی غائب یہ بھی غائب۔ وہ بھی موجود۔ یہ بھی موجود۔ وہ بھی آئے گا۔ یہ بھی آئے گا۔ اُس کی

ماں بتولؑ۔ اس کی ماں بھی بتولؑ۔ کہہ دوں۔ فقروں پر ذرا توجہ۔ اُس کی ولادت بھی معجزہ اِسکا ظہور بھی معجزہ۔ اُس نے آیات انجیل یا توراۃ کو پڑھا۔ شکمِ مادر سے باہر آ کر اِس نے سورہ انا انزلناه کو پڑھا ماں کے شکم میں رہتے ہوئے بھی۔ وہ بھی آئیگا یہ بھی آئیگا۔ جتنی کتب آحادیث علمائے ملت اسلامیہ طلب کرے یہ معمولی سا قوم شیعہ کا طالب علم جسے یہ پیار سے خطیب کہہ دیتے ہیں اُن کتب احادیث سے دکھانے کیلئے تیار ہے۔ کہ عیسیٰ بنیؑ اسرائیل کا بیٹا اسحاقؑ کا بیٹا اسماعیلؑ کے بیٹے محمدؐ کے آخری محمدؐ کے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔ لے گا نہیں۔ لے گا نہیں کریگا۔ بیعت کر کے بتائے گا کہ میں نے اس سے اپنے راستے پر نہیں چلانا بلکہ میں نے اس کے راستے پر چلنا ہے۔ تا کہ پتہ چل جائے گا کہ صراط مستقیم کون ہے؟ تو صاحبانِ نعمت کون ہیں؟ صاحبانِ انعام کون ہیں؟ ذریت ابراہیمؑ میں سے وہ جو نبیوں میں سے ہیں بات ختم ہے (تا) آیت آگے بھی ہے۔ کون ہے صاحبانِ نعمت جن کو ہم نے ہدایت کی وَمِمَّن هَدَيْنَا۔ اور اُن میں سے صاحبانِ نعمت وہ ہے جن کو ہم نے ہدایت کی۔ وَاجْتَبَيْنَا۔ جن کو ہم نے چن لیا تو صاحبانِ نعمت کون ہیں؟ جن کو اللہ نے ہدایت کی۔ ہدایت ہے دو طریقوں سے (ا) ایک ہے بالواسطہ (۲) ایک ہے بلا واسطہ۔ یہ زید غیر مسلم ہے میں نے تھا نہیں کہا۔ کوئی خفا نہ ہو جائے۔ یہ زید غیر مسلم ہے اب اس زید کو کسی پیر نے، فقیر نے، غوث نے، قطب نے، قلندر نے، مولانا نے، علامہ نے، مرد مومن نے، اسے بنا دیا مسلمان تھا غیر مسلم۔ اب یہ مسلمان کیا ہے بالواسطہ لیکن انبیاءؑ کا اسلام کیا ہے؟ رسولوں کا اسلام کیا ہے۔ آئمہ کا اسلام کیا ہے پڑھ دوں آیت۔ خدا حضرت ابراہیمؑ سے فرما رہا ہے۔ اَسْلِمْ۔ اپنے اسلام کا اظہار کر۔ ابراہیم جواب کیا دیتے ہیں ماضی کے صیغہ کے ساتھ۔ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اے اللہ تو تو جانتا ہے میں جب سے ہوں صاحبِ اسلام ہوں۔ میں جب سے ہوں مسلمان ہوں۔ صاحبِ

Presented by www.ziaraat.com

اسلام ہوں اسی لئے خدا کو کہنا پڑا۔ مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۔ ابراہیم نہ یہودی تھا نہ نصرانی تھا بلکہ پکا اور سچا مسلمان تھا۔ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ وہ مشرکین میں سے نہیں تھا۔ معلوم ہوا صاحبانِ نعمت وہ ہوتے ہیں (۱) جنکا اسلام بلا واسطہ ہو (۲) جو مشرکوں میں سے نہ ہو۔ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا۔ جن کو ہم نے ہدایت کی وَاجْتَبَيْنَا۔ صاحبانِ نعمت کون ہیں جن کو ہم نے چن لیا جن کو ہم نے چن لیا اب چننے کے اعتبار سے عربی میں مادّے ہیں تین۔

(۱) اِصْطَفٰی (۲) اِجْتَبٰی (۳) اِرْتَضٰی

(۱) اِصْطَفٰی کے مادہ سے چنا ہوا کہلواتا ہے۔ مصطفٰی۔

(۲) اِجْتَبٰی کے مادہ سے چنا ہوا کہلواتا ہے مجتبٰی۔

(۳) اِرْتَضٰی کے مادہ سے چنا ہوا کہلواتا ہے مرتضٰی

صاحبانِ نعمت کون ہیں جن کو اللہ نے چن لیا ہے ہم نے نہیں۔

کہ جنہیں ہم چنتے ہیں وہ ممبر کہلواتا ہے وہ کونسلر کہلواتا ہے وہ چیئرمین کہلواتا ہے وہ ایم پی اے کہلواتا ہے وہ ایم این اے کہلواتا ہے وہ چوہدری کہلواتا ہے وہ پریذیڈنٹ کہلواتا ہے وہ پرائم منسٹر کہلواتا ہے۔ وہ منسٹر کہلواتا ہے لیکن پڑھ لو بسم اللہ کی ب سے لے کر والناس کی س تک قرآن جنہیں اللہ چنتا ہے وہ یا مصطفٰی ہوتا ہے یا مجتبٰی ہوتا ہے یا مرتضٰی ہوتا ہے (نعرہ حیدری) تو اب صاحبانِ نعمت کون ہے؟ ٹھیک ہے نا۔ صراط مستقیم جن کا راستہ ہے جو صاحبانِ نعمت ہے۔ صاحبانِ نعمت کون ہے؟ جن کو اللہ نے چن لیا ہے جنہیں چن لیا ہے وہ ہے کون؟ مصطفٰی۔ مجتبٰی۔ مرتضٰی۔ کہہ دوں ایک فقرہ آدمؑ سے لے کر اس وقت تک ایک ایک گھر پر نظر ڈالتے جاؤ مجھے ایسا گھر تو دکھا دو کہ جس میں مصطفٰی بھی ہو مجتبٰی بھی ہو مرتضٰی بھی ہو۔

ہمیں کسی سے ضد نہیں حسد نہیں تعصب نہیں، لیکن مجھے کوئی ایسا گھر تو دکھاؤ

جہاں مصطفٰی بھی ہو مجتبٰی بھی ہو، مرتضٰی بھی ہو۔ اگر گھر ملتا ہے تو صرف ایک جہاں مصطفٰی بھی ہے مجتبٰی بھی ہے مرتضٰی بھی ہے۔ وہ کون سا ایک گھر ملتا ہے جہاں مصطفٰی بھی ہے مجتبٰی بھی ہے مرتضٰی بھی ہے۔ انشآء اللہ آئندہ تقاریر میں بات ہو سکے گی اس وقت صرف ایک فقرہ ہے پھر میں نے آگے بڑھنا ہے۔ اینٹوں سے پتھروں سے، گارے سے، چونے سے جو بنایا جائے اُسے بھی عربی میں کہتے ہیں بیت اور جو سائبان سے خیمے سے، چادر سے بنایا جائے اُسے بھی کہتے ہیں عربی میں بیت یعنی لفظ بیت کا استعمال اگر خیمے میں یا سائبان سے چادر سے بنایا جائے اسے بھی کہتے ہیں بیت ہاں تو اگر اب چادر کا سایہ ہو اور یا سائے میں بیٹھنے والے ہو خواہ بیٹھ آیا ہو خواہ صاحب سایہ ہو وہ کیا بن جاتا ہے؟ بیت۔ دکھاؤ ایسا بیت جہاں مصطفٰی بھی ہو مجتبٰی بھی ہو مرتضٰی بھی ہو عرش سے فرش تک کسی کو بیت نظر نہ آئے تو یہ اُسکی اپنی نگاہوں کا قصور ہے یا بصارت نہیں اور یا بصیرت ہی نہیں۔ لیکن آؤ! میں دکھاتا ہوں کتاب کا نام ینابیع المودۃ۔ مودۃ القربیٰ۔ ارجح المطالب۔ کنز العمال حلیۃ الاولیاء ان میں یہ درج ہے کہ رسولؐ پاک نے فاطمہؑ کے گھر میں آ کر کہا کہ بیٹی فاطمہ! مجھے چادر دے چادر دے چادر دے یا رسول اللہ۔ خود اُدھر سے تو آ رہے ہیں۔ اپنی چادر کیوں نہ لائے کہا آج تو بتاتا ہے کہ جو میرے بیت والے ہیں وہ اور ہیں جو نبوت کے بیت والے ہیں وہ اور ہیں (نعرہ حیدری۔ صلوات) سبحان اللہ اگر پھر دعا دے سکے تو گھروں میں جا کر دعا ضرور کیجئے گا۔ روزانہ چار سو پانچ سو میل سفر کر کے یہاں پہنچتا ہوں۔ مولا سفر کو بے خطر کر بنائے رکھے ان دنوں میں کہ اہلبیتؑ کون ہے؟ رسولؐ بیت بنا کر دکھا رہے ہیں چادر میں لے کر کہا۔ اَللّٰھُمَّ ہیں کون کون؟ (۱) بتولؑ (۲) مصطفٰےؐ (۳) مرتضٰیؑ (۴) حسن مجتبٰیؑ (۵) حسینؑ مظلوم کربلا جب یہ پانچ جمع ہوئے تو رسولؐ نے کیا کہا؟ اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَاءِ اَھْلُ بَيْتِیْ۔ توجہ صاحبان۔ بات سنی ہوئی ہے لیکن جو الفاظ میں کہتا ہوں توجہ

Presented by www.ziaraat.com

چاہتا ہوں۔ اَللّٰھم اے میرے اللہ یہی ہے یہی ہے۔ یہی ہے یہی ہے بس میرے اہلبیتؑ ملائکہ نے پوچھا یا اللہ یا الہ العالمین یہ ہیں کون؟ مصطفیٰ کا نام نہیں لیا مجتبیٰ کا نام نہیں لیا مرتضیٰ کا نام نہیں لیا۔ کیوں نہیں لیا؟ (بخاری صاحب) بڑی پیاری بات ہے کیوں نہیں لیا۔ اگر مصطفیٰ کے نام کے تعارف کراتا تو دنیا یہی کہتی یہی چنا ہوا ہے اگر مصطفیٰ کے نام سے تعارف کراتا تو آج کہنے والے کہہ دیتے کہ بس چنا ہوا یہی ہے اگر مجتبیٰ کے نام سے تعارف کراتا تو کہہ دیتے بس چنا ہوا یہی ہے اگر مرتضیٰ کے نام سے تعارف کراتا تو شاید کوئی یہی کہہ دیتے کہ بس چنا ہوا یہی ہے اب اللہ کیا فرما رہا ہے۔ وَھُمْ۔ سب کے سب ہیں۔ وَھُم۔ وہ سب کے سب ہے۔ بار بار کیوں نہ دہرا دوں تمہاری مرضی لیکن جو بزرگ تھا پروازِ فکر رکھتے ہیں فقرہ اُن کے لئے ہے ھی کہنا تھا مونث ہے نا فاطمہؑ ہی کہنا تھا نا۔ ھی کس کیلئے ہے مؤنث کیلئے ہے ھُوَ کس کیلئے ہے۔ مذکر کیلئے ھُنَّ جمع کس کیلئے ہے مؤنث کیلئے۔ ھُم ضمیر کس کیلئے مذکر کیلئے ہے خدا نے فاطمہؑ کے ساتھ ہی نہیں کہا ھُم کہا مونث کی ضمیر نہیں لایا مذکر کی لایا کیوں مونث میں نقص ہوتا ہے فاطمہ وہ عورت ہے جس میں کوئی عیب ہی نہیں (نعرۂ حیدریؑ۔ نعرہ صلواۃ) ھُمْ فَاطِمَۃُ وَاَبُوْھَا وَبَعْلُھَاَ وَبَنُوْھَا۔ اُن میں سے ایک میری کنیز فاطمہؑ ہے۔ ایک فاطمہؑ کا باپ ہے۔ ایک فاطمہؑ کا شوہر ہے۔ ابن ایک بیٹا۔ ابناء دو بیٹے۔ بَنُو بہت سارے بیٹے۔ یہاں چادر میں کتنے بیٹے تھے دو صیغہ کس کا آنا چاہیے تھا؟ تثنیہ کا دو کا اللہ نے کیا لایا بَنُوھَا جمع کا۔ جمع کا کیوں لایا تا کہ پڑھنے والوں کو پتہ چلے کہ یہ دو چنے ہوئے نہیں بلکہ بارہ کے بارہ چنے ہوئے ہیں (نعرۂ حیدریؑ) تو واضح ہو جائے کہ جمع کا صیغہ اس لئے لایا کہ اس کے گیارہ بیٹے جو ہے چنے ہوئے ہیں۔ تو خاندان وحی میں چنا ہوا لوگ۔ (چونکہ پونے سات ہو گئے ہیں اب میں سمیٹتا ہوں زندگی رہی تو جہاں چھوڑ رہا ہوں کل وہیں سے انشاء اللہ لے کے چلوں گا) انبیاءؑ

چنے ہوئے مرسلینؑ چنے ہوئے۔ اب شیعوں کا اعتقاد کیا ہے؟ شیعیان محمدؐ و آل محمدؐ کا اعتقاد کیا ہے؟ جو پنڈال کے اندر ہے دروازے میں ہے پنڈال سے باہر ہے امام بارگاہ سے باہر سائبانوں کے نیچے ہے۔ جہاں جہاں جو جو ہے اگر میری آواز اُسکے کانوں میں پڑ رہی ہے تو اپنا اپنا کام چھوڑ کا صرف میری یہ آواز سن لے بعد میں کام میں مصروف ہو جائے چونکہ ایام عزاداری منانے کا جو مقصد عظیم ہے وہ یہی ہے کہ جوانوں کو پتہ چلے کہ ہمارا عقیدہ کیا ہے؟ تو وہ جو یہ ہیں چنے ہوئے اب شیعیان محمد و آل محمدؐ کا عقیدہ کیا ہے؟ اِعْتِقَادُنَا فِی الْاَنبیاءِ والرُّسُلِ وَالآئمة وَالْمَلَائکة اِنُھُمْ مَعْصُومُونَ مُطَّھرُوْنَ مِنْ کُلِّ دَنَسٍ وَاِنَّھُمْ لَا یَجْلِدُون ذَنْباً عَمَداً وَسَھُواً صَغِراً وَلَا کبیْراً۔ شیعیان محمدؐ و آل محمدؐ کا عقیدہ کیا ہے؟ اعتقاد ہمارا ہمارا عقیدہ ہے۔ انبیاءؑ رسول آئمہؑ ملائکہ۔ اِنَّھُمْ مَعْصُومُونَ مُطَّھَّرُوْنَ مِنْ کُلِّ دَنَسٍ۔ ہر قسم کی ناپاکی سے یہ پاک ہے ہر قسم کے عیب سے یہ پاک ہے یجلدُوْنَ ذَنْباً۔ یہ سب کے سب کوئی گناہ نہیں کرتے۔ صَغیراً وَلَا کبیْراً۔ نہ گناہ صیغرہ نہ گناہ کبیرہ عمداً وسَھُواً۔ نہ جان بوجھ کر گناہ کرتے ہیں نہ بھول کر گناہ کرتے ہیں۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ گناہ نہیں کر سکتے (واہ واہ) ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ یہ گناہ نہیں کر سکتے ہمارا عقیدہ ہے یہ گناہ نہیں کرتے۔ ملائکہ کو چھوڑ کر فرشتوں کو چھوڑ کر یہ گناہ نہیں کرتے۔ روزہ دار روزے میں ہے جون کا مہینہ ہے دن کے بارہ بجے ہیں حلق میں پیاس کے سبب ٹانکے پڑے ہیں شکم کمر کے ساتھ بھوک کے سبب مل گیا ہے پانی سامنے ہے۔ پی سکتا ہے پیاسا ہے جان بلب ہے پانی سامنے ہے پینے کی قدرت رکھتا ہے پی سکتا ہے لیکن پیتا نہیں۔ کیوں نہیں پیتا کفارے سے واقف ہے کہ اگر روزہ توڑ لیا بغیر عذر شرعی کے تو یہ کفارہ دینا پڑے گا پیاسا ہے پانی یہاں نہیں ہے۔ دو میل کے فاصلے پر پانی ہے پیاس لگی ہے۔ اب دو میل کے لئے

Presented by www.ziaraat.com

جار ہا ہے چل کر پیاس بجھانے دروازے کے سامنے گڑھے ہے گڑھے میں پانی ہے پائپ میں محلہ کا گندا پانی موجود ہے پانی ہے دو میل چل کے جاتا ہے وہ پانی پی لے جو کٹر میں ہے گڑھے میں ہے یہ گڑھے میں ہے وہ پانی نہیں پیتا۔ ارے یہ بھی تو پانی ہے۔ پیاس تو بجھا دے گا اسے کیوں نہیں پیتا اس لئے نہیں پیتا کہ اس کے پینے سے جو بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔ اُن سے باخبر ہے انجام سے واقف ہے۔ معلوم ہوا گناہ وہ کرتا ہے جو انجام سے بے خبر ہو یا دیدہ باغی ہو۔ میں نے کیا کہا آپ نے کیا سنا یا تو انجام سے بے خبر ہو یا اطاعت خدا اور اطاعت رسول اطاعت اُولی الامر سے باغی ہو۔ انبیاءؑ رسولؐ، آئمہؑ گناہ نہیں کرتے نہ قولاً نہ فعلاً نہ اِرادۃً۔ قول کی کیا منزل ہے۔ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحىٰ ۔ یہ تو نہیں بول رہا یہ میں بول رہا ہوں۔ فقرہ کہہ رہا ہوں تقریر کل ہوگی۔ جس کی زبان میں بولنے والا خود خدا ہو اُسکی زبان پر شیطان بتوں کی تعریف جاری کیسے کرا سکتا ہے؟ (ہائے ہائے) دیکھا ایک بزرگ طبقہ ہے باقی سب خاموش رہے ہیں انشاء اللہ کل اسے لے کر چلوں گا جس کی زبان میں بولنے والا خود خدا ہو۔ آج علامہ جلال الدین سیوطی کا یہ لکھ لینا کہ شیطان نے اُس کی زبان پر بتوں کی تعریف جاری کرائی لیجاؤ اس تعریف کو اور اُٹھا کے آگ میں جلا دو، دریاؤں میں بہا دو، ہوا میں اُڑا دو ہم اس تعریف کو نہیں مانتے۔ ہم آئمہؑ کو اور اپنے رسولوں اور نبیوں کو پاک مانتے ہیں ارے اتنے وہ پاک ہیں اتنے وہ پاک ہیں کہ ولادت علیؑ کے بعد تیسرے دن جب علیؑ کی ماں علیؑ کو ہاتھوں پر رکھ کر دیوار بیت اللہ سے باہر آئی رسول کو دیا کہیں تاریخ میں نہیں ملتا کہ رسولؐ نے کہا ہو کہ چچی اماں، روک لو، ٹھہر جاؤ، تھوڑی دیر بعد دینا، پہلے اسے غسل ولادت تو دے لو (واہ واہ آہا آہا آہا) نہیں سید اس طرح نہیں بلکہ اسی کونے سے لے کر آخری کونے کی سرے تک مل کر نعرۂ حیدری۔ یہ کتنے پاک ہے۔

یہ کتنے پاکیزہ ہے۔ کہیں تاریخ میں نہیں ملتا کہ علیؑ کو لیتے وقت رسولؐ نے کہا ہو چچی اماں ٹھہر جاؤ پہلے بچے کو غسل ولادت تو دے لو۔ لو آج لاہور کی تاریخ میں تاریخی اجتماع میں آپ کا یہ معمولی سا طالب علم جس کی حوصلہ افزائی کر کے آپ نے یہاں بٹھا دیا ہے۔ تاریخ کا ایک نچوڑ فقرہ ادا کر رہا ہے یہ ہے غازی کا علم۔ عباسؑ کے علم کی قسم کھا کر کہہ رہا ہوں۔ میں تاریخ کے ایک ایک حرف کا ضامن بن کر یہ کلمات ادا کر رہا ہوں تمام مجمع کے سامنے اور ٹیپ ریکارڈوں کے ذریعے سننے والوں کے سامنے کہ رسول پاکؐ اتنا پاکیزہ اتنا طاہر اور اتنا پاکیزہ اتنا مقدس کہ اس کو آخری غسل دیا علی ابن ابیطالبؑ نے۔ گلفام نے تاریخ کو کھنگال ڈالا ہے کم از کم چھ لاکھ کی میری لائبریری ہے اس کا ایک ایک حرف میں نے پڑھ کے رکھ دیا ہے کہیں مجھے تاریخ میں نہیں ملا کہ رسولؐ کو غسل دینے کے بعد علیؑ نے غسل ...... مسِ میت کیا ہو! (نعرۂ حیدری) جی۔ جی پھر عرض کرتا ہوں کہ آج کہتے ہو؟ رسولؐ کی زبان پر شیطان نے بتوں کی تعریف جاری کرا دی۔ ہمارا رسولؐ اتنا پاک۔ اتنا پاکیزہ اتنا مقدس اتنا زکی۔ لاہور شہر ہے علم کا گہوارہ ہے۔ ضمانت کے ساتھ۔ تاریخی ضمانت کے ساتھ گلفام یہ کلمات ادا کر رہا ہے کہ علیؑ نے رسولؐ کو آخری غسل کیوں دیا تا کہ ہم تک سنت پہنچے۔ غسل کیوں دیا تا کہ ہم تک سنت پہنچے۔

اور غسل مس میت کیوں نہیں کیا تا کہ پتہ چل جائے کہ تم اور ہو ہم اور ہیں۔ (نعرۂ تکبیر۔ نعرۂ رسالت۔ نعرۂ حیدری۔ صلواۃ) یہی رسولؐ۔ یہی رسولؐ جو ایسا طیب ہے ایسا طاہر ہے ایسا مقدس ہے۔ ایسا زکی ہے۔ یہی زبان چسا چسا کر حسینؑ کو پروان چڑھاتا رہا۔ حسینؑ کے رگوں میں دوڑنے والا خون شیر زہراؑ خونِ علیؑ لعاب محمدؐ کی تاثیر تھا صبح کی نماز پڑھ کر نماز فریضہ سے فارغ ہو کر سیدہ بتولؑ تعقیبات نماز میں مصروف ہے۔ اُمّ ایمن روایت کرتی ہیں کہ تعقیبات پڑھتے پڑھتے بتولؑ رونے

Presented by www.ziaraat.com

لگیں۔ بڑی دیر فضائل سنا دیئے یہ عزاداری کے دن ہیں مصائب کے دن ہیں۔ مولاؑ سلامت رکھے۔ اُمّ ایمن کہتی ہیں کہ بتولؑ تعقیبات نمازِ صبح پڑھتے پڑھتے رونے لگی میرا دل گھبرایا۔ میں اُٹھ کر قریب آئی ہاتھ باندھ کر عرض کیا۔ سیدہؑ تیرے رونے کے موسم ابھی نہیں آئے تیرے بابا رسولؐ کا سایہ تیرے سر پر موجود ہے۔ پھر بھی رو رہی ہو۔ کہا۔ اُم ایمن پتہ نہیں میرے شکم میں جو بچہ ہے یہ اللہ کا کیسا عطیہ ہے۔ کہ جب میں تعقیبات میں مصروف ہوئی شکم سے مجھے آواز دیکر کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا اُمَّاہُ اَنَا وَلَدُکِ عَطْشَانُ۔ اماں! پیاسے بچے کا سلام قبول ہو۔ (سلامت رہو آباد رہو) میں تیرا وہ بیٹا ہوں جو پیاسا ہوں۔ پتہ نہیں ہے یہ کیسا بچہ ہے؟ بتولؑ روتی رہی۔ اُم ایمن تسلیاں دیتی رہیں۔ نماز ظہرین کا وقت آیا بی بی فراغت کے بعد تعقیبات نماز ظہرین میں مصروف ہوئی۔ اُم ایمن کہتی ہیں تھوڑی دیر کے بعد میری کانوں میں بتولؑ کے رونے کی آواز آنے لگی۔ میں تڑپ گئی میں نے کہا بتولؑ تیرا رونا مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ اب پھر رو رہی ہے؟ کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا اُمَّاہُ۔ اَنَا وَلَدُکِ عُرْیَانُ۔ اماں! میں بے گور و کفن رہنے والے بیٹے کا سلام جس کے لاشہ کو کوئی کفن نہیں پہنائے گا۔ اُس بیٹے کا سلام: اُم ایمن کہتی ہیں۔ میں پانی کا پیالا لائی جام لائی بی بی کو پانی پلایا تسلیاں دی۔ نماز مغربین کے بعد پھر جب بتولؑ تعقیبات نماز میں بیٹھی اس قدر روئی اس قدر روئی کہ بتولؑ کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ یہ کہتی ہے میں تڑپ کر باہر آئی دل منہ سے باہر آنے لگا۔ میں نے قدموں کو تھام کر کہا۔ بتولؑ۔ پھر بچے نے کوئی بات کی ہے؟ کہا ہاں۔ میرے شکم سے مجھ سے ہمکلام ہوا اس نے کیا کہا؟ کہا اب تجھے بھی نہیں بتاتی ہوں میں نے رو کر کہا علیؑ کو بلا لاؤں کہا نہ علیؑ کو بھی نہ بلا کے لانا میں نے کہا پھر کسے بتاؤ گی رو کر کہتی ہے جا میرے بابا حجرے میں ہے اب میں بابا سے پوچھوں گی کہ بابا یہ کیسا بچہ ہے؟

اُمّ ایمن کہتی ہے۔ میں بی بی اُم سلمہ کے حجرے میں گئی رسولؐ تشریف فرما تھے۔ میں نے بتولؑ کو ساتھ لیا جیسے بتولؑ نے حجرے میں قدم رکھا کائنات کا رسولؐ تعظیماً اُٹھا۔ اُٹھتے ہی بتولؑ کی طرف بڑھ کر منہ کا بوسہ لے کر کہتے ہیں خیر تو ہے آج روتی رہی ہے۔ بتولؑ میری زندگی میں رو رہی ہے۔ تیرا رونا مجھے گوارا نہیں ہے ہاں بابا آج صبح سے رو رہی ہوں۔ بتولؑ خیر تو ہے بابا پتہ نہیں یہ میرے شکم میں کیسا بچہ ہے کبھی کہتا ہے اماں۔ قتیل العبرہ بیٹے کا سلام کبھی کہتے ہیں پیاسے بیٹے کا سلام کبھی کہتے ہیں بے گور و کفن رہنے والے بیٹے کا سلام۔ بابا سارا دن سنتی رہی برداشت کرتی رہی لیکن اب جو اس نے فقرہ کہا ہے وہ مجھ سے برداشت نہیں ہو سکا۔ بتولؑ کیا کہا؟ عزادارو سیدو! غیر سیدو! او شیعہ سنی بھائیو! سنو بی بی رو کر کہتی ہے بابا۔ اب اس نے میرے شکم سے آواز دے کر کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا اُمَّاہ انا وَلَدُکِ مُشَخَطَانٌ۔ کہ اس کا سلام جس کے لاش پر گھوڑے دوڑائے گا۔ اماں جس کا لاشہ گھوڑوں کے ٹاپوں سے پامال کیا جائیگا۔ اُس بیٹے کا سلام اتنا کہنا تھا کائنات کا نبیؐ رونے لگا جب سب مل کر روئے بتولؑ کہتی ہیں ہاں بابا یہ کیسا بچہ ہے کب ظاہر ہوگا۔ بیٹی گھبرانا نہ اگلے مہینے اس نے دنیا میں آنا ہے۔

حسینؑ تشریف لے آئے گھر میں آہ و بکا ہوتی رہی۔ واحد بچے ہیں بتول کے گھر کے ایک بیٹا ہے ایک بیٹی ہے بیٹا پیدا ہوا تب بھی ماتم ہوا۔ بیٹی پیدا ہوئی تب بھی ماتم ہوا۔ سنو گے نا! بیٹے کا نام حسینؑ ہے بیٹی کا نام زینبؑ ہے۔ زینبؑ ہے زینبؑ جو ہے نا یہ ہے عبرانی زبان کا لفظ اصل میں پڑھا جاتا ہے زین آب۔ یعنی باپ کی زینت۔ لیکن نہیں اصل یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے زینب اس کے معنی ہے ہمیشہ رونے والی۔

حسینؑ دنیا میں آئے گھر ماتم کدہ بنا۔ کتاب کا نام ہے عوالم وہاں سے لے کر روایت پڑھ رہا ہوں۔ اُس میں یہ درج ہے حسینؑ بمشکل اڑھائی سال کے تھے رسولؐ بتولؑ

Presented by www.ziaraat.com

کے گھر آئے حسینؑ سامنے آئے جھک کر سلام کیا۔ رسولؐ کی آنکھوں میں آنسو آئے۔ کہا یا علیؑ جی مولا۔ میرے حسینؑ کے دونوں بازوں کو تھام لو یا علیؑ ذرا میرے حسینؑ کے دونوں بازو تھام۔ علیؑ نے دونوں بازوں تھام کر حسینؑ کو کھڑا کیا۔ کائنات کا رسولؐ روتے روتے حسینؑ پر جھکا۔ پہلے سر چوما۔ پھر پیشانی چومی۔ پھر لب چومے۔ پھر گلے کا بوسہ لیا۔ اور رونے والو! پھر سینہ چوما۔ بازو چومے حسینؑ کے ہاتھ چومے۔ چپ کر کے بتولؑ دیکھتی رہی۔ ہاتھوں کے بعد جب انگلیاں چومی اب بتولؑ سے رہا نہ گیا تڑپ کر کہتی ہے۔ بابا اولاد کا سر چوما جاتا ہے۔ پیشانی چومی جاتی ہے منہ چوما جاتا ہے سینہ بھی چوم لیتے ہیں لیکن یہ میرے بیٹے کی انگلیاں کیوں چوم رہے ہو۔ رسولؐ رو کر کہتے ہیں بتولؑ نہ خود رو نہ مجھے رُلاؤ۔ میں حسینؑ کا یہ سارا جسم اس لئے چوم رہا ہوں کہ 61 ہجری 10 دیں محرم کا دن کربلا کا میدان میرا بیٹا اکیلا مظلوم ہو کر کھڑا ہوگا۔ کوئی تیر مارے گا۔ کوئی نیزہ مارے گا۔ کوئی پتھر مارے گا۔ کوئی تلوار کا وار کریگا۔ اور بابا یہ انگلیاں چوم رہے ہو ہاں بیٹی شام غریباں یہ اُنگلیاں بھی کٹ جائیگی بھرا گھر ماتم کدہ بنا۔ روتے بھی جاؤ اور ساتھ جواب بھی دیتے جاؤ۔ یہ کل یکم محرم کا دن جو آپ نے گزارا ہے۔ یہ اصل میں کون سا دن تھا۔ 18 جیٹھ یہی اٹھارا جیٹھ تھی دسویں محرم کا دن تھا جب بتولؑ کا گھر اُجڑ گیا تھا۔ دسویں محرم کا دن 18 جیٹھ جس جگہ رسولؐ حسینؑ کا بوسہ دیتا رہا اُس کی پیاسی گردن پر شمر کا خنجر چلا۔ خنجر چل گیا حسینؑ کا سر تن سے جدا ہوا اس ظالم نے ظلم بھرا ہاتھ حسینؑ کے خاک اور خون میں اٹکی ہوئی زُلفوں میں ڈالا۔ زُلفوں میں ہاتھ ڈال کر یوں سر کو ہاتھ میں لے کر بازو ہلاتا ہوا یہ یزیدی لشکر کی طرف چلا رونے والو عزادارو! گذشتہ سال بھی چند مومنین نے کہا تھا کہ گلفام صاحب آپ نے وہ روایت پڑھی ہے جو ہم نے پہلے نہیں سنی دیکھیں میرا فریضہ ہے میری زندگی کے روز و شب کے ایک ایک لمحہ مطالعہ کتب میں بسر ہو رہا ہے اب بھی میں اپنی زندگی

کے لمحات جب گھر میں رہتا ہوں 14 گھنٹے 15 گھنٹے بارہ گھنٹے گیارہ گھنٹے میں اپنی لائبریری میں بسر کرتا ہوں جس شخص کو میری روایت جو پڑھی گئی ہے پر شک ہو بجائے اعتراض کرنے کے وہ مجھ سے رجوع کرے کتاب سعادۃ الدارین جو میرے پاس ہے جو میں روایت مصائب کے پڑھوں گا میں کتاب سے دکھاؤ نگا اسی لئے میں ساتھ لایا ہوں اب بھی کتاب میرے ساتھ ہے وہاں سے روایت پڑھ رہا ہوں کہ شمر نے بتول کے بیٹے کا سر ہاتھ میں لیا۔ زُلفوں میں ہاتھ ڈالا۔ بازوں کو ہلاتا ہوا یزیدی لشکر کی طرف لے کے چلا۔ چند قدم چلا تھا جب مظلوم کے لب ہلے۔ آواز دیکر کہا کائنات کا بد بخت ترین انسان تو نے میرے نانے کو مزار میں رلا دیا۔ اس نے ڈانٹ کر کہا حسینؑ چپ ہو جا یہ سر بول رہا ہے بغیر جسم کے جب اس نے ڈانٹ کر کہا حسینؑ چپ ہو جا۔ لب بند ہوئے۔ دو قدم اور چلا پھر شہید کے لب ہلے آواز دیکر کہا۔ کائنات کا بد بخت ترین انسان تو نے میری ماں بتولؑ کے جنت میں سر کے بال کھلوا دیئے۔ اس نے پھر گستاخانہ لہجے میں کہا! حسینؑ لب بند رکھ۔ یہ کہہ کر چلا جب چلا تو چار قدم چلا تھا۔ غازی مولا آپ گواہ ہیں میں بغیر تاریخ کے نہیں پڑھ رہا۔ یہ آپ کے مولاؑ کے مظلومیت کی بات ہے میں پردہ نہیں ڈال سکتا جب یہ چند قدم چلا۔ مظلوم کے پھر لب ہلے۔ آواز دیکر کہا اے کائنات کا بد بخت انسان۔ میرے قتل سے تو نے جہنم کے نچلے طبقے میں اپنا گھر بنا لیا۔ جب یہ کلمے اس نے سنے اب یہ ملعون غصے میں آیا۔ غصے میں آ کر اس نے بتول کے بیٹے کا سر ریت گرم پہ رکھا سید و غیر سید و! کوئی برداشت نہ کر سکے تو مجھے معاف کر دینا۔ اس نے غریب سید کا سر ریتِ گرم پر رکھا۔ پڑھوں تاریخ کا فقرہ۔ ریت پر سر رکھ کر اس نے تازیانہ سنبھالا۔ ہائے کربلا کے غریبو! ہائے کربلا کے مظلومو!

" اَلا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَی الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ "

Presented by www.ziaraat.com

تیسری مجلس

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ لَعِیْنَ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی النبی الامی القرشی الھاشمی ابطحی المکی المدنی المبعوث علی العرب والعجم ابی القاسم محمد صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم۔

وعلٰی آلہ الطیبین الطاھرین المعصومین الشاکرین الصابرین الراشدین المھدیینo اما بعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالٰی فی کتابہ المجید وفرقانہ الحمید وقولہ الحق۔

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (صلواۃ)

ارباب دانش واہلِ علم حضرات بزرگانِ دین برادرانِ ملت۔ گذشتہ تقریر کے آخری کلمات میں یہ عرض کیا جارہا تھا کہ ہم شیعیان محمدؐ وآل محمدؐ اللہ۔ انبیاءؑ آئمہؑ کی عصمت کے قائل ہیں۔ ہم جو عقیدہ رکھتے ہیں کہ محمدؐ وآل محمدؐ انبیاءؑ ومرسلینؑ۔ یہ طاہر واطہر ہے مقدس وذکی ہے اور یہ صغیرہ گناہ نہیں کرتے ہیں۔ اور نہ گناہ کبیرہ کرتے ہیں کل میں نے آخری تحریر میں ایک فقرہ ادا کیا تھا کہ اگر کچھ علماء نے یا مؤرخین نے اپنی کتب میں رسول کائنات کے متعلق اپنے عقیدے کے تحت۔ یہ تحریر فرمادیا ہے کہ سورہ والنجم کے نزول کے بعد جب رسولؐ کونین مسجد الحرام میں نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوئے آپ نے سورہ نجم کی جب تلاوت شروع کی اور اس آیت پر پہنچے۔ اَفَرَءَیْتُمْ وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی۔ اسے علامہ جلال الدین سیوطی صاحب نے تحریر فرمایا ہے

سے یہ روایت کی ہے۔ کہ رسول کائنات نے جب سورہ والنجم کی اس آیت کو تلاوت فرمایا۔ کہ اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی۔ اے کافرو۔ کیا تم نے دیکھا ہے اس لات کو اور عزّیٰ کو۔ اور اپنے تیسرے منات کو۔ یہ کیا ہیں؟ جن کی تم عبادت جن کی تم پرستش کرر ہے ہو۔ ابھی یہاں تک آیت کی آپ نے تلاوت فرمائی ہی تھی کہ اَلْقَی الشَّیْطٰنُ عَلٰی لِسَانِہٖ (نقل کفر کفر نباشد) کہ شیطان نے آپ کی زبان پر ان کلمات کو جاری کرو۔ کونسے کلمات تِلْکَ الْقُرٰی۔ یہ جو بت ہے صاحب مرتبہ۔ بلندی اور مقام علو رکھتے ہیں وَاِنَّ شَفَاعَتَھُنَّ لَتُرْتَجٰی۔ تحقیق انکی شفاعت کی اُمید رکھی جاتی ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔ جب آپ کی زبان پر شیطان نے یہ کلمات جاری کروادیئے تو سننے والے کافروں نے ایک دوسرے کا شانہ ہلا کر کہا۔ کہ آج تک یتیم عبداللہ نے ہمارے معبودوں کی تعریف نہیں کی تھی۔ آج پہلی مرتبہ اُس نے ہمارے معبودوں کی تعریف کی ہے۔ فَاسْجُد ۔ پس جس طرح رسولؐ نے سجدہ کیا۔ فَاسْجُدُوْا ۔ پس انہوں نے بھی رسولؐ کے ساتھ مل کر سجدہ کیا۔ میں نے کل عرض کیا تھا کہ اِعْتِقَادُنَا فِی الانبیاء والرُّسُلِ وآلائمۃ والملائکۃ ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ انبیاءؑ مرسلین، آئمہؑ، ملائکہ کے متعلق یہ ہر قسم کے گناہ سے پاک ہے۔ یہ ہے ہمارا عقیدہ۔ اب یہ ہے تاریخ کا وہ واقعہ جسے ذات مصطفیٰؐ کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے اور یہاں ایک اور بھی تاریخ کا پہلو ہے کہ یہ واقعہ قبل از تبلیغ اسلام کا نہیں ہے۔

یعنی یہ واقعہ جو آپ سے منسوب کیا گیا ہے۔ یہ قبل از اعلان نبوت کا نہیں ہے بلکہ یہ واقعہ بعد از اعلان نبوت کا ہے۔ اس پر بحث کرنے سے پہلے جواباً ایک آیت پڑھتا ہوں۔ جسے مسلسل دونوں تقاریر میں میں تلاوت کرتا رہا۔ ارشاد خداوندی ہے۔ فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ ۔ یہ کرامت والا بزرگی والا قرآن کہاں ہے۔ یہ چھپی ہوئی پوشیدہ کتاب میں ہے۔ اس کتاب کی عظمت کیا ہے؟ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ ۔ کہ اُس کتاب مکنون کو طاہرین کے علاوہ کوئی چھو نہیں سکتا۔ کوئی مَس نہیں کرسکتا۔ اب

Presented by www.ziaraat.com

وہ کتاب مکنوں کیا ہے؟ جسے طاہرین کے سوا کوئی مس نہیں کرسکتا۔ نَزَلَ بِہ الرُّوحُ الامینَ عَلیٰ قَلْبِکَ ۔قرآن نازل ہوا جبرائیل کے ذریعہ سے میرے حبیبؐ تیرے دل پر۔ قرآن کہاں ہے؟ کتاب مکنون میں۔ کتاب مکنون کیا بنی؟ رسول کا دل۔ تو کتاب مکنون کو نہیں چھو سکتے مگر طاہرین معصومؑ۔ پاک۔ تو نتیجہ کیا نکلا؟ کہ رسولؐ کے دل کو رسولؐ کے قلب کو مَس نہیں کرسکتے سوائے طاہرین کے معصومین کے۔ اب دل کو مَس ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ دل کو جسم کا کوئی جُز مَس نہیں کرتا بلکہ دل کو مَس کرتا ہے ارادہ۔ دل کو جو شئی مَس کرتی ہے وہ کیا ہے؟ توجہ چاہتا ہوں صاحبان تمہید ختم ہے نتیجہ لے لیں دل کو مَس یہ ہاتھ نہیں کرتا یہ جسم کا کوئی حصہ نہیں کرتا، دل کو چھوتا ہے، دل کو مَس کرتا ہے، ارادہ! اب رسولؐ کے دل کی طہارت کا مقام کیا ہے؟ کہ اس کو طاہرین کے علاوہ کوئی چھو نہیں سکتا۔ مَس نہیں کرسکتا یعنی کوئی ارادۂ نجس، کوئی وسوسۂ شیطانی محمدؐ کے دل میں نہیں آسکتا۔ میں نے دس منٹ لگا دیئے ہیں صرف تمہید پر۔ اور میں شکر گزار ہوں آپ تمام حضرات کا کہ انتہائی سکون کے ساتھ تسلی کے ساتھ آپ نے ان خشک کلمات کو قبول فرمایا جن کی اس دور میں میرے نزدیک نوجوانوں کی خاطر ضرورت بھی ہے اور احتیاج بھی ہے۔ دل کو مَس نہیں کرتا مگر ارادہ۔ اب رسولؐ کا دل کیا ہے؟ کتاب مکنون۔ لَایَمَسّہٗ اِلَّا المطھّرون۔ طاہرین کے علاوہ رسولؐ کے دل کو مَس کوئی نہیں کرسکتا۔ نتیجہ کیا نکلا؟ کہ رسولؐ کے دل میں کوئی بھی ارادۂ شیطانی نہیں آسکتا ہے عرض کرنے دیں۔ یُوَسوِسُ فِی صُدُورِ النّاس ۔شیطان کیا کرتا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں گھس کر سینوں میں گھس کر وسوسے پیدا کرتا ہے اب رسولؐ کے دل میں جو بھی ارادہ آئے گا۔ اُس ارادے کو شیطان کے وسوسہ سے کبھی بھی نسبت نہیں دی جاسکتی۔ چونکہ قرآن کا فیصلہ ہے۔ اِلَّا المطھّرون۔ طاہرین کے علاوہ کیا لَایَمَسّہٗ اِلَّا المُطَھُّرون ۔کہ محمدؐ کے دل کو طاہرین کے سوا کوئی اور مس نہیں کرسکتا۔ اب اگر کوئی مسلمان یہ کہدے کہ فلاں وقت رسولؐ کے دل میں

وسوسۂ شیطان آگیا۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ وہ قرآن کے فیصلے کا منکر ہے۔ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ فیصلۂ قرآن کا فیصلۂ یزدان کا منکر ہے اور میں اس کا اقرار کرتا ہوں کہ کوئی بھی معرفت توحید اور معرفت مصطفوی رکھنے والا مسلمان قرآن کے فیصلے کا منکر نہیں ہوسکتا تو اہالیان لاہور۔ میرے بزرگو! میرے بھائیو! میری وہ مائیں بہنیں جوان کلمات کو خوب اچھی طرح اپنے صفحات ذہن پر نقش فرما رہی ہیں تو نتیجہ کیا نکلا؟ کہ رسولؐ کے دل میں شیطانی وسوسوں کا گذر نہیں ہوسکتا۔ تو جس رسول کے دل میں شیطان اپنے وسوسہ کو داخل نہیں کرسکتا۔ اُس رسولؐ کی زبان پر شیطان اپنے کلمات کو جاری کیسے کرسکتا ہے۔ با آواز بلند صلواۃ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ۔ نہیں جس رسولؐ کے دل میں شیطان اپنا وسوسہ جاری نہیں کرسکتا اُس رسولؐ کی زبان پر شیطان اپنے کلمات جاری کیسے کرسکتا ہے۔ ہاں ہاں جو جو غیر معصوم ہیں انہیں مانو غیر معصوم۔ جو جو غیر معصوم ہیں اُنہیں مانو غیر معصوم۔

لیکن جو معصوم ہیں غیر معصوم منوانے کیلئے واقعات کیوں گھڑے جارہے ہیں اگر مان لیں کہ رسولؐ سے گناہ سرزد ہوسکتا ہے۔ اگر تسلیم کرلے رسولؐ گناہ صغیرہ اور کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ تو اطاعت رسولؐ ہے ہر حالت میں واجب ہے۔ اَطِیعُوا اللّٰہ وَ اطِیعُوا الرّسُول ۔اطاعت کرو اللہ کی اور اللہ کے رسولؐ کی۔ اطاعت رسولؐ واجب مَنْ یَطِیعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہ جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ قُل اَطِیعُو اللّٰہ والرَّسُولَ فَاِنْ تَوَلّوا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکَافِرِیْنَ۔ میرا محبوب! اپنی امت سے کہہ دو کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اللہ کے رسولؐ کی فَاِنْ تَوَلّوا ۔پس اگر یہ تیری اطاعت سے پھر جائیں منہ موڑ لیں فَاِنّ اللّٰہ لَایُحِبُّ الْکَافِرِینَ۔ اللہ کافروں کو محبوب نہیں رکھتا۔ خدا کافروں کو محبوب نہیں رکھتا۔ معلوم ہوا۔ جو بھی اطاعت رسولؐ سے رُخ پھیر لے۔ وہ اللہ کے نزدیک بن جاتا

Presented by www.ziaraat.com

ہے کافر۔

قُل اِنْ کُنتُم تُحبُونَ اللّٰہ فَا تَّبِعُونی یُحببکم اللّٰہ۔میرا حبیب اُمتوں سے کہدے کہ اگر تم اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو۔فَا تَّبِعُونِي ۔تو میری مجھ محمدؐ کی اتباع کرو یُحببکم اللّٰہُ۔اللہ تم سے محبت کرے گا۔تو اطاعت مصطفےٰؐ اتباع مصطفےٰؐ ہر لمحہ ہر حالت میں افراد اُمت پر ہے واجب۔ اگر محمدؐ گناہ صغیرہ کرتا ہے تو اطاعت رسولؐ ہے واجب! اللہ اکبر۔ یہاں مجھے حیرانی ہو رہی ہے۔ ابھی اطاعت رسولؐ ہے واجب۔ اگر رسولؐ کرتا ہے گناہ۔ اطاعت رسولؐ بھی واجب۔ گناہ سے روکنا بھی واجب۔اَمَر بِالْمَعرُوفِ نہی عَنِ الْمُنکَر واجب ہے جب اطاعتِ رسول بھی واجب ہے اور گناہ سے روکنا بھی واجب ہے۔اگر رسولؐ سے گناہ سرزد ہوتا ہے تو اب امتی کیا کرے؟ اگر نہیں روکتا تب بھی تارک الواجب۔اور اگر اطاعت نہیں کرتا۔

اگر رسولؐ کو یہ مان لیا جائے کہ جو ہم نہیں مانتے کہ آپؐ سے گناہ سرزد ہوا ہے۔تو اُمتی پر واجب کیا ہے؟ آپ کو گناہ سے روکنا بھی واجب۔ اور آپ کی اطاعت کرنا بھی واجب اب یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کہ ایک ہی وقت میں اطاعت بھی ہو انکار اطاعت بھی ہو۔ یہ دونوں آپس میں ضدیں ہیں۔اور اجتماع ضدین محال ہے تو ماننا پڑے گا۔ کہ رسولؐ کسی صورت میں بھی کسی لمحہ میں بھی گناہ نہیں کرتا۔ ہر ایک کا عقیدہ اُنؑ کے اپنے ساتھ۔ہم اس بات کا اعلان فخریہ طور پر کرتے ہیں کہ اپنا عقیدہ مت چھوڑو اور کسی کے عقیدے کو مت چھیڑو! کسی کا کیا عقیدہ ہے۔اُس کو مبارک۔ ہم اس عقیدے پر قائم ہیں کہ چونکہ اطاعت رسولؐ ہے واجب لہٰذا رسولؐ کا معصوم ہونا واجب۔اور اطاعت رسولؐ کے بعد ہے وَاُولِي الامرِ مِنکُمْ اطاعتِ رسولؐ کے بعد اطاعت اولی الامر بھی واجب۔ہمیں کسی سے ضد نہیں حسد نہیں، تعصب نہیں، لڑائی نہیں۔ جھگڑا نہیں۔ چونکہ رسولؐ معصوم ہے۔ہم رسولؐ کے بعد خلیفہ بِلا فصل رسولؐ

اُسے مانتے ہیں جو اسی طرح معصوم ہیں۔اگر مؤرخ طبری نے یہ لکھ دیا ہے تو اس کو تسلیم کرنا ہم پر واجب نہیں ہے کہ رسولؐ چالیس سال تک (نقل کفر کفر نباشد) حالتِ کفر پر رہے اگر اُس نے لکھا ہے وہ لکھتا رہے میں اس بحث کو لینے سے پہلے اُسی مسئلے کی طرف پھر رجوع کر رہا ہوں ذرا توجہ چاہتا ہوں۔ بتوں کی عبادت کیا ہے۔ رِجس۔ فَا جْتَنِبُو الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ ۔بتوں کی پلیدی سے بچو۔بتوں کی رجس سے بچو۔یعنی بت پرستی سے بچو۔تو اب بتوں کی وہ عبادت کیا ہے؟ رجس۔ جب بتوں کی عبادت رجس ہے۔تو بتوں کو بنانا (نہیں صاحب)۔آپ بھول جائیں گے۔میں نے جذبات کا سہارا لیا تو۔میں بڑے آرام سے بڑے سکون بڑی تسلی سے ان دس دنوں میں زندگی رہی تو اس وقت میں کچھ نہ کچھ لے کے پڑھتا رہوں گا۔اگر مولاؑ نے توفیق بخشی آپ کی دعا کے صدقے میں۔ بابا بُت پرستی کیا ہے؟ رجس۔پھر بتوں کو بنانا رِجس۔ان کی کمائی پر گذارہ کرنا۔ بت بنانا رجس ان کو بیچ کر ان کی کمائی پر گذارہ کرنا رجس۔ان کی تعریف کرنا رجس۔ان کو پوجنا رجس جب یہ سب رجس ہے تو پھر محمدؐ کی آغوش کے پلے ہوؤں کا مقام طہارت کیا ہے؟ علیؑ، کا فاطمہؑ کا، حسنؑ کا، حسینؑ کا۔اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَ کُمْ تَطْھِیْرا۔جب محمدؐ کی گود میں پلنے والے بتوں کی تعریف سے پاک ہیں۔تو محمدؐ کی زبان پر بتوں کی تعریف کیسے آسکتی ہے؟ آج یہ نعرہ لگاتا ہے کہ رسولؐ پاک نے بھول کر تعریف کی ہوگی تو پھر سنو! ہم نسیان کے بھی قائل نہیں ہے۔بھئی ایک لفظ میں بہت کچھ کہہ گیا ہوں۔ پتہ نہیں آپ کیوں چپ کر گئے۔ اگر کوئی یہ نعرہ لگا دے کہ رسول نے چلو جی شیطان کی بات کو چھوڑو رسولؐ بھول کر تعریف کر گئے تو ہم رسولؐ کے حق میں نسیان کے بھی قائل نہیں ہے۔قرآن کا فیصلہ ہے۔ سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنسیٰ۔ہم تجھے ایسا پڑھا دیتے ہیں کہ تو کبھی بھولے گا ہی نہیں۔رسول کیلئے نسیان کا تصور کرنا بھی

Presented by www.ziaraat.com

گناہ ہے۔ہذیان تو دور کی بات ہے۔اگر کہا جائے رسول چالیس سال تک (نقل کفر کفر نباشد) آباؤ اجداد کے دین پر رہے جیسا مفسر مجاہد نے لکھا ہے یعنی حالتِ کفر پر رہے کیا کروں ہمارے قبلہ وکعبہ محترم مکرم میرے بزرگوار میرے والد مرحوم کے محسن اور میرے تو بہت بڑے محسن جناب سید سجاد بخاری صاحب دریا دلی سے کام لیتے ہیں وقت کے دامن پر نظر رکھنے کے باوجود نظریں چُرائے بیٹھتے ہیں۔دیکھتے نہیں سات جلدی بج جائیں گے۔اور مجھے چھ بجے بٹھاتے ہیں۔درود پڑھیے گا صلواۃ۔اَللّٰھُمَّ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ ۔ہوسکے تو مجھے ساڑھے پانچ یا پونے چھ بجے تک منبر ضرور دے دیا کریں۔اب دیکھیے میں کیا کروں گھڑی کو تو میں نے اب دیکھا ہے۔

اگر کہا جائے رسولؐ چالیس سالی تک حالتِ کفر پر رہے تو گلفام قہر کا دروازہ کھولنے سے پہلے صرف ایکؐ بات کہنا چاہتا ہے کہ قرآن کے چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات میں سے گلفام کو ایک آیت ایسی دکھا دو کہ جس میں اللہ نے اس بات کو واضح کیا ہو کہ یہ پہلے کافر تھا اب میں نے اسے نبیؐ بنا دیا۔نہیں سید۔جو میں نے کہا ہے میں نے بڑے الفاظ کہے ہیں ہٹ کر اپنی عادت سے صاحبان بھی خاموش رہے ہیں۔بھئ قران کی ایک آیت گلفام کو ہی دکھا دو کہ جس میں اللہ نے اس حقیقت کو واضح کیا ہو اور میرے دوستو! سمجھ رہے ہونا۔کہ یہ پہلے کافر تھا مشرک تھا پھر میں نے اسے نبی بنا دیا کوئی ایک آیت دکھا دو کہ اللہ نے یہ کہا ہو یہ کافر تھا اور میں نے اسے نبی بنا دیا۔جب اللہ نے کسی کافر کو نبی بنایا ہی نہیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ کوئی کافر نبی بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔بس بیٹا بس بس ملا کر درود پڑھیے گا۔نہیں نہیں اس طرح نہیں اگر شیعہ کہتے ہیں نعرہ لگاتے ہیں کہ رسولؐ نے علیؑ کے حق میں یہ اعلان کیا ہے کہ یَا عَلیُّ اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ موسیٰؑ اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ۔کہ اے علیؑ تیرا مقام مجھ سے ایسے ہے جسے ہارون کا موسیٰ سے تھا فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔تو اب اگر اس

حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اگر نبوت رسولؐ کے بعد رہتی تو علیؑ میں نبیؐ ہونے کی صلاحیت تھی کیوں تھی علیؑ منبر پر کہہ رہا ہے لَمْ اُشْرِکْ بِاللّٰهِ طَرْفَةَ عَیْنٍ اَبَدًا۔ لوگو! مجھ علیؑ کو پہچانو میں نے جپک کے پلک کی دیر کیلئے بھی شرک سے کام نہیں لیا۔تو آج یہ نعرہ لگانا۔اچھا چلو گلفام لفظ بدل دیتا ہے فقرہ بدل دیتا ہے۔

عزیز بچو! آپ نے اب تک نعرہ نہیں لگوایا۔سوائے اس بھائی کے۔اب توجہ تم نے کرنا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ رسولؐ چالیس سال تک حالتِ کُفر پر رہے میں اُن سے کہتا ہوں چلو بسم اللہ کی ب سے لے کر والناس کی سین تک کسی نبی کے زمانے کے کافروں کو یہ کہتا ہوا گلفام کو قرآن سے دکھا دو کہ نبی کے زمانے کے فلاں کافروں نے اپنے نبی کو طعنہ دیتے ہوئے کہا آج ہم سے کہتا ہے کافر جہنمی ہے مشرک جہنمی ہے وہ دوزخ میں جائیں گے۔کل تک تو ہمارے ساتھ کافر رہا چلو قرآن سے کسی زمانے کے نبی کے کافروں کو ہمیں دکھا دو کہ اُن کافروں نے اپنے دور کے نبی کو طعنہ دیتے ہوئے کہا ہو آج کہتے ہو کہ کافر جہنمی ہے۔مشرک جہنمی ہے۔

کل تک تو قرآن یہ نعرہ لگا رہا ہے۔فَقَالَ الْمَلَاءُ الَّذِیْنَ کَفَرُوا مِنْ قَوْمِه مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُکُم یُرِیْدُ اَنْ یَتَفَضَّلَ عَلَیْکُم ۔جناب نوحؑ نے 950 ساڑھے نو سو سال کافروں میں کھڑے ہو کر تبلیغ کی۔تبلیغ کرتے رہے کرتے رہے کرتے رہے آخر کافروں کے سرداروں نے مل کر اپنی رعایا کافروں سے کہنا شروع کیا کیا کہا؟ فَقَالَ الْمَلَاءُ الَّذِیْنَ کَفَرُوا مِنْ قَوْمِه ۔کافروں کے سرداروں نے اپنے کافروں سے کافروں کے قوم سے کہنا شروع کیا۔یہ نوح تبلیغ کر رہا ہے مَا هٰذَا یہ کیا ہے؟ اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ۔نہیں ہے مگر تم جیسا ایک بشر۔چلو قرآن نے یہ بھی مسئلہ حل کر دیا۔کافروں نے کہا؟ یہ نوح کیا ہے بشر؟ مگر تم جیسا ایک بشر۔تو لو مسئلہ حل ہو گیا۔نبی کو اپنا جیسا بشر کہنا یہ کافروں کی پرانی عادت ہے۔ مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ

Presented by www.ziaraat.com

یہ نوح کچھ بھی نہیں ہے مگر تم جیسا ایک بشر۔ یُرِیدُ اَن یَّتَفَضَّلَ عَلَیکُم۔ یہ نبوت کا ڈھونگ رچا کر ارادہ یہ رکھتا ہے یہ تم سے اپنی فضیلت کا اقرار کرائے وَلَو شَاءَ اللّٰہُ لَاَنزَلَ مَلٰئِکَۃً مَا سَمِعنَا بِھٰذَا فِی آبَائِکَ الاَوَّلِینَ ۔ اِن ھُوَ اِلَّا رَجُل بِہ جِنَّۃ فَتَرَبَّصُوا بِہ حَتّٰی حِین۔ اگر اللہ نے کسی کو نبی بنا کر بھیجنا ہوتا تو وہ اسی دن سے ملائکہ کو بھیجتا فرشتوں کو بھیجتا اسے نبی بنا کر کیوں بھیجتا۔ یہ نبی نہیں ہے مگر کیا ہے؟ ہم تو یہ سمجھتے ہیں۔ مَا سَمِعنَا بِھٰذَا فِی آبَآءِ نَا الاَوَّلِینَ۔ جو باتیں یہ کر رہا ہے ہم نے یہ باتیں اپنے آباء واجداد سے کبھی نہیں سنی ہے۔ اِن ھُوَ اِلَّا رَجُل بِہ جِنَّۃ۔ ہمیں تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ اسے جنون ہو گیا ہے ہمیں تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ اس کے دماغ میں خلل پڑ گیا ہے۔

چلو یہ بھی مسئلہ حل ہو گیا۔ کہ نبیوں کے دماغ پر الزام لگانا آ ہاہا؟ اِن ھُوَ اِلَّا رَجُل بِہ جِنَّۃ۔ یہ نہیں ہے مگر ایسا مرد کہ اس کو جنون ہو گیا ہے اس کا دماغ چل بسا ہے چلو یہ مسئلہ حل ہو گیا۔ کہ نبیوں کے ذہن پر الزام لگانا یہ بھی کافروں کی پرانی عادت ہے مگر مجھے تو یہ نہیں کہنا تھا۔ یہ تو ایسے کہہ گیا مجھے تو یہ کہنا تھا کہ کافر تھے تھے کافر۔ نوحؑ کے دماغ پر الزام لگایا۔ (اللہ اکبر) خدا کی قسم ایک فقرہ مجھے بھی اب آپ کو کہنا چاہیے تھا۔ او بابا کافر تھے (جناب بخاری صاحب) کافر تھے۔ نوحؑ کو اپنے جیسا بشر کہا۔ کافر تھے نوحؑ کے دماغ پر الزام لگایا۔ لیکن کافروں نے بھی نوحؑ کو کافر نہیں کہا۔ پنڈال کے کونے کونے سے آواز گونجے مل کے (نعرۂ حیدری) کافر ہونے کے باوجود ان کافروں نے جناب نوحؑ کو یہ طعنہ نہیں دیا آج ہمیں کہتا ہے کہ تم حالتِ کفر پر ہو تم جہنمی ہو تم دوزخی ہو تم باطل پر ہو۔ کل تک تو تو بھی ہمارے ساتھ۔ کل تک تو تو بھی ہمارے ساتھ مل کر اسی حالتِ کفر پر رہا نہیں نا ایک اور آیت پڑھ دوں۔ چلو ایک اور آیت پڑھتا ہوں وَاذکُر فِی الکِتٰبِ اِبرٰاھِیمَ اِنَّہُ کَانَ صِدِّیقًا نَّبِیًّا۔ میرا

حبیب! قرآن میں ہمارے خلیل شجرۃ الانبیاء ہمارے ابراہیم کا ذکر کر لو وہ معمولی ابراہیم نہیں۔ معمولی نبی نہیں۔ اِنَّہُ کَانَ صِدِّیقًا نَّبِیًّا۔ میں اللہ اعلان کر رہا ہوں کہ وہ صدیق ہے میں اللہ اعلان کر رہا ہوں کہ وہ صدیق ہے یا اللہ۔ کتنا بڑا مسئلہ تو نے حل کر دیا۔ قرآن میں۔ سارے مسئلے حل ہی قرآن کر رہا ہے۔ لیکن یہ کتنی کریم آیت ہے۔ تو نے منوا دیا قرآن سے کہ صدیق وہی ہوتا ہے جسے میں صدیق کہوں۔

اِنَّہُ کَانَ صِدِّیقًا ۔عزیز بچو۔ بزرگ جانتے ہیں تمہارے لئے فقرہ ہے جتنے بھی میرے بھائی نوجوان بیٹھے ہوئے ہیں بڑی عجیب بات ہے۔ خاموش بیٹھے ہیں۔ مل کر نعرۂ حیدری۔ خدا کہتا ہے یہ صدیق ہے کچھ کہتے ہیں یہ جھوٹ بولتا رہا ہے بھلا جھوٹا بھی صدیق ہوتا ہے۔ ابراہیم کا ذکر ہے کہ جب اُس نے اپنے باپ منہ بولے باپ آذر سے گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ وَاِذ قَالَ یَا اَبَتِ لِمَ لَا تَعبُدُ لَا یَسمَعُ وَلَا یُبصِرُ وَلَا یُغنِی عَنکَ شَیئًا۔ کہ اے میرے چچا تو اُن کی عبادت کیوں کرتا ہے۔ جو نہ تیری بات کو سنتے ہیں۔ نہ تجھے دیکھتے ہیں اور نہ تیری بات سے بے پرواہ ہے بلکہ اپنے وجود میں تیرے محتاج ہے۔ تو انکی عبادت کیوں کرتا ہے؟ یَا اَبَتِ قَد جَآءَ نِی ۔ اے میرے منہ بولے باپ۔ میرے پاس آیا ہے اللہ کی طرف سے علم جو تیرے پاس نہیں آیا۔ تو میری اتباع کرتا کہ میں تجھے سیدھے راستے پر لے کر چلوں۔ یَا اَبَتِ لَا تَعبُدِ الشَّیطٰنَ اِنَّ الشَّیطٰنَ کَانَ مِنَ الرَّحمٰنِ عَصِیًّا۔ اے میرے منہ بولے باپ! شیطان کی بندگی نہ کر شیطان کی عبادت نہ کر۔ پہلی آیت میں کیا ہے؟ بتوں کی عبادت نہ کر دوسری آیت میں کیا ہے؟ شیطان کی عبادت نہ کر۔ معلوم ہوا بتوں کی عبادت کا دوسرا نام شیطان کی عبادت ہے۔ اور بتوں کی تعریف کا دوسرا نام شیطان کی تعریف ہے تو جب شیطان کو دربار قدرت سے نکالا گیا تو اللہ نے پکار کر کہا تھا۔ جا۔ جس کو مرضی میں آئے کہتا جائے۔ اِنَّ عِبَادِی لَیسَ لَکَ عَلَیھِم سُلطَان۔ جو

Presented by www.ziaraat.com

میرے بندے ہیں اُن پر تیرا بس نہیں چلے گا اُنکو گمراہ نہیں کر سکے گا۔

پڑھ دوں اور آیت شیطان ہوتے ہوئے مردود ہوتے ہوئے جہنمی ہوتے ہوئے دوزخی ہوتے ہوئے خود اقرار کررہا ہے لَاُغْوِ ینّھم اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَکَ المخلصین ۔میرے اللہ جہاں جہاں اولاد آدمؑ کا اجماع ہوگا میں انہیں گمراہ کرونگا۔ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ۔لیکن جو تیرے خالص بندے ہیں۔ میں انہیں گمراہ نہیں کرسکتا۔محمدؐ سے بڑھ کر اللہ کا خالص بندہ اور کون ہوسکتا ہے تو جب شیطان کا عقیدہ ہے کہ میں محمدؐ کو گمراہ نہیں کرسکتا تو ہم کیسے تسلیم کرسکتے ہیں کہ شیطان نے محمدؐ کی زبان پر بتوں کی تعریف کو جاری کرادیا واہ۔نعرۂ تکبیر۔نعرۂ رسالت۔نعرۂ حیدری۔یَا اَبتِ اِنّی اَخافُ اَنْ یمسّک عَذَابُ مِنَ الرّحمٰنِ فَلاَ تکُونَ مِنَ الشیطانِ وَلیاً۔

اے میرے باپ منہ بولے باپ میں ڈرتا ہوں تجھے عذاب الٰہی اس سبب سے جکڑ میں لے لے گا۔کہیں ایسا نہ ہو کہ تو شیطان کے دوستوں میں سے شمار ہونے لگے۔یہ تھی تبلیغ۔ فَلاَ تَکُونَنَّ مِنَ الشَّیْطٰنِ وَلِیاً ۔شیطان کے دوستوں میں سے ایک دوست بن کر اُٹھے یہ تھی ابراہیمؑ کی تبلیغ ۔اب آذر نے کیا کہا۔کافر تھا۔مشرک تھا بت پرست تھا۔لیکن کہا کیا؟ قَالَ اَرَاغِبُ اَنْتَ عَنْ اٰلِھَتِی یَا اِبراھیم. لَئِن لَمْ تنتھی لَاَرْجُمنک وَاھجرُنی مَلِیاً ۔اے ابراہیمؑ اپنی تبلیغ سے رک جا۔ختم کر اس تبلیغ کو اگر ختم نہیں کرے گا تو پھر بن میں گھڑا کھدوا کر تجھے اُس میں کھڑا کر کے اتنے پتھر ماروں گا کہ تو پتھروں میں دب کر مرجائے یا مجھ سے ہجرت کر کے میری آنکھوں سے دور چلا جا میں تجھے دیکھنا ہی نہیں چاہتا۔بھئی ابراہیمؑ بھتیجا ہے۔آذر چچا ہے۔منہ بولا چچا بھی نہیں حقیقی چچا ہے۔کسی اور شہر کا رہنے والا بھی نہیں ابراہیمؑ کے گھر رہتا ہے واہ واہ کسی اور شہر کا رہنے والا بھی نہیں۔ابراہیمؑ کے گھر رہتا ہے ابراہیمؑ

اُس سے کہہ رہا ہے تو بت پرستی نہ کر وہ کہتا ہے میں تجھے مار ڈالوں گا یا تو تو ہجرت کر ابراہیمؑ کو اسکے جواب میں یہ نہیں کہا! کہ بس بس رہنے دے تبلیغ کو جانتا ہوں تجھے بچپن سے تو وہی ابراہیمؑ نہیں ہے جو میرے ساتھ بتوں کو پوجتا ہے۔یہ نہیں کہا رہنے دیں۔ (نعرۂ حیدری) اپنی تبلیغ کو جانتا ہوں میں تجھے۔کل تک تو میرے ساتھ مل کر بت بناتا رہا بت بیچتا رہا بتوں کو پوجتا رہا۔آج کہتا ہے ہاں بت پرستی بُرا ہے وہ بات میں بات آ گئی۔چلو یہ بھی کہتا چلوں۔کافر ہونے کے باوجود ابراہیمؑ کو کفر کا طعنہ نہیں دیتا۔یہ لو میرے صاحب۔آج تک میں نے ممبر سے یہ بات نہیں کی۔آج پہلی بار تاریخ کو کھنگال کر یہ بات کررہا ہوں۔جناب ابراہیمؑ آذر کی دولت پر نہیں پلے۔بلکہ اُن کے باپ تارخ جو مردِ مومن تھے۔جو دولت چھوڑ کر گئے آذر اس پر پلتا رہا ابراہیمؑ کے صدقے میں ہے یہ بھی چچا ہے وہ بھی چچا ہے یہ بھی چچا ہے وہ بھی چچا۔ہے یہ بھی بھتیجا۔ہے وہ بھی بھتیجا۔ہے یہ بھتیجا بھی نبیؑ وہ بھتیجا بھی نبی۔یہاں بھی چچا نبی کے گھر وہاں نبی چچا کے گھر ہے یہ بھی چچا ہے وہ بھی چچا۔ہے یہ بھی بھتیجا ہے وہ بھی بھتیجا۔یہ بھتیجا بھی نبی۔وہ بھتیجا بھی نبی۔یہاں آذر بھتیجے کے گھر۔وہاں بھتیجا چچا کے گھر یہ کافر تھا قرآن نے مکالمہ سنا دیا کھلم کھلا اس کے کفر کا آذر کے کفر کا ڈنکا بجادیا۔اگر ابوطالبؑ بھی کافر تھا تو قرآن چپ کیوں رہا جب آذر کے کفر پر قرآن خاموش نہیں رہا۔اگر ابوطالبؑ بھی کافر تھا تو یہاں قرآن چپ کیوں رہا کہتا چلوں ایک فقرہ۔ہے اجازت؟ بولتے نہیں تھک تو نہیں گئے نا۔ہے نا اجازت کہہ دوں میں میری سمجھ میں نہیں آتا جو لوگ کہتے ہیں۔نقل کفر کفر نباشد۔ابوطالبؑ کافر تھا۔جناب رسولؐ خدا کی پرورش پر سترہ سال دولت کس طرح خرچ ہوئی؟ (ابوطالبؑ کی) کتاب کا نام معارج نبوت جب بی بی خدیجہ الکبریٰ کے حق مہر دینے کا وقت آیا تو ابوطالبؑ نے کہا (وَعَا جِلُہٗ من مالی) تو یہ حق المہر میں ادا کرتا ہوں اپنے مال سے۔تو خدیجہ کے حق المہر

Presented by www.ziaraat.com

کے ادا کرنے پر دولت کس کی خرچ ہوئی۔ ابوطالبؑ کی۔ کتاب کا نام تاریخ الکامل جلد نمبر 2 مطبوعہ بیروت لبنان۔ دعوت ذوالعشیرہ پر رسولؐ نے علیؑ سے کہا۔ دعوت کا انتظام کرو۔ علیؑ کماتا نہیں رسولؐ نے کچھ دیا نہیں۔ تین دن اسلام کی بنیادی تبلیغی دعوت پر دولت کس کی خرچ ہوئی؟ ابوطالبؑ کی۔ شعب ابی طالب میں 7 بعثت سے لے کر سن 10 بعثت تک محمدؐ کے ساتھ پورے کے پورے لوگوں کو پناہ دے کر خرچہ کس نے برداشت کیا۔ دولت کس کی خرچ ہوئی ابوطالبؑ کی۔ چلو مکے سے سفر کرتے ہیں۔ چلو آج ہم بھی ہجرت کرتے ہیں مکے سے۔ آؤ مکے سے ہم چل پڑے پہنچے کہاں مدینے میں۔ وہ دیکھو اسلام کی تبلیغ۔ زور و شور پر قائم ہے۔ لیکن کچھ ایسے بھی ہیں کلمہ پڑھ کے بھی محمدؐ کو نہیں مانتے۔ انہوں نے کیا کیا؟ مدینے میں ایک مسجد بنائی۔ منافقوں نے مدینے میں کیا کیا؟ ایک مسجد بنائی۔ رسولؐ کو دعوت دی آئیں صحابہ کو لائیں اس مسجد میں نماز پڑھیں پڑھائیں اللہ نے کیا کہا۔ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا۔ آپ کے دعاؤں کے صدقے میں اور سیدہ کے گداگری کے صدقے میں جو نتیجہ دے رہا ہوں اگر دلوں سے گھروں میں جا کر دعا نہ نکلی تو مجھے محمدؐ و آل محمدؐ کے دروازے کا گداگر نہ کہنا۔

مسجد بنائی کن لوگوں نے؟ منافقوں نے۔ اللہ نے کیا کہا۔ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ سورہ توبہ آیت 107 انہوں نے نیت سے مسجد نہیں بنائی۔ بلکہ مسجد بنائی ہے انہوں نے اپنے کفر کیلئے اور مومنوں میں نفاق تفریق ڈالنے کیلئے۔ (آخر) میں جا کر آیت میں نتیجہ ہے۔ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا میرے محمدؐ! یہ تجھے دعوت دینے آئے ہیں کہ آج اس مسجد میں آ کر نماز پڑھائیں لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا۔ کبھی بھی کبھی بھی کبھی بھی اس مسجد میں کھڑے نہ ہونا۔ آیت آ گئی۔ جنگ تبوک پر گئے ہوئے واپس آ گئے منافق پھر آئے آئیں نماز پڑھائیں۔ کہا۔

اچھا۔ صحابیو۔ مولاؐ حکم۔ جاؤ مسجد مسمار کر دو گرا دو۔ جاؤ مسجد گرا دو بہا دو۔ زمین کے برابر کر دو۔ مولاؐ گرا دی۔ چھت کو کیا کرے اچھا۔ کھجور کے شاخوں سے کھجور کے تنوں سے چھت بنی ہوئی تھی۔ مولا چھت کو کیا کرے فرمایا جلا دو! آگ لگا دو۔ جلا دو۔ یا اللہ تیرا گھر ہے تیرا گھر۔ تیرا گھر ہے تیرے کعبے کی نقل ہے۔ مسجد ہے۔ اپنے حبیبؐ سے جلوا رہا ہے کہا خاموش گلفام۔ جانتا نہیں۔ منافقوں کے مال سے بنی ہوئی ہے۔ یا اللہ۔ یا اللہ تیرا گھر ہے مسجد ہے۔ جلوا رہا ہے۔ محبوب سے جلوا رہا ہے خاموش گلفام۔ جانتا نہیں منافقوں کے مال سے بنی ہوئی ہے۔ مسلمانانِ عالم۔ اب کہنے دو گلفام کو جب غیرت الٰہیہ منافقوں کے مال سے بننے والی مسجد قبول کرنا گوارا نہیں کرتی اگر ابوطالبؑ کافر تھا تو خدا منافقوں کے مال سے بنی ہوئی مسجد قبول کرنا گوارا نہیں کرتا اگر ابوطالبؑ صاحب اسلام نہ ہوتا تو اُسکی دولت پر دولت کے سہارے پر محمدؐ اور محمدؐ کے دین کا پروان چڑھنا گوارا کیسے کرتا۔ خوش نصیب ہو کہ محمدؐ اپنے بعد اپنی قسمت منوانے کیلئے اپنے معصوم جانشین چھوڑ گئے ہیں۔ حسینؑ کے سر نے نیزے کی نوک پر قرآن پڑھ کر بتا دیا کہ جب جُزو کا یہ مقام ہے تو کل کا کیا مقام ہوگا؟ عزاداری کے دن ہیں آہ و بکا کی راتیں ہیں ہم اُن کی قربانیوں کا احسان تو نہیں چکا سکتے۔ لیکن ہمارے لئے کتنی بڑی رحمت ہے کہ آج رسولؐ کے نواسے کے غم میں آنسو برسا کر ہم حبداران محمد و آل محمدؐ میں اپنا نام درج کروا رہے ہیں۔ کئی لوگ کہتے ہیں مجلس طویل ہو گئی بہت دیر ہو گئی بیٹھے بیٹھے تھک گئے بجا کہتے ہیں کچھ لوگ کہتے ہیں ہم نے بڑی دولت خرچ کی۔ بڑا مال خرچ کیا عزاداریٔ حسینؑ پر وہ بھی درست کہتے ہیں۔ ہم جیسے خطیب بھی کہہ دیتے ہیں۔ بڑا تھک گیا ہوں۔ عظمت حسینؑ پر آج تقریر کرتے کرتے یہ بیچارے بھی صحیح کہتے ہیں لیکن عزاداریٔ امامؑ کی خاطر یہ سب کچھ اپنی جگہ پر لیکن بتولؑ کے یہ فقرے کہ میرے بیٹے کے غم میں رونے والو! میں تمہاری احسان مند ہوں۔ سلامت رہو آباد

Presented by www.ziaraat.com

رہو۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ رسولؐ کی بیٹی آواز دے کر کہتی ہے میرے مظلومِ کربلا کے غم میں رونے والو میں بتولؑ تمہاری احسان مند ہوں۔ اُسکے غم میں رو رہے ہو جس پر رونے والے تھے لیکن ظالموں نے رونے نہیں دیا۔ بصرہ شہر ہے۔ ایک مرد مومن اپنے گھر میں آباد ہے محنت مزدوری کر کے جو کچھ گھر کیلئے لاتا ہے سارا سال اُس میں سے کچھ نہ کچھ بچا بچا کر جمع کرتا ہے۔ جیسے ہی محرم کا چاند نمودار ہوتا ہے آنکھوں کے آنسو برسا کر گھر میں صفِ ماتم بچھا کر جنت البقیع کی طرف رخ کر کے کہتا ہے بی بی! اور تو کچھ نہیں کر سکتا تیرے بیٹے کے غم میں رونے والوں کیلئے میزبانی کے فرائض ادا کر رہا ہوں نہیں کھول کر لینا ایک سال یہ مرد مومن بیمار پڑ گیا (یہ واقعہ عظمت حسینؑ سے پڑھ رہا ہوں)۔ جتنا گھر کا اثاثہ تھا بک کر اس کی بیماری پہ لگ گیا حتیٰ کہ نوبت فاقوں تک آ گئی اتنے میں محرم کا وہ چاند نمودار ہوا۔ جس چاند میں بتولؑ کا گھر ایسا لُٹا کہ آج تک آباد نہیں ہو سکا۔ چاند پر نظر پڑی۔ مصلّٰی بچھا کر بیٹھ گیا رو کر کہتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آنکھوں سے آنسو برسا کر جنت البقیع کی طرف منہ کر کے کہتا ہے! سیدہؑ! مجھے معاف رکھنا۔ گھر میں فاقے۔ خالی دامن۔ ہاتھ میں کچھ نہیں۔ اس سال آپ کے بیٹے کی عزاداری کی صفِ ماتم۔ میری مجبوری ہے میں نہیں بچھا سکتا۔ رو بھی رہا ہے باتیں بھی دل میں کر رہا ہے نیک دل بی بی کی نظر پڑی۔ شوہر کو روتے دیکھا۔ تڑپ کر قریب آئی۔ کبھی نہ رونا پڑے۔ خیر تو ہے؟ دیکھ کر کہتا ہے دیکھو وہی چاند ہے جس چاند میں زینبؑ کی رداء اُجڑ گئی۔ جس چاند میں سکینہؑ طمانچے کھاتی رہی۔ جس چاند میں روضہ رسولؐ کا چراغ بجھ گیا۔ بی بی رو کے کہتی ہے بجا ہے لیکن اب رونے کا سبب؟ کہتا ہے تجھے معلوم ہے گھر میں فاقے ہیں خالی ہاتھ ہے صفِ ماتم نہیں بچھا سکتا۔ بی بی سے ناداری کا تذکرہ کر رہا ہے۔ گھر میں کچھ ہوتا تو صفِ ماتم بچھا لیتا۔ بی بی نے رو کر کہا! گھبراتا نئیں۔ ہمارے گھر میں اتنی بڑی دولت ہے جو

شاید کسی کے گھر نہ ہو۔ حیران ہو کر کہتا ہے دولت؟ ہاں۔ تیرے جتنے زیوارات تھے وہ بک گئے گھر کا اثاثہ بک گیا۔ ابھی تک کوئی دولت باقی ہے؟ کہتی ہے گھبراتا کیوں ہے؟ میں جو کہہ رہی ہوں ہاں دولت ہے۔ ہم عزاداری کرینگے کہتا ہے جلدی جا۔ جا کے لے آ۔ یہ مومنہ عورت روتی ہوئی اپنے کمرے میں گئی پانچ سال کا بچہ۔ خدا تمہیں اس غم کے سوا کوئی اور غم نہ دے بتولؑ دعائیں دے رہی ہیں۔ پانچ سال کا بچہ جو بستر پر لیٹا ہوا تھا بیٹے کے قریب آئی۔ جھپ کر سر کا بوسہ لیا۔ منہ چوما ماں کی طرف دیکھ کر کہتا ہے اماں خیر تو ہے؟ تیری آنکھوں میں آنسو ہے رو کر کہتی ہے بیٹا جب گھر میں مجلس ہوتی تھی حضرت علی اصغرؑ کی شہادت پڑھی جاتی تھی تو تو یہ نہیں کہتا تھا کہ اماں میں اصغرؑ کا غلام ہوں۔ ہاں اماں! میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ میں سکینہؑ کے بھائی اصغرؑ کا غلام ہوں کہا بیٹا! اصغرؑ کا غلام ہے تو صحیح معنوں میں غلامی کا ثبوت دیگا؟ حیران ہو کر چھوٹا سا بچہ کہتا ہے ماں خیر تو ہے؟ کہا بیٹا تجھے پتہ ہے ہمارے گھر میں فاقے ہیں صفِ ماتم نہیں بچھا سکتے۔ تیرا بابا رو رہا ہے ہم نے صرف صفِ ماتم بچھانی ہے اپنی غلامی کا ثبوت دے۔ ماں کیا ثبوت مانگتی ہے کہا بیٹا! میں تجھے تیرے باپ کے حوالے کرتی ہوں وہ تجھے بصرہ کے شہر میں بردہ فروشوں کے ہاں لے جائے گا۔ اور تجھے فروخت کر کے تیری قیمت سے صفِ عزاداری بچھائے گا۔

" اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ "

Presented by www.ziaraat.com

چوتھی مجلس

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ لَعِیْنَ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ النبی الامی القرشی الھاشمی ابطحی المکی المدنی المبعوث علیٰ العرب والعجم ابی القاسم محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم۔

وعلیٰ آلہ الطیبین الطاھرین المعصومین الشاکرین الصابرین الراشدین المھدیین o اما بعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ المجید وفرقانہ الحمید وقولہ الحق۔ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ(صلواۃ)

(نعرۂ تکبیر اللہ اکبر۔نعرۂ رسالت یارسولؐ اللہ۔نعرۂ حیدری یاعلیؑ۔حسینیتؑ زندہ باد۔یزیدیت مردہ باد۔

اربابِ دانش واہلِ علم حضرات۔جن احباب کی طرف سے سوالات بھیجے جارہے ہیں وہ میں ذہن نشین کرتا جارہا ہوں۔اوران تقاریر میں جس جس موقع اورمحل پرمناسبت کے ساتھ وہ جواب اپنے متعلق تشریح طلب کرے گا۔میں انشاء اللہ کرتا چلوں گا۔جہاں تک تعلق ہے اختلافی مسائل کا۔آپ جانتے ہیں میں ایک معتدل سا خطیب ہوں اورسرزمین پاکستان پرجس امنِ عامہ کو بھائی چارہ کی فضا کو،اخوت ومحبت کوقائم ودائم رکھنے کی خاطر ہماری مرکزی حکومت بھی ہماری صوبائی حکومت بھی ہمارے علماء بھی اور ہمارے تمام ترمخلص پاکستانی عوام بھی اپنی طرف سے بھرپور

کوششوں میں مصروف ہیں۔تو میں نہیں چاہتا کہ کسی ایسے سوال پر بحث کی جائے کہ جو کسی کے جذبات کے مجروح کرنے کا سبب بنے۔لیکن جہاں تک حق کا تعلق ہے وہ یہاں کرنا کل بھی میرا فرض تھا اورآج بھی میرا فریضہ ہے۔(درود پڑھیے گا صلواۃ۔

جس موضوع پر گفتگو ہورہی ہے اُسی سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے میں عرض کررہا ہوں کل گذارش کی جارہی تھی کہ بسم اللہ کی ب سے لے کروالناس کی سین تک قرآن کی چھ ہزار سو چھیاسٹھ آیات اس حقیقت پرگواہ ہے کہ کسی کافر نے بھی اپنے دور کے کسی نبی کو کفر کا طعنہ نہیں دیا۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَامُوْسٰی ۔ بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَھَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ کَذَّابٌ۔

ترجمہ۔اللہ ارشاد فرمارہا ہے کہ ہم نے موسیٰؑ کو معجزات دے کر اورسلطان مبین عطا کرکے فرعون ہامان اورقارون کی طرف بھیجا۔ جناب موسیٰؑ کو اللہ نے جہاں معجزات عطا کیئے وہاں سلطان مبین بھی عطا فرمایا۔معجزات سے مراد کتاب تورات ہے اورعصائے موسوی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ آپ کا یدّ بیضا ہے۔

وہ آپ کو اپنی نبوت ورسالت اورخدا کی وحدانیت تسلیم کرانے کیلئے بخشا گیا۔ اوران معجزات کے ساتھ ساتھ یعنی تورات،عصا،اور ید بیضا کے ساتھ ساتھ سلطانِ مبین بخشا۔یعنی کھلم کھلا قوت اورطاقت بخشی۔تواس سلطان مبین سے مراد کیا ہے؟ جو جناب موسیٰؑ کو معجزات کے ساتھ ساتھ بخشا گیا سلطان مبین کا ترجمہ ہے۔ظاہر بظاہر قوت،طاقت،نصرت،قدرت،تو اللہ نے جو موسیٰؑ کو نصرت۔قوت۔طاقت بخشی اُسے کیا کہا؟ سلطان مبین۔ جہاں سے پتہ چلا کہ نبیؐ کی جو طاقت وقوت ہوتی ہے۔ اللہ اُسے اپنی زبان میں سلطان کہتا ہے تو یہاں موسیٰؑ کا جو سلطان مبین تورات۔ید بیضا اورعصا کے ساتھ بخشا گیا وہ کیا ہے؟ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ ۔ وَاجْعَلْ۔اے اللہ

Presented by www.ziaraat.com

تو بنا(لِیْ) مجھ موسیٰؑ کیلئے وَزِیْراً ایک وزیر۔ مِنْ اَھْلِیْ ۔میری اہل بیت میں سے ہارون اَخِیْ۔ میرا بھائی ہارون کہ اب یہ ہارون کیا بنا؟ جناب موسیٰؑ کی قوت، طاقت نصرت، مددگار، ناصر۔ اللہ نے اسے کیا کہا۔ موسیٰؑ کیلئے سلطان مبین۔ اب رسولؐ پاک کا ارشاد ہے۔ پہلے آیت پڑھ دوں۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُم رَسُولاً شَاھِداً عَلَیْکُم کَمَا اَرْسَلْنَا اِلیٰ فِرعَوْنَ رَسُولاً۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ ۔ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا۔ کیسے رسول بھیجا؟ شَاھِداً عَلَیکم ۔ جو تم پر گواہ ہے۔ مسلمانوں سے خطاب ہے نا۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیکم رسولاً شاھِداً علیکم۔ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا۔ اُس رسول کا شان کیا ہے؟ شَاھِداً عَلَیْکُم ۔ وہ تم پر گواہ ہے۔ گواہ کی تعریف کیا ہے؟ اَلشَّھِیْدُ ھُوَحَاضِر عَلیَ الشَّیء گواہ وہ ہوتا ہے کہ جس شئی پر گواہ ہے اُس پر حاضر ہو ناظر ہو، موجود ہو ہمارے رسول کیا ہے؟ شَاھِد عَلَیْکُم ۔قیامت تک تم پر گواہ ہے۔ جب قیامت تک گواہ ہے۔ تو پھر ماننا پڑے گا۔ کہ مَاتَ محمدٌ۔ کا نعرہ باطل ہے غلط ہے۔ محمدؐ کل بھی حاضر تھا ناظر تھا۔ آج بھی حاضر ہے ناظر ہے (نعرہ تکبیر۔ نعرہ رسالتؐ۔ نعرہ حیدریؑ) کَمَا اَرْسَلْنَا اِلیٰ فِرْعَونَ رَسُولاً ۔جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بنا کے بھیجا تھا تو فرعون کی طرف جو رسول آیا اُس کا نام ہے موسیٰؑ۔ اُس کے دشمن کتنے تھے؟ تین۔ فرعون۔ ہامان۔ قارون۔ جیسے ہم نے تمہاری طرف رسول بنا کے بھیجا۔

جیسے فرعون کی طرف رسول بنا کے بھیجا تھا۔ تو پتہ چل گیا۔ کہ موسیٰؑ کے دشمن تین تھے واہ واہ۔ کَمَا اَرْسَلنَا ۔ اِلیٰ فِرعَوْنَ رَسُولاً ۔جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بنا کے بھیجا تھا۔ تو موسیٰؑ کے دشمن کتنے تھے۔ تین۔ (۱) فرعون (۲) قارون (۳) ہامان۔ تو ماننا پڑے گا ہمارے رسولؐ کے دشمن بھی کتنے ہیں؟ تین (۱) ابوجہل (۲) ابولہب (۳) ابوسفیان۔ اب جو جس دور میں موسیٰؑ کا دشمن بن کر رہے گا وہ یا

فرعون ہوگا یا ہامان ہوگا یا وقت کا قارون ہوگا جو بھی جس دور میں محمدؐ کا دشمن بن کر رہے گا۔ یا ابوجہل ہوگا یا ابولہب ہوگا (واہ واہ ماشاءاللہ) درود پڑھیے گا صلواۃ) تو موسیٰؑ کو اللہ نے آیات بخشی معجزات بخشے ساتھ سلطان مبین بخشا۔ تو اب سلطان مبین کون بنا؟

موسیٰ کا وزیر ہارون۔ اللہ نے اُسے موسیٰ کیلئے کیا کہا؟

سلطان۔ کتاب کا نام ہے کنز العمال جلد نمبر 6 مطبوعہ بیروت لبنان ہے۔ عربی میں ہے ہمارے بھائیوں کی بڑی کتابوں میں سے ایک کتاب ہے۔ اُس میں رسولؐ کا یہ فرمان موجود ہے کہ (یا علی اَنْتَ مِنّی بِمَنْزِلَة هارون مِنْ موسیٰ) اے علی تجھ کو مجھ سے وہی مقام حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھا تو ہارون موسیٰ کیلئے کیا بنا؟ سلطان۔ (واہ واہ) ہارون موسیٰؑ کیلئے کیا بن کر آیا؟ اللہ کی طرف سے سلطان۔ سید بڑا لطیف سا نکتہ ادا کر رہا ہوں صاحبانِ علم کے لیے اب اس آیت کو مدنظر رکھیے۔ کونسی آیت۔ قُلْ ۔میرا حبیب کہہ دے۔ مجھ سے دعا مانگ کونسی دعا مانگ؟ رَبّی اَدْخِلْنِی مُدْخَلا صِدْق ۔(واہ واہ) آگے آیت پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ رَبی اَدْخِلْنِی مُدْخَلاً صِدْق ۔ اے میرے اللہ مجھ کو داخل کر سچائی کے ساتھ داخل کرنا۔ وَاَخرِ جْنِیْ مخرج صِدْق ۔اور مجھے نکال سچائی کے ساتھ نکالنا۔ وَاجْعَلْ ۔یہ آیت ہے۔ حدیث نہیں ہے۔ وَاجْعَلْ ۔اور اے میرے اللہ تو بنا۔لِیْ۔ مجھ محمدؐ کیلئے وَاجعَلْ ۔اے اللہ تو بنا لِیْ۔ مجھ محمدؐ کیلئے مِنْ لَدُنْک ۔اپنی طرف سے سُلْطَاناً نصیراً (واہ واہ واہ) (نعرہ حیدریؑ) نہیں نہیں اس طرح نہیں جن دلوں میں علیؑ بستا ہے مل کے نعرہ حیدریؑ ...... یا علیؑ ۔ اے اللہ تو بنا میرے لیے کیا بنا؟ سُلْطَاناَنصِیْراً ۔ ایک ایسا مددگار جو قوت کا سرچشمہ ہو۔ طاقت کا سرچشمہ ہو۔ اب تاریخ میں کیا ہے؟ ذرا حدیث میں کیا آتا ہے؟ اخبارات میں کیا لکھا جاتا ہے۔ ریڈیو پر کیا کہا جاتا ہے۔ ٹی وی پر کیا سنایا جاتا ہے گلفام کو اس سے سروکار نہیں ہے۔ گلفام

Presented by www.ziaraat.com

نے تو صرف معصوم نبیؐ کے فیصلے کو دیکھنا ہے۔ یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنّي بِمَنْزِلَةِ هَارُون مِنْ موسٰی۔ پتہ چل گیا کہ موسیٰ کیلئے ہارون تھا اور محمدؐ کیلئے سلطان علیؑ ہے (واہ واہ..... نعرۂ حیدریؑ) نعرۂ تکبیر۔ نعرۂ رسالت۔ مل کے نعرۂ حیدریؑ) یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ مدد درود پڑھیے صلواۃ) فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّاب۔ فرعون نے قارون سے مل کر کہا موسیٰؑ سے۔ یہ تو ساحر ہے جادوگر ہے کذاب ہے۔ میں نے وہی کہنا ہے جو کل عرض کر رہا تھا۔ کہ فرعون نے قارون موسیٰؑ سے یہ نہیں کہا کہ کل تک فرعون نے نہیں کہا کہ کل تک تو تو مجھے اپنا رب کہتا رہا۔ (واہ واہ ھیٔ ھیٔ ھیٔ) کل تک تو میری ربوبیت کا اقرار کرتا رہا۔ کل تک تو میرے سامنے سر جھکاتا رہا۔ اور آج کہتا ہے میں نبی اللہ ہوں ایک اللہ ہے تو توحید کا منکر ہے۔ جہنمی ہے نا۔ ساحر کہا۔ کذاب کہا۔ لیکن فرعون نے فرعون ہونے کے باوجود (واہ واہ) فرعون نے فرعون ہونے کے باوجود موسیٰؑ نبیؑ کو کافر نہیں کہا۔ معلوم ہوا جب کافر اپنے دور کے نبی کو کافر نہیں کہہ رہے ہیں تو وہ کیسا مسلمان ہے؟ کہ جو نبی الانبیاء پر الزام کفر لگا رہا ہے۔ (واہ......)

قُلْ اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ بِذَلِكَ اُمِرْتُ و اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ میرا حبیب اپنی امت کے درمیان کھڑے ہو کے یہ اعلان کردے قُلْ کہہ دے۔ حبیب کر دے اعلان۔ کیا؟ اِنَّ صَلَاتِي۔ تحقیق میری نماز پڑھنا۔ وَنُسُكِي۔ اور میری قربانی دینا۔ وَمَحْيَايَ۔ اور میری زندگی کا ایک ایک سانس۔ وَمَمَاتِي۔ اور میرا رب کی طرف رجوع کر کے جانا۔ یہ میری بشری مرضی کے تابع نہیں ہے لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ یہ تو عالمین کے رب کے مشیت کے سائے میں ہے (آ ھا ھا......) وَبِذالک اُمِرْتُ۔ اور مجھے اس بات کا امر دیا گیا ہوں کہ میں اعلان کر دوں حضور ذرا لطیف سا فقرہ ہے جس پر بحث آج نہیں ہوگی چونکہ مجھے آج اور آگے پڑھنا ہے۔ باقی تقاریر میں زندگی

رہی تو شاید اس لطیف جملے پر ہی بحث ہو سکے۔ پس ہوگی۔

لیکن فقرہ آج ادا کر رہا ہوں وَبِذَالِکَ اُمِرْتُ۔ مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں یہ تم کو بتا دوں کیا؟ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ کہ میں اول المسلمین ہوں مِنَ المسلمین نہیں۔ (واہ......) میں نے کہا تھا نا بڑا لطیف سا جملہ ہے۔ وَاَنَا اَوَّلُ المسلمین۔ درحالانکہ میں اول المسلمین ہوں۔ ایک ہے من المسلمین۔ ایک ہے اول المسلمین۔ من المسلمین۔ یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ یہ مسلمانوں میں سے ہے گویا اس سے پہلے مسلمان ہے جن میں سے یہ ایک مسلمان ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کیلئے کیا ہے۔ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيْم۔ البتہ ابراہیم شیعوں میں سے ہے پتہ چلا کہ پہلے شیعہ تھے (واہ......) معلوم ہوا پہلے شیعہ تھے۔ جن میں سے جناب ابراہیمؑ ایک شیعہ ہیں جناب نوحؑ اعلان کر رہے ہیں۔ اَنَا مِنَ المسلمین۔ میں مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔ پتہ چلا پہلے مسلمان تھے۔ جن میں سے جناب نوحؑ ایک مسلمان ہے لیکن یہ تو آیت کا فیصلہ ہے کہ محمدؐ اعلان کر دے۔ وَاَنَا اول المسلمین۔ کہ میں سب سے پہلا مسلمان ہوں کہ جب کچھ نہ تھا۔ ایک تو بنانے والا تھا ایک میں بننے والا تھا جب میں بنا تو اُس وقت سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہے۔ اور میں محمد رسُولُ اللّٰهؐ ہوں۔ (واہ واہ نعرۂ حیدری یا علیؑ۔ نعرۂ تکبیر نعرۂ رسالت نعرۂ حیدریؑ) (آ ہا ہا) برائے خوشنودی امام زمانہؑ صلواۃ) یہی وہ ہے کہ ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہمارا رسول معصوم ہے۔ یہاں پھر باتوں میں بات آ گئی ہے۔ چلو اسے بھی ادا کرتا چلوں۔ حضور معصوم کیلئے یہی اُصول ہے کہ جو بھی معصوم کی عصمت کا قائل ہے۔ وہ معصوم کے دعویٰ پر معصوم کے گواہ طلب کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ (بڑی تسلی سے بڑے آرام سے) پھر عرض کر رہا ہوں۔ جو بھی معصوم کی عصمت پر ایمان رکھتا ہے وہ معصوم کے کسی دعویٰ پر اُس سے گواہ طلب کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

Presented by www.ziaraat.com

جب تک بنی اسرائیل کو علم نہ تھا کہ مریمؑ معصومہ ہے (واہ......) اس وقت تک اعتراض کیا۔ لیکن جب معلوم ہوگیا کہ نبیؑ کی ماں ہے معصوم کی ماں ہے خود بھی معصومہ ہے اب اعتراض نہیں کیا۔ بچے کے متعلق گواہ طلب نہیں کیئے بلکہ سر جھکا کر معافی طلب کی۔ کتاب کا نام ہے حیاۃ الحیوان جلد نمبر 2 ہمارے بھائیوں کے بزرگ علماء میں سے حضرت علامہ دمیری صاحب کی لکھی ہوئی ہے وہ اس کتاب میں (جسکا میں حوالہ دے رہا ہوں) تحریر فرماتے ہیں کہ مدینے میں رسولؐ پاک کا ایک دیہاتی صحابی گھوڑا بیچنے کیلیئے آیا۔ یہ تاجر تھا اور گھوڑے بیچنے کا کاروبار کرتا تھا۔ اونٹ نہیں بیچتا تھا۔ (واہ واہ) اُونٹ نہیں بیچتا تھا۔ گھوڑے بیچتا تھا۔ ایک عربی نسل گھوڑا مدینے لایا بیچنے کیلیئے۔ سب سے پہلے اس اسپ (گھوڑے) پر نظر پڑی رسولؐ پاک کی۔ فرمایا؟ اَسپ۔ بیچنے آئے ہو؟ ہاں یا رسول اللہ۔ کیا قیمت ہے، یا رسول اتنی...... قیمت۔ فرمایا قیمت طے ہوگئی۔ یہ گھوڑا میری ملکیت، قیمت تمہاری امانت۔ اتنی اجازت دو کہ میں حجرے میں جا کر تمہارے لئے وہ دینار لے آؤں (واہ......) اتنی دیر میں آنے جانے میں گھوڑا میری ملکیت۔ دینار تیری امانت۔ کہتے ہیں یا رسولؐ اللہ اجازت ہے۔ آپ حجرے میں دینار لینے گئے۔ گھوڑا ہر عربی کی ضرورت تھا۔ جو صحابی بھی گزرا رک گیا اَسود گھوڑا بیچنا ہے؟ ہاں تاجر ہوں۔ صحابہ ارد گرد جمع ہو گئے۔ کسی صحابی کو علم نہیں تھا۔ کہ یہ گھوڑا رسولؐ خدا خرید کر چکے ہیں کہا اسکی قیمت۔ دیکھ کر کہتا ہے عادل رسولؐ کی صحابیو (واہ......) جو قیمت دینا چاہتے ہو۔ فیصلہ خود کرلو۔ قیمت لگنی شروع ہوگئی ایک ایک صحابی قیمت لگاتا گیا لگاتا گیا لگاتا گیا۔ ایک صحابی نے قیمت رسولؐ پاک کی لگائی ہوئی قیمت سے زیادہ لگادی۔ کہتا ہے لاؤ دینار مجھے دو۔ گھوڑا تم سنبھالو۔ اتنے میں رسولؐ پاک دینار لے کر جلوہ فگن ہوئے فرمایا اسود میری ملکیت میرے سپرد کرو۔ اپنی امانت مجھ سے سنبھالو۔ کہتے ہیں یا رسولؐ پاک میں نے تو آپ کے پاس گھوڑا بیچا

ہی نہیں (واہ......) فرمایا! اسود ابھی تم نے میرے پاس گھوڑا بیچا ہے۔ اور اتنی قیمت طے ہوئی ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ میں نے گھوڑا بیچا ہی نہیں۔ کہتے ہیں یا رسولؐ اللہ۔ میں نے گھوڑا نہیں بیچا ہے۔ فرمایا اسود تم نے ابھی میرے پاس بیچا ہے۔ کہتا ہے یا رسول اللہ اگر واقعی آپؐ نے مجھ سے گھوڑا خرید لیا ہے تو پھر آپ گواہ پیش کرے (واہ......) اگر آپؐ نے مجھ سے گھوڑا خرید لیا ہے۔ تو آپ گواہ پیش کریں کہ وہ گواہ کون ہیں؟ جن کے سامنے میں نے یہ گھوڑا آپ کے ہاتھوں بیچا ہے۔ اب اس نے گواہ طلب کیئے نا تو ایک صحابی ابن ثابت انصاری آگے بڑھا بڑھ کر کہتا ہے اسود! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ رسولؐ نے تجھ سے گھوڑا خرید لیا ہے (واہ واہ واہ) جب ابن ثابت نے کہا نا میں گواہی دیتا ہوں کہ رسولؐ نے تجھ سے گھوڑا خرید لیا ہے۔ یہ جلدی سے رسول پاک کی طرف دیکھ کر کہتا ہے یا رسولؐ اللہ۔ بھلا آپؐ ہی فرمائیں جب آپ اور میرے درمیان یہ گھوڑے کا معاملہ طے ہو رہا تھا کیا یہ ابن ثابت موجود تھا۔ (واہ...... نعرۂ تکبیر نعرۂ رسالت نعرۂ حیدری) کیا یہ ابن ثابت موجود تھا۔ فرمایا نہیں تھا۔ یہ اسود کہتا ہے جب نہیں تھا تو پھر اس سے پوچھیں یہ آپ کا گواہ کیوں بن رہا ہے؟ رسولؐ فرماتے ہیں ابن ثابت جب تم موجود ہی نہیں تھا۔ تو میری گھوڑے کی خریداری پر گواہ کیوں بن رہا ہے؟ کہتا ہے یا رسولؐ اللہ آپؐ نے کہا خدا ایک ہے میں نے دیکھا نہیں (واہ واہ واہ) بڑی مہربانی بہت شکریہ یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا اللہ داحد ہے اللہ ایک ہے میں نے دیکھا نہیں۔ آپ کو معصوم مانتے ہوئے صادق مانتے ہوئے میں نے اُس کا اقرار کیا وحدانیت کا کلمہ پڑھا اپنے آباؤ اجداد کا دین و مذہب چھوڑا۔ آپ نے فرمایا اُس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے آپکو نبی بنتے دیکھا نہیں تھا۔ میں نے آپ کو معصوم مانا۔ صادق مانا۔ جو آپؐ فرماتے گئے میں تسلیم کرتا گیا۔ آپؐ نے فرمایا جنت ہے جہنم ہے نیکی ہے جزا ہے سزاء ہے حشر ہے نشر ہے۔ جو آپ کہتے

Presented by www.ziaraat.com

گئے۔ میں آپؑ کو معصوم مانتا ہوں صادق مانتا ہوں میں آپکی باتوں پر اقرار کرتا
گیا۔ جب آپکے کہنے پر دین میں چھوڑ سکتا ہوں باپ دادے کا۔ آپ کو معصوم اور
صادق مان کر۔ یہ بھی تو آپ کہہ رہے ہیں کہ میں نے گھوڑا خرید لیا (واہ......) نعرۂ
حیدری یاعلیؑ۔ علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے درود پڑھیئے گا صلواۃ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدٍ و آلِ مُحَمَّدٍ ذرا ال کے درود پڑھیئے گا صلواۃ) (ہاہاہا) دیکھا نتیجہ کیا نکلا۔
معصوم کے دعوے پر گواہ طلب کرنے کا حق حاصل نہیں۔ جو اسے معصوم مانتا ہے
بزرگانِ دین برادرانِ ملت! جب معلوم ہو گیا کہ معصوم کے دعوے پر کسی کو حق ہی
حاصل نہیں کہ وہ اُس سے گواہ مانگے تو اب فاطمہؑ کون ہے (واہ واہ......) فَاطِمَۃُ
بَضْعَۃٌ مِنِّی۔ فاطمہؑ محمد محمدؐ کا جزء ہے۔ محمد معصوم۔ فاطمہؑ عصمت کا جزءؑ۔ محمدؐ صادق
فاطمہؑ صداقت کا جزء جس طرح مریم صدیقہ۔ اُسی طرح فاطمہ صدیقۃ الکبریٰ (بلند تر
صلواۃ) جب بنی اسرائیل نے مریمؑ کو صدیقہ مان لیا۔ معصومہ مان لیا۔ تو اب اُس سے
گواہ طلب نہیں کیئے۔ بلکہ سمجھ گئے نبی کی ماں ہے۔ فاطمہؑ بھی تو نبوت کا جزء ہے معمولی
مستور نہیں ہے رسولؐ پاک کا یہ فرمانا کہ پوری کائنات میں جس جس بنت الحوا کو جو جو
مقام جو جو شرف حاصل ہوا ہے قیامت کے دن جب میری بیٹی فاطمہؑ کا ناقہ آئے گی تو
نبی ولی کی ماں آگے بڑھ کر میری فاطمہؑ کو سلامی پیش کریگی تو جب سیدۂ معصومہ ہے۔
صدیقہ ہے صدیق کی تعریف کیا ہے؟ لَمْ یَکْذِبُ قِسطٌ۔ جس نے زندگی بھر جھوٹ
کبھی نہ بولا ہو۔ (آہاہا واہ واہ) جس نے کبھی بھی جھوٹ نہ بولا ہو۔ کبھی بھی۔ بابا تو تو
پوچنے کی بات کرتے ہو۔

جناب سیدہ فاطمہؑ ہے۔ مریمؑ کیلئے اللہ نے کیا کہا؟ اُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ وَمَن
مَسِیحُ ابنُ مَریَمَ اِلاَّ رَسُولُ۔ مریم کے بیٹے عیسیٰ کو ابن اللہ نہ کہو اللہ کا بیٹا نہ
کہو۔ مجھ اللّٰہ سے نہ ملاؤ۔ اِلاَّ رَسُول۔ عیسیٰ جو ہے مریم کا بیٹا ہے مگر رسول ہے۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہ الرُّسُلُ۔ اُس کے پہلے بھی ہم نے کئی رسول بنا کے بھیجے ہیں انکی
طرح ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھی رسول بنا کے بھیجا ہے۔ لیکن یہ عیسیٰ کیا مقام رکھتا
ہے؟ وَاُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ۔ اُس کی جو ماں ہے نا وہ صدیقہ ہے۔ لو بہت بڑا مسئلہ حل
ہو گیا۔ کہ صدیقہ کون ہوتی ہے جو کسی نہ کسی معصوم کی ماں ہو (واہ واہ) (آہاہا) نہیں
نہیں میں جلدی نہیں کرتا (مل کے نعرۂ حیدری یاعلیؑ) (بلند تر صلواۃ) ہمیشہ شاید باہر
والے نے بہت احباب بڑی حیرت سے مجھے دیکھ رہے ہیں کہ گلفام صاحب نے کیا
کہہ دیا ابھی بیٹھ کر۔ جناب عیسیٰ کی ماں کیلئے اللہ نے قرآن میں کیا کہا ہے؟ وَاُمُّہٗ
صِدِّیْقَۃٌ۔ اور اُس کی ماں کیا ہے؟ صدیقہ ہے بھئی ہمیں کسی سے ضد نہیں حسد نہیں،
تعصب نہیں یہ تو قرآن کا فیصلہ ہے نا کہ مریم کون ہے صدیقہ۔ ہے کس کی ماں؟
معصوم کی ماں۔ تو پتہ چل گیا کہ صدیقہ وہی ہوگی جو کسی نہ کسی معصوم کی ماں ہو۔ مریم
صدیقہ ایک معصوم کی ماں۔ فاطمہؑ صدیقہ گیارہ معصوموں کی ماں ہیں۔ (واہ واہ) نعرۂ
تکبیر۔ نعرۂ رسالت۔ نعرۂ حیدریؑ) (آہاہا) وَاِنِّی سَمَّیْتُہَا مَرْیَمَ۔ اللہ یہ جو بچی تو
نے مجھے بخشی ہے میں اس بچی کا نام رکھ رہی ہوں۔ مریم۔ بی بی نے منت مانی تھی نا۔
یہ تو آپکو پتہ ہے نا۔ مانی تھی نا منت۔ جناب مریم کی ماں نے منت مانی تھی۔ جب
بچہ شکم میں تھا کہ یا اللہ جو بچہ بھی پیدا ہوگا تیرے گھر کی غلامی کیلئے میں اسے وقف
کر دوں گی۔ اب لڑکا ہوا نہیں (آہاہا) ہو گئی لڑکی بچی۔ منت میں یہ نہیں کہا تھا کہ لڑکا
ہوا تو وقف کرونگی لڑکی ہوئی تو وقف نہیں کرونگی بلکہ منت میں یہ کہا تھا کہ جو بچہ بھی ہوگا
تیرے گھر کے نام کیلئے وقف کر دونگی۔ اگر منت ماننا شرک ہوتا۔ (آہاہا سبحان اللہ واہ
واہ) اگر منت ماننا شرک ہوتا (واہ واہ واہ) اگر منت ماننا شرک ہوتا اگر منت ماننا کفر ہوتا
تو اللہ بی بی مریم کی ماں کا منت کا تذکرہ قرآن میں کیوں کرتا۔ تو بابا بیت المقدس کیلئے
منت مانی جائے تو شرک نہیں ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

حسینؑ کے نام پر عباسؑ کے نام پر علیؑ کے نام پر (واہ واہ واہ) نعرۂ حیدری (یاعلیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ علیؑ ہے) (برائے خوشنودیٔ فاطمۃ الزہراؑ بلند تر صلواۃ) وَاِنِّی سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ ۔ میرے اللہ میں اس بچی کا نام مریم رکھتی ہوں۔ وَاِنِّي اُعِيْذُهَا بِکَ وَذُرِّيَتهاَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم . بچے کو چھوڑ دے یہ کلمہ سن لے پھر اسے ٹھیک کرے میں آپ کو روکتا نہیں جتنی گری ہے مجھے بڑا احساس ہے لیکن کلمہ سن لے پھر ٹھیک کرتے رہے میرے اللہ میں اس بچی کا نام مریم رکھتی ہوں۔ وَاِنِّیؔ ۔ ذہنوں میں رہے مریم ہے کون؟ صدیقہ۔ (آہا آہا) اور میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ صدیقہ کون ہے قرآن کی زبان میں۔ میرے اللہ۔ وَاِنِّی . اور میں اُعِيْذُهَا بِکَ وَذُرِّيَتهاَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيم ۔ اور میں اس بچی کو بھی اور اس کی اولاد کو بھی تیرے پناہ میں دیتی ہوں کہ یہ شیطان کے وسوسوں کا شکار کبھی نہ ہوں (واہ واہ......) مجھے قسم ہے مولاؑ کی اگلا فقرہ کہنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن پتہ نہیں کہ آپ کیوں انتظار میں مجھے آزمائش میں لے کے بیٹھ گئے میرے اللہ میں اس بچی کو بھی اور اس کی اولاد کو بھی تیری پناہ میں دیتی ہوں کہ یہ شیطان کے وسوسوں سے ہمیشہ محفوظ رہے۔ تو جو شیطان کے وسوسوں سے محفوظ رہتا ہے۔

تو کون ہوتا ہے؟ معصوم! (واہ واہ آہاہا) جو شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہے وہ کون ہوتا ہے معصوم۔ معلوم ہوا کہ صدیقہ وہ ہو سکتی ہے کہ جو خود نہ کبھی شیطان کی وسوسوں کا شکار بنی ہے۔ اور نہ اُسکی اولاد کبھی (واہ واہ آہا آہا آہاہاہا) ہے اجازت میں اور کوئی آیت بھی پڑھ دوں۔ اچھا درود پڑھیے گا صلواۃ۔ (آہاہا آہاہاہا) صدیقہ کون ہوتی ہے؟ جو شیطانی وسوسوں کا شکار نہ ہو میں کیا پڑھوں بہت کچھ ہے دل میں۔ اتنا بڑا خزانہ ہے تاریخ کا۔ اتنا بڑا اتنا بڑا ہے زبان سے بولنا شروع کر دوں مر جاؤنگا ختم ہو جائے گی زندگی لیکن بیان نہیں کر سکوں گا۔ صدیقہ کی تعریف بھی یہی ہے (آہاہا) کہ وہ ہمیشہ سے شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہے ماں باپ کے گھر ہو پھر بھی محفوظ رہے شوہر کے گھر ہو تب بھی محفوظ رہے شوہر مر جائے تب بھی محفوظ رہے۔ (آہاہا آہاہا) نعرۂ حیدری یاعلیؑ ۔ دم مست قلندر علیؑ علیؑ ۔ من کنتُ مولاہ۔ علیؑ علیؑ ۔ میرے ساقیؑ کوثر۔ علیؑ علیؑ ۔ زہرا کا شوہر علیؑ علیؑ حسنینؑ کا بابا علیؑ علیؑ ۔ ذرا زور سے بولو علیؑ علیؑ ۔ ذرا پچھلے بولو علیؑ علیؑ ذرا اگلے بولو علیؑ علیؑ سب مل کے بولو علیؑ علیؑ نعرۂ حیدری یا علیؑ حق حیدر) لیجئے یہاں پر ایک اور آیت بھی سنتے چلیں کہ قرآن کی زبان میں صدیقہ کون ہے، (واہ) اللہ نے صدیقہ کی کیا تعریف بیان کی ہے؟ وَاُمُّهُ (سید) وَاُمُّهُ صِدِّيقة ۔ عیسٰیؑ کی ماں مریم کیا ہے صدیقہ ہے شان کیا ہے۔ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيهاَ زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ فَوَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقاً قَالَ يا مَرْيَمُ اَنّٰى لَکِ هٰذَا (آہاہا آہاہا......) قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰه يَرْزُقُ مَنْ يَشاَءُ بغَيْرِ حِسَابٍ ۔ جناب مریم کیلئے حضرت زکریاؑ نے بیت المقدس کے صحن کے ایک کونے میں میڑھیاں کھڑی کر کے اوپر حجرہ بنوایا تھا جس میں یہ بی بی رہتی تھی۔ جب عیسٰیؑ دنیا میں آئے ہیں تا یہ بی بی نو سال کی تھی تو یہ بی بی اُسی حجرے میں رہتی تھی۔ حضرت زکریاؑ جب حجرے سے جاتے تھے تو تالا لگا کر، قُفل لگا کر چابی جیب میں ڈال (واہ......) جاتے اور واپس آ کے کھولتے۔ جب کھولتے (كُلَّمَا دَخَلَ زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ فَوَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقاً قَالَ يَا مَرْيَمُ اَنّٰى لکِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰه اِنَّ اللّٰـه يَرْزُقُ مَنْ يَشاَء بِغيرِ حِسَاب) جب بھی زکریاؑ دروازہ کھول کر اندر آتے تو بی بی کے سجدہ کرنے کی جگہ۔ محراب میں پڑا ہوا رزق (فروٹ) پھل (واہ واہ) میوے دیکھتے (قَالَ اَنّٰی لَکِ هٰذَا ؟) مریمؑ دروازہ تو بند تھا اسے تو تالا تھا چابی تو میرے پاس تھی اندر سے باہر تو گئی نہیں (واہ واہ) اندر سے تو باہر گئی نہیں۔ باہر سے اندر کوئی آیا نہیں۔ میں جب گیا تھا یہ پھل چھوڑ کر گیا نہیں تھا۔ اب آیا ہوں تو یہ پھل

Presented by www.ziaraat.com

اور میوے دیکھ رہا ہوں (اَنّٰی لَکِ هٰذَا قَالَتْ) تو بی بی نے جوابا کہا هُوَمِنْ عِنْدِ اللّٰہ. یہ اللہ کی طرف ہے اِنَّ اللّٰہ یَرْزُقُ مَنْ یَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دے دیتا ہے۔ معلوم ہوا صدیقہ وہ ہوتی ہے جو عرش کے کھانے فرش پہ منگوائیں (واہ واہ نعرۂ حیدریؑ) درود پڑھیے گا صلواۃ) (آ ہاہا)

بھئی خدا آپ کو سلامت رکھے اہالیان لاہور آپکی خوشامد نہیں ہے منبر پر بیٹھا ہوں تازہ حج پڑھکے آیا ہوں بیت اللہ کی عظمتوں کی قسم ہے جو کچھ ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا کر رہا ہوں صرف اور صرف آپ کی دعاؤں کا صدقہ ہے اور آپکی حوصلہ افزائی کا نتیجہ ہے میں یہیں ایک اور بات کہتا ہوں (آہا......) اللہ نے بی بی مریمؑ کو بغیر شوہر کے ماں کیوں بنایا؟ (واہ واہ......) خدا نے دیکھیں بی بی مریمؑ کو بغیر شوہر کے رکھ کے ماں کیوں بنایا؟ ذہنوں میں رہے صدیقہ ہے (آہ آہاہا) ذہنوں میں رہے صدیقہ ہے کہ بغیر شوہر کے رکھ کر ماں کیوں بنایا؟ ہمارے ہاں بھی منبر سے۔ میں اپنی بات پہلے کرونگا اور باقی سیرے بڑے بھائیوں کے ہاں بھی منبر سے تفاسیر میں بھی یہی لکھا گیا ہے کہ اللہ قادر ہے اللہ نے اپنی قدرت منوانی تھی کہ میں بغیر شوہر کے بھی ماں بنا سکتا ہوں (بے شک بے شک) یعنی بچہ دے سکتا ہوں۔

بات معقول ہے لیکن میں نہیں مانتا (آہاہا)) میں کیوں نہیں مانتا؟ میں اس لیے نہیں مانتا کہ عیسیٰؑ کا باپ تو نہیں لیکن ماں تو ہے (واہ وہ آہاہاہا) اگر یہ قدرت ہے تو اس سے بڑھ کر قدرت تو اللہ پہلے دکھا چکا تھا کہ آدمؑ کو بغیر ماں باپ کے (واہ واہ سبحان اللہ) بابا جی گل (پنجابی زبان) سمجھ آ رہی ہے (نعرۂ حیدری یا علیؑ) آدمؑ کو بغیر ماں اور بغیر باپ کے پیدا کر چکا ہے۔ قدرت دکھا چکا ہے وہاں نہ ماں ہے نہ باپ۔ یہاں صرف باپ نہیں ماں ہے۔ اگر قدرت ہی دکھانی تھی تو پھر اُسے بڑھکر دکھاتا (واہ......) قدرت تو پہلے دکھا چکا ہے اگر پھر دکھانی تھی تو اس سے بڑھ کر دکھاتا مانتا

پڑے گا کہ وجہ یہ نہیں (آہاہاہا......) راز کوئی اور ہے تو آج گلفام بتا دے گا وہ کونسا راز ہے؟ بی بی مریمؑ سے صدیقہ اُمُّهٗ صِدِّیقَه یہ ہے صدیقہ۔ اس صدیقہ کے زمانے میں کوئی ایسا صدیق نہیں تھا۔ (واہ واہ......) نعرۂ حیدریؑ) کیا بات ہے؟ بلند تر صلواۃ سلامت رہو واہ......) اس صدیقہ کے زمانے میں کوئی ایسا صدیق نہیں تھا جو اس کا ہم کفو بن سکتا جس کے گھر یہ مخدومہ بن کر جا سکتی کیوں کہ کوئی صدیق نہیں تھا اور یہ تھی صدیقہ اللہ نے صدیقہ کو بغیر شوہر کے رکھ کر ماں بنانا گوارا کر لیا۔ لیکن کسی غیر صدیق کے گھر (واہ واہ) نعرۂ حیدری۔ نعرۂ تکبیر۔ نعرۂ رسالت۔ نعرۂ حیدریؑ) لیکن کسی غیر صدیق کے گھر بھجوانا گوارا نہ کیا۔ تو آج یہ بھی مسئلہ حل ہو گیا کہ اگر کسی کو پہچاننا ہو کہ یہ اپنے زمانے کا صدیق ہے تو (واہ واہ) اگر کسی کو پہچاننا ہو کہ یہ اپنے زمانے کا صدیق ہے اگر اُس کے زمانے میں کوئی صدیقہ ہے تو دیکھنا پڑے گا کہ وہ صدیقہ اُسکے نکاح میں آئی ہے یا نہیں؟ فاطمہؑ صدیقہ (واہ واہ) (آہاہاہا) فاطمہؑ ہے صدیقہ یا رسولؐ اللہ! آخر رشتہ ہمارا بھی تو ہے (واہ واہ......) یا رسولؐ اللہ آخر کچھ نہ کچھ ہم بھی لگتے ہیں۔ چلو ونے کے ہی سہی کہ رشتہ ہمارا بھی تو ہے تو ہم سائل بن کر آئے ہیں۔

صدیقہ کیلئے کوئی ایسا رشتہ ہے؟ یا رسولؐ اللہ میں بھی آ گیا ہوں سوال لے کر۔ ایک صاحب دولت بھی آ گیا تو یا رسولؐ اللہ۔ میں بھی دولت کا سہارا لے کے آیا ہوں (آہاہا......) (واہ......) فرمایا فاطمہؑ۔ فَاطِرِ السمٰوٰات۔ کی کلی میں خاص ہے جس کے ساتھ اُس کا رشتہ ہو گا اُسی طرف نسبت ہو گی۔ اعلان ہو گیا کہ فاطمہؑ منسوب ہو گئی علیؑ کے ساتھ۔ جب اعلان ہو گیا سارے آئے۔ یا رسول اللہ آپؐ عادل ہے حق تو یہ تھا کہ جو پہلے آیا تھا پہلے پاتا۔ آپؐ نے یہ کیا کیا؟ فرمایا! تمہیں معلوم نہیں؟ فاطمہؑ صدیقہ ہے (واہ...... آہاہاہا آہاہا)

فاطمہؑ صدیقہ ہے یہ اُسی کی نکاح میں جا سکتی ہے جو صدیق ہو گا۔ کون کون کس

Presented by www.ziaraat.com

کس کی نظر میں صدیق ہوگا گلفام نہیں بولتا لیکن خدا کے نزدیک، مصطفیؐ کے نزدیک صدیق وہ بنا جو زوج بتولؑ بنا (واہ......نعرۂ حیدریؑ) شاباش۔ آرام سے نعرۂ حیدری یاعلیؑ (آہاہا آہاہاہا) (نعرۂ حیدریؑ) شاہ نجف امیر کل کائنات کے پیروں کے پیر بنا۔ نعرۂ حیدری یاعلیؑ (آہاہاہا) عظمت فاطمۃ الزہراپرؑ صلواۃ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ علٰی محمد و آلِ محمدٍ (آہاہاہا) قَالَ رَسُولُ اللّٰه۔ یاعلیؑ ابن ابی طالبؑ۔ اُوتِیتَ ثَلاثاً لَمْ یُوتَهُنَّ اَحَد وَلاَ اَنَا۔ اے علیؑ۔ یہ سب تیرا مقام عظمت، فضیلت رفعت ومنزلت ہے (سبحان اللہ) کہ اللہ نے تجھے تین فضیلتیں ایسی بخشی ہیں جو پوری کائنات میں کسی کو نہیں بخشی گئی۔ نہ کسی اور کو اور نہ مجھ محمدؐ کو (واہ......) تین فضلتیں تجھے ایسی بخشی گئی ہیں جو پوری کائنات میں آدمؑ سے لے کر قیامت تک نہ کسی اور کو بخشی گئی اور نہ مجھ محمدؐ کو بخشی گئی۔ وہ تین فضلتیں کون کون سی ہیں۔ اُوتِیتَ صِهراً مِثلِي وَلَمْ اُوتَ اَنَا۔ نہیں بیٹا نہیں میری بات سنو۔ میں کیا کہہ رہا ہوں تمہیں کیا پتہ میں کتنی محنت سے پڑھ رہا ہوں اور کتنا مطالعہ کرنے کے بعد پڑھ رہا ہوں صرف تمہارے لئے پڑھ رہا ہوں ورنہ بزرگوں نے تو سنی ہوئی ہے (درود پڑھیے گا صلواۃ) ایک گھنٹے کی تقریر سالوں کی تاریخ کے مطالعے اور تفسیر کے مطالعے کا نتیجہ ہوتا ہے

(درود پڑھیے گا صلواۃ)

یاعلیؑ تین فضلتیں تجھے ایسی بخشی گئی ہیں جو آدمؑ سے لے کر قیامت تک صرف تیرا مقدر ہے۔ تیرا حصہ ہے کسی اور کو نہیں بخشی گئی اور نہ مجھ محمدؐ کو بخشی گئی ہے۔ اُوتِیتَ صِهراً مِثلِي وَلَمْ اُوتَ اَنَا مِثلِي۔ اے علیؑ تجھے مجھ محمدؐ جیسا سسر تجھے صرف تجھے (واہ واہ......) ماشاء اللہ واہ واہ) اے علیؑ صرف تجھے مجھ محمدؐ جیسا سُسر ملا۔ بھئی کتنی تھی کتنی تھی؟ گلفام تو بات نہیں کرتا معصوم رسولؐ فرما رہا ہے۔ اے علیؑ صرف تجھے (واہ......) مجھ محمدؐ جیسا سُسر ملا ایسا سُسر نہ کسی اور کو ملا اور نہ مجھ محمدؐ کو

وَاُوتِیتَ زَوجَةً صِدِّیقَةً۔ (آہاہاہا......) مِثلَ اِبنَتِي فَاطِمَةَ وَلَمْ اُوتَ مِثلَهَا۔ اور تجھے میری بیٹی فاطمہؑ جیسی صدیقہ زوجہ (واہ......) عطا کی گئی ایسی مجھ محمدؐ کو بھی عطا نہیں کی گئی۔ بس آگے میں کچھ نہیں کہتا۔ وَاُوتِیتَ الحَسَنَ وَالحُسَینَ مِن صُلبِکَ۔ اور تجھے تیرے صلب سے حسینؑ اور حسنؑ جیسے بیٹے بخشے گئے۔ وَلَمْ اُوتَ مِنْ صُلبِ مِثلَهُما۔ اُن دونوں جیسے بیٹے مجھے میرے صلب سے نہیں بخشے گئے۔ لیکن یہی میرے لئے مقام فخر ہے کیا؟ لعلم وَلَکِنَّکُمْ مِنّی وَاَنَا مِنکُمْ۔ کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ (نعرۂ حیدری۔ نعرۂ تکبیر۔ نعرۂ رسالت۔ نعرۂ حیدری) یقیناً آپ نے سنا ہوا ہوگا۔ سنن ابی داوٗد۔ ہمارے بھائیوں کی بڑی کتابوں میں سے بہت بڑی کتابوں میں سے ایک بڑی کتاب ہے اُس میں حضرت اُم المومنین حضرت بی بی عائشہ جنہیں صدیقہ بھی کہا جاتا ہے سے روایت ہے اُنہوں نے یہ فرمایا ہے کہ جب بھی رسولؐ پاک میرے حجرے میں آتے تھے اور آکر مسند نشین ہو جاتے تھے۔ اگر اُن کے بیٹھنے کے بعد فاطمہؑ آجاتی (آہاہا آہاہا) تو جیسے فاطمہؑ آتی۔ قَامَ اِلَیهَا۔ فاطمہ کو دیکھ کر رسول کھڑے ہو جاتے۔ فَقَبَّلَهَا۔ آگے بڑھ کر اُسکے سر کا بوسہ لیتے وَجَلَسَهَا عَلٰی مَسنَدِه۔ جس مسند پر کوئی نبیؑ نہیں بیٹھ سکتا فاطمہؑ کو اپنی مسند پر بٹھاتے بس بات ختم کل انشآء اللہ زندگی رہی تو اسے یہاں سے لے کے چلوں گا کہ رسولؐ جب بھی بتولؑ کو آتا دیکھتے تعظیماً کھڑے ہو جاتے۔ اللہ قادر ہے اگر خدا زمین پر آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک انبیاءؑ کی بزم سجا دے تو اُس سجی ہوئی بزم میں ہمارے رسولؐ پاک آجائیں تو ہر نبی تعظیماً کھڑا ہو جائیگا۔ رسولؐ کی آمد پر۔ ادھر رسولؐ آئے انبیاءؑ کھڑے ہو گئے۔ ہمارے رسولؐ بیٹھے انبیاءؑ بیٹھے۔ ابھی رسولؐ پاک بیٹھے ہی تھے۔ کہ جناب فاطمہؑ آگئی۔ جیسے بزم میں سیدہؑ آئیں رسولؐ اُٹھے۔ رسولؐ اُٹھے انبیاءؑ اُٹھے۔ (واہ واہ واہ) بتولؑ بیٹھی رسولؐ بیٹھے۔ انبیاء بیٹھے ابھی بیٹھے ہی تھے علیؑ آگئے۔ (واہ واہ

Presented by www.ziaraat.com

واہ......) ابھی بیٹھے ہی تھے علیؑ آ گئے نا علیؑ آئے بتولؑ اُٹھی۔ رسولؑ اُٹھے۔ رسولؑ اُٹھے۔ انبیاءؑ اُٹھے بابا جس علیؑ کا یہ مقام ہو۔ نبی اس کی محکومہ کی ہمسری کا دعوی نہ کر سکے۔

برابری کا دعویٰ نہ کر سکے گلفام اُمتی جیسے کیسے کر سکتا ہے؟ (آہاہا آہاہا ہا واہ واہ......) علیؑ تو کتنا بڑا اعلیٰ ہے کہ تجھے اللہ نے وہ محکومہ بخشی۔ کہ جس کی تعظیم کیلئے رسولؑ کا رسولؑ سید الانبیاءؑ مسند چھوڑ کر کھڑا ہو جاتا تھا۔ یہی بتولؑ ہے یہی سیدہؑ ہے یہی فاطمہؑ ہے۔ بابا کے بعد مسلمانوں نے اسے یتیمِ محمدؐ سمجھ کر اس رنگ میں پرسہ دیا کہ جتنے دن زندہ رہی۔ کھڑی ہو کے نماز نہیں پڑھ سکی۔ (آہ۔ ہا) سلامت رہو آباد رہو۔ اجرکم علی اللہ۔ اسی بتولؑ کو مسلمانوں نے یتیمِ رسولؐ سمجھ کر ایسے انوکھے رنگ میں پرسہ دیا کہ بابا کے وصال کے بعد پرسہ لینے کے بعد جتنے دن زندہ رہی سیدہؑ کھڑی ہو کر نماز نہیں پڑھ سکی۔ زخمی پہلو پہ ہاتھ رہا۔ چھبیس دن ہیں تاریخ کے بابا کے وصال کے بعد پورے چھبیس دن حسنینؑ کی ماں مسندِ غم پر بیٹھ کر بابا کے غم میں رو رو کے انتظار کرتی رہتی کہ بابا کے اُمتی کب پرسہ دینے آئیں گے۔ بڑے ادب سے گذر جاؤں گا۔ چھبیس دنوں کے بعد مسلمان بتولؑ کے دروازے پر انوکھے رنگ میں پرسہ دینے آئے۔ جو آج تک کسی یتیم بیٹی کو ایسا پُرسہ نہیں ملا تھا۔ جب دروازے پر پرسہ دینے آئے۔ بتولؑ مسندِ غم سے اُٹھی۔ پُرسہ لینے کیلئے دروازے پر آئیں سیدو! غیر سیدو! رونے والو۔ جب آئی تھی تو کمر سیدھی تھی۔ سر کے بال سیاہ تھے۔ پہلو پہ ہاتھ نہیں تھا اللہ جانے دروازے پہ کس رنگ میں پُرسہ دیا۔ کہ بتولؑ کے سر کے بال سفید ہو گئے۔ کمر جھک گئی جب جلتا ہوا دروازہ لوہے کی میخ سمیت بتولؑ کے پہلو پہ گرا۔ لوہے کی میخ جب شکم میں گھڑ گئی۔ فَخَرَّتْ مَغْشِيَةً عَلَى الْاَرضِ بِوَجْهِهَا۔ کتاب فاطمہ الزہراؑ میں علامہ قزوینی لکھتے ہیں کہ فاطمہؑ منہ کے بل زمین پر گری۔

جب منہ کے بل زمین پر آئی۔ تو آواز دیکر کہا یا علیؑ! فاطمہؑ اُٹھنے کے قابل نہیں رہی۔ میرا محسن شہید ہو گیا۔ رونے والو! عزادارو! کتنے خوش نصیب ہو رو رہے ہو تمہیں کوئی روکنے والا نہیں۔ منع کرنے والا نہیں لیکن ہائے یتیمِ مصطفیٰؐ۔ یہی بتول جب دھاڑیں مار مار کر روئی۔ ایک دن شام کو روتے ہوئے علیؑ آئے۔ بتولؑ رو کے کہتی ہے یا علیؑ! کبھی نہ رونا پڑے خیر تو ہے؟ علیؑ رو کر فرماتے ہیں۔ بتولؑ مسلمان کہتے ہیں علیؑ۔ بتولؑ سے جا کر کہو اپنے رونے کا وقت مقرر کرو۔ یا دن کو روئے یا رات کو روئے۔ رو کر کہتی ہے میرے سرتاج۔ جیسے حکم دو گے بتولؑ حاضر ہے۔ لیکن اتنی گذارش ہے میرا رونا بند نہیں ہو سکتا کیا یہ ممکن نہیں رات کو میں گھر میں بیٹھ کر روؤں۔ دن کو آپ جنت البقیع میں میرے لئے جگہ مقرر کر دے۔ میں اپنے حسنینؑ کو لے کر چلی جایا کرونگی۔ سارا دن روؤں گی۔ رات کو گھر بیٹھ کر ماتم کرونگی جب بی بیؑ نے یہ کلمات کہے اور ساتھ رونا شروع کیا علیؑ فرماتے ہیں بتولؑ۔ آپ بے ساختہ رو رہی ہو خیر تو ہے؟ ہاتھ باندھ کر کہتی ہے سرتاج! اب اپنے غم پر نہیں رو رہی۔ بلکہ آپ کے غم میں رو رہی ہوں۔

" اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ "

Presented by www.ziaraat.com

پانچویں مجلس

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ لَعِیْنَ الرَّجِیْم ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

الحمدللّٰه رب العالمین والصّلٰوۃ والسّلام علٰی النبی الامی القرشی الهاشمی ابطحی المکی المدنی المبعوث علٰی العرب والعجم ابی القاسم محمد صلی اللّٰه علیه وآله وسلم۔

وعلٰی آله الطیبین الطاهرین المعصومین الشاکرین الصابرین الراشدین المهدیینo اما بعد فقد قال اللّٰه تبارک وتعالٰی فی کتابه المجید وفرقانه الحمید وقوله الحق.

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْاوَجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ(صلواۃ)

(گفتگو) جس طرح یکم محرم الحرام میں میں نے آیات کی تلاوت کرتے ہوئے عرض کیا تھا کہ اللہ نے ہمیں حکم بخشا ہے کہ لَیْسَ الْبِرَ اَنْ تُوَلُّوْاوُجُوهَكُم (نعرۂ حیدری) تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ صرف حق ہے (نعرۂ رسالت،نعرۂ حیدری، حسینیتؑ زندہ باد، یزیدیت مردہ باد،صلواۃ) اللہ فرمارہا ہے کہ میں نے فـــدک کے یہودیوں کے دل میں خیبر کی فتح کا رُعب ڈال دیا ہے۔اب خیبر کو فتح کیا علیؑ نے۔ اللہ فرمارہا ہے میں نے رُعب ڈالا۔لو!اب پتہ چلا کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ نے خیبر کا در اُڑا کر جو نعرہ لگایا تھا وہ نعرہ کیا تھا؟ مَاقَلَعْتُ بَابَ خَیبَر بِقُوَّةٍ جِسْمَانِیَّة۔کہ میں نے خیبر کا دروانہ جسمانی قُوّت سے نہیں اُکھاڑا۔وَلٰكِن بِقُوَّةٍ رَبَّانِیَّةٍ۔بلکہ میں نے ربّانی قوت سے اُکھاڑا ہے۔اللہ تصدیق کررہا ہے (واہ واہ......) (نعرۂ

اِدھر کہا اور اُدھر اللہ نے تصدیق کرلی۔علیؑ کہہ رہے ہیں میں نے رَبّانی قُوت سے در اُکھاڑا ہے۔خیبر کا۔اللہ بھی فرمارہا ہے وَقَذَفَ فی قُلوبِهِم رُعباً۔کہ اللہ نے اُن کے دلوں میں رُعب ڈال دیا۔اب کہہ دے گلفام یہاں الگ فقرہ کہ یہاں قُوت علیؑ کیا بنی؟ قُوّت خُدا (واہ واہ) طاقت علیؑ کیا بنی؟ طاقت خدا۔نُصرت علیؑ کیا بنی؟ نُصرتِ خُدا۔بھئی اللہ اگر کہدے کہ علیؑ کی طاقت وقوت میری طاقت ہے تو تم اعتراض نہیں کرتے۔اور اگر ہم کہدے کہ علیؑ کی مدد غیر اللہ کی مدد نہیں ہے تو اعتراض کرتے ہیں (واہ واہ......نعرۂ حیدریؑ۔نعرۂ تکبیر۔نعرۂ رسالت۔نعرۂ حیدری) حضور! آج کا خطاب انتہائی خشک ہوگا جتنا خشک ہونا چاہیے۔لیکن صاحبانِ علم سے میں پوری توجہ چاہتا ہوں۔......وہ اس میں میرا مکمل طور پر حوصلہ افزائی سے کام لے کر ساتھ دیں۔جب یہ مسلمان ہٹے عُلماءِ یہود نے اُمراءِ یہود کے ساتھ مل کر اپنی طرف سے ایک عہد نامہ بنایا عہد نامہ بنا کر نیچے دستخط کیئے۔آتے ہوئے قافلے کو انہوں نے سلامی دی۔سلامی دے کر اپنی طرف سے عہد نامہ پڑھایا۔تمام عہد نامے کی شقوں کے بعد سب سے بڑی شق یہی تھی۔کہ ہم مسلمانوں کے رسولؐ سے اپیل کرتے ہیں کہ ہماری سکنی جائیداد کے علاوہ (یعنی جو ہمارے مکانات ہیں جن میں ہم رہتے ہیں) اُن کے علاوہ باقی ہمارا جتنا علاقہ فـــدک ہے ہم اُسے نصف در نصف تقسیم کرتے ہیں۔نصف دیتے ہیں مسلمانوں کے رسولؐ کو (واہ واہ واہ) میں نے کہا تھا نا کہ مضمون خشک ہے ذرا ساتھ دینا پڑے گا۔ہم اپنا نصف علاقہ دیتے ہیں مسلمانوں کے رسول کو (نا) میں پھر کہتا ہوں پھر کہتا ہوں۔ہم اپنا نصف علاقہ جس میں زرعی زمین بھی ہے۔معدنی پہاڑ بھی ہے۔باغات بھی ہیں۔چشمے بھی ہیں۔ہم پورا آدھا اپنا علاقہ فدک کا دیتے ہیں۔

مسلمانوں کے رسولؐ کو نصف علاقہ دیتے ہیں مسلمانوں کے رسولؐ کو۔

Presented by www.ziaraat.com

مسلمانوں کو نہیں۔ (واہ واہ واہ واہ......) ہم نصف علاقہ دیتے ہیں مسلمانوں کے رسولؐ کو۔ وَمَا اَفَاءَ اللّٰهُ۔ یہ وہ علاقہ ہے کہ جس کیلئے اللہ فرما رہا ہے کہ مسلمانوں نے نہ گھوڑے دوڑائے۔ نہ لڑائی لڑی۔ نہ تلوار اُٹھائی۔ بلکہ یہ علاقہ فدک رسولؐ کو دیا گیا۔ کیوں دیا گیا؟ اگر ہو جاتی شکست، تو کیا یہ علاقہ دیا جاتا؟ بتائیں بخاری صاحب اب اور میں کیا کہوں، اگر ہو جاتی شکست، تو کیا یہ علاقہ دیا جاتا۔ نہ۔ ہوئی ہے فتح، پڑا ہے یہودیوں کے دلوں میں رُعب (واہ واہ......) انہوں نے آدھا علاقہ دیا ہے رسولؐ کو۔ فاتح ہیں علیؑ، علاقہ ملا رسولؐ کو، جب علاقہ میں تعلق ہی علیؑ اور رسولؐ کا ہے تو اور کسی کا واسطہ کیا؟ (واہ واہ واہ نعرۂ حیدری، آہاہا آہاہا) درود پڑھیئے گا صلواۃ۔ یہ کتنا بڑا علاقہ تھا؟ چار کھجوریں تھیں دس تھیں دو تھیں پانچ تھیں مجھے اس کا پتہ نہیں ہے۔ چالیس ہزار دینار سالانہ آمدنی تھی رسُولؐ کو اس علاقے سے (واہ واہ...... واہ آہاہاہا) چالیس ہزار دینار، اُس زمانے کا آج کا نہیں۔ اس آدھے علاقہ فدک سے آمدنی تھی رسولؐ کو، جواب ملتا ہے یہ علاقہ رسولؐ کا نہیں یہ سب مسلمانوں کا تھا۔ اسی لئے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ علاقۂ فدک رسولؐ کو کب ملا؟ 7ھ میں خیبر فتح ہوا۔ 7ھ میں علاقہ فدک رسولؐ کو کب ملا؟ 7ھ میں رسولؐ کا وصال کب ہوا؟ 11ھ شیعہ تاریخ کے مطابق 28 صفر اور میرے بڑے بھائیوں کی تاریخ کے مطابق 11ھ 11 ربیع الاول یا 12 ربیع الاول۔ اتنے سال یہ علاقہ رسولؐ کے زیر دست رہا یا نہیں جو میرے عزیز نہیں سمجھ سکتے اُن سے بالاتر ہے بات وہ ضرور ادھر اُدھر دیکھے میں اُنہیں متوجہ نہیں کرونگا۔ لیکن جو سمجھ رہے ہیں میں اُن سے توجہ چاہونگا۔ تنے سال یہ علاقہ فدک رسولؐ کے زیر تصرف رہا۔ چار سال، آئی بات ذہن میں۔ اب آئیں تاریخ الفاروق کی طرف، بحرین سے مال خراج آتا ہے رسولؐ نماز عشا پڑھا کر حجرے میں چلے گئے صحابی دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ یا رسولؐ

اللہ۔ مال خراج آیا ہے فرمایا مسجد میں رکھ میں آ رہا ہوں۔ رسولؐ مسجد میں پہنچے چراغ روشن کر دیا۔ فرماتے ہیں مستحقین کی فہرست میرے سامنے پیش کرو۔ فہرست سامنے آئی۔ فہرست دیکھ کر تقسیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں اتنا حصہ فلاں کا، اتنا فلاں کا، اتنا فلاں کا، اتنا فلاں کا، اتنا فلاں کا، صحابیو! اُٹھاؤ اور جس جس کا یہ حق ہے (واہ واہ......) جس جس کا یہ حصہ ہے اُس کے گھر تک پہنچاؤ، کمال ہے۔ صحابہ عرض کرتے ہیں یا رسولؐ اللہ رات گزرنے دیں صبح ہو جائے، ہر ایک مستحق کا حصہ اُس کے گھر پہنچا دیں گے۔ رسولؐ فرماتے ہیں کیا تم اِس بات کی ضمانت دیتے ہو کہ ظاہری زندگی کے اعتبار سے میں محمدؐ صبح تک زندہ رہوں گا (واہ واہ...... آہاہا آہاہا) اللہ اکبر، میں نے پہلے کہا تھا توجہ چاہتا ہوں کہ کیا تم اس بات کی صحابہ عرض کرتے ہیں حضورؐ آپ خود فرماتے ہیں کہ لقمہ اُٹھاؤ زبان پر رکھو پھر بھی یقین نہ کرو کہ حلق سے نیچے اتر جائیگا۔ موت اتنی قریب ہے تو پھر ہم آپؐ کی ضمانت کیسے دے سکتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب تم میری ظاہری زندگی کیلئے ایک رات کی ضمانت نہیں دے سکتے تو پھر میں محمدؐ کسی حقدار کا حق اپنی گردن پر رکھ کر رات بسر کیسے کر سکتا ہوں (واہ...... ماشاللہ۔ نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالتؐ، نعرۂ حیدریؑ) جو رسولؐ کسی حقدار کا حق ایک رات کیلئے اپنی گردن پر رکھ کر سونا گوارا نہین کرتا۔ اگر یہ فدک اُمت کا حق تھا (واہ واہ......) نہیں نہیں توجہ میری طرف رکھیں، جو رسولؐ صرف ایک رات کیلئے مسلمان (کیوں پُتر سمجھ رہے ہو تُسی بھی، بیٹا بڑی توجہ سے سنتے ہیں اور درود پڑھیئے گا صلواۃ) جو رسولؐ (بخاری صاحب) صرف ایک رات کیلئے کسی حقدار کا حق اپنی گردن پر رکھ کر سونا گوارا نہیں کرتا اگر یہ علاقہ فدک سب مسلمانوں کا حق تھا اور سب کی ملکیت تھی۔ تو چار سال برابر مسلمانوں میں محمدؐ نے عدل کے مظہر نے (آہاہا...... درود تو پڑھ دو صلواۃ، نعرۂ حیدری، بڑی مہربانی بڑی مہربانی، با آواز بلند صلواۃ) تو چار سال برابر عادلِ عدالتِ

Presented by www.ziaraat.com

الٰھیہ کے مظہر نے اُس عادلِ حقیقی کے مظہر نے اسے اپنے تصرف میں کیوں رکھا؟ رسول کا اپنے تصرف میں رکھنا اور اللہ کا حکماً فرمانا کہ اِعْطِ فَاطِمَۃَ فَدَکاً ثابت کر رہا ہے کہ مسلمانوں کیلئے مال زکوٰۃ اور ہے۔ اور فاطمہؑ کیلئے مال فئی اور ہے (نعرۂ حیدری، یاعلیؑ یاعلیؑ) چونکہ رسولؐ دے کے گئے تھے اور بحکم خدا دیا تھا۔ حق تھا اور حق کا مطالبہ کرنا بھی حق (آہاہا......) حق کا مطالبہ کرنا بھی حق چونکہ فاطمہؑ کا حق تھا مطالبہ کیا اپنے حق کا، جواب ملا آپ کے بابا کی حدیث ہے۔ لَانُـورِثُ وَلَا نُـورثُ مِـمَّـا تَـرَکْـنَـا صَـدَقَـةٌ۔ ہم وارث بنتے ہیں نہ وارث بناتے ہیں بلکہ اُس میں سے، جو کچھ ہم چھوڑ کے جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے یا مَاتَرَکْنَا صَدَقَۃٌ۔ جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور اِسکا بحث آگے چل کے ہوگی، یہیں ایک لفظ کا نکتہ، بتولؑ کیونکہ تیرے بابا کی چھوڑی ہوئی جاگیر فدک ہے صدقہ (سبحان اللہ واہ واہ) کیونکہ تیرے بابا کا حکم ہے اب جزوی ہے یا کیا ہے؟ یہ بحث ابھی آگے چل کر ابھی ہوتی ہے۔ ابھی یہیں میں رُکتا ہوں۔ بتولؑ! چونکہ تیرے بابا کی حدیث ہے۔ کہ ہم جو کچھ چھوڑ کے جاتے ہیں وہ ہوتا ہے صدقہ، چونکہ فدک ہے صدقہ (واہ واہ......) فدک ہے صدقہ اور تو ہے رسولؐ کی اولاد، تو ہے رسولؐ کی بیٹی، تو ہے رسولؐ کی اہل بیتؑ، لہٰذا اس پر تیرا حق نہیں، اس پر تو اُمت کا حق ہے تو پتہ چلا یہ تو شروع سے فیصلہ ہو گیا ہے کہ صدقے والے اور ہیں (آہاہاہا واہ واہ واہ...... نعرۂ حیدریؑ، آہاہاہا......) اور اہل بیتؑ رسولؐ اور ہیں (مل کر نعرۂ حیدری یاعلیؑ، باآواز بلند صلواۃ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ۔ بارگاہ رحمۃ للعالمین میں صلواۃ) سیدہؑ نے فرمایا! صاحبان گھبرا تو نہیں گئے میرے اِس موضوع سے سیدہؑ نے فرمایا اگر یہ میرے بابا کی حدیث ہے تو کیا یہ بھی میرے بابا کی حدیث ہے کہ جب بھی تم میری کوئی حدیث پڑھو تو میری اُسی حدیث کو پیش کرو، قرآن پڑھو۔ وَاِنْ وَافَقَہُ اگر قرآن میری اُس حدیث کی

موافقت کرے مطابقت کرے۔ فَاقْبَلُوْہُ۔ تو میری اُس حدیث کو قبول کرو۔ وَاِن خَالَفَہُ۔ اور اگر قرآن میری اُس حدیث کی مخالفت کرے فَرُدُّوْہُ۔ تو اُس حدیث کو رد کردو۔ فاجلد وہُ عَلَی الجدَارِ، دیوار پر دے مارو اُس کو قبول ہی نہ کرو۔ یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ ناطق قرآن کچھ اور کہے اور صامت قرآن کچھ اور کہے (واہ واہ......) کیا یہ بھی میرے بابا کی حدیث ہے؟ ہاں بتولؑ! یہ بھی حدیث ہے۔ فرمایا۔ جب یہ بھی حدیث ہے کہ میری حدیث وہ قبول کرو جو قرآن کے مطابق ہو۔

اب تم مجھے بتاؤ کہ تم کہتے ہو یہ فدک تیرا حق نہیں۔ چونکہ یہ صدقہ ہے اگر یہ میرا حق نہیں تھا تو حق کی دعویدار تھی میں چونکہ میرا اور کوئی بھائی نہیں (واہ...... واہ......) میرا اور کوئی بھائی نہیں ہے۔ نہ میری کوئی اور بہن ہے۔ دعویدار تھی میں، اگر حق نہیں تھا میرا تو بابا مجھے کہتے، تمہیں کیوں کہہ گئے۔ (آہاہا واہ واہ) مطالبہ تو میں نے کرنا تھا نا، حق تو میں نے مانگنا تھا۔

تم نے تو نہیں مانگنا تھا تم تو اتفاقاً آگئے (آہاہا واہ آہاہا) پتہ نہیں میں نے کیا کہا ہے آپ نے کیا سنا ہے (مل کر نعرۂ حیدریؑ) سیّد میں نے (یہاں سے لیکر جہاں جہاں تک وہ لوگ موجود ہیں کہ جن کے دلوں میں فاطمہؑ کی اولاد کی محبت ہے مل کر نعرۂ حیدریؑ یاعلیؑ، بلند تر صلواۃ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ) حق میں نے مانگنا تھا۔ مطالبہ میں نے کرنا تھا۔ اگر یہی بات تھی۔ تو بابا مجھ سے کہتے بیٹی! حق طلب نہ کرنا۔ ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ تم سے کیوں کہا تم تو اتفاقاً، بہر حال ہم کہتے ہیں یہ حدیث ہے۔ میرے بابا کا فرمان ہے حدیث کو قبول کرو جو مطابق آیت ہو تم حدیث پڑھ رہے ہو میں آیت پڑھتی ہوں۔ ارشاد خداوندی ہے۔ وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ۔ ہم نے ہر ایک کیلئے اُس کے وارث بنادیئے ہیں (واہ واہ......) خواہ وہ والدین ہے خواہ وہ رشتہ دار ہیں۔ وَلِکُلٍّ

Presented by www.ziaraat.com

جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ وَالاَقْرَبُونَ ۔جو کچھ رشتہ دار اور ماں باپ چھوڑ کر تر کہ ورثہ جاتے ہیں ہم نے ہر ایک کیلئے وارث بنا دیئے ہیں لفظ کلٌ کا ہے حکم عمومیت کا ہے جو ہر ایک پر دلالت کرتا ہے اس حکم سے خارج کوئی بھی نہیں ہے۔بی بی کہتی ہیں کہ جب اللہ نے ہر ایک کیلئے وارث بنا دیئے ہیں تو کہاں قرآن میں کہا ہے؟ کہ اِلَّا مُحَمَّدً (آہا......) ہم نے ہر ایک کیلئے وارث بنا دیئے ہیں اللہ نے کب کہا ہے اِلَّا مُحَمَّدً ۔سوائے محمدؐ کے جب سب کے وارث ہیں تو فاطمہؑ باپ کی ورثہ دار۔(واہ واہ واہ) کیوں نہیں ہوسکتی بی بی کا دلیل دینا تھا دربار میں سناٹا چھا گیا۔

سیدہؑ نے دوسری آیت پڑھی۔ وَلِلرِّجَالِ نَصِیبٌ مِمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ وَالاَقْرَبُونَ. جو کچھ والدین اور رشتہ دار چھوڑ کر جاتے ہیں اولاد کیلئے مردوں کیلئے اس میں حصہ ہوتا ہے۔فرمایا کہ میرے باپ کی اولاد مذکر نہیں ہے۔جو تھی وہ اللہ نے لے لی۔اب اولاد میں فاطمہؑ ہوں۔جب ہر ایک کی اولاد اپنے ماں باپ کے ترکہ کی وارث ہے۔تو پھر حکم خدا کو رد کر کے فاطمہؑ کو اسکے باپ کے ورثہ سے محروم کیسے کر سکتے ہو؟ دربار میں خاموشی چھائی۔بی بی نے تیسری آیت پڑھی (واہ واہ) درود پڑھیے گا صلواۃ) دربار میں سناٹا چھا گیا سیدہؑ نے دلیل میں تیسری آیت پڑھی۔ وَلِلنِّسَآءِ نَصِیبٌ مِمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ وَالاَقْرَبُونَ ۔جو کچھ والدین رشتہ دار چھوڑ کر جاتے ہیں۔جو گھر میں نساء (عورت) ہے جو عورتیں ہیں خواہ وہ ماں ہے خواہ وہ بہن ہے خواہ وہ بیوی ہے۔خواہ وہ بیٹی ہے۔خواہ وہ رشتہ داروں میں سے ہے جو انکا حق بنتا ہے ہم نے نسآءِ کیلئے بھی حق اُسکے والدین کی دولت میں اور اُس کے رشتہ داروں کی چھوڑی ہوئی دولت میں مقرر کر دیا پھر کیسے کہتے ہو؟ کہ فاطمہؑ تو باپ کی ورثہ دار نہیں ہے۔دربار میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئی۔بی بی نے چوتھی آیت پڑھی (واہ واہ واہ) یُوصِیکُمُ اللّٰهُ فِی اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ۔اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے

متعلق اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کیا وصیت کرتا ہے؟ کہ مذکر کا حصہ مونث کی نسبت لڑکے کا حصہ لڑکی کی نسبت دوگنا ہے۔

درباریوں نے پھر حدیث کا سہارا لیا۔بی بی نے پانچویں آیت پڑھی (واہ واہ) وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْکِهٖ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ التَّابُوتُ فِیهِ سَکِینَةٌ مِنْ رَبِّکُمْ وَ بَقِیَّةٌ مِمَّا تَرَکَ آلُ مُوسیٰ وَآلُ هَارُونَ ۔پ2 البقرہ آیت 248۔اللہ نے بنی اسرائیل کیلئے تابوت سکینہ بھیجا۔وہ تابوت سکینہ کیا تھا؟ وہ وہی صندوقچہ تھا۔جو موسیٰؑ کی ماں نے موسیٰؑ کیلئے بنوایا تھا۔جس میں اُسکو دریا میں رکھ کر لہروں کے سپرد کیا تھا۔اب اُس میں کیا تھا۔کل انبیاءؑ کی تصویریں تھی۔دیدوں حوالہ! تفسیر ابن کثیر میں ہے۔کہ کل نبیوں کی تصویریں تھی ان میں ایک تصویر ایسی تھی کہ اُسکے پہلو میں ایک اور جوان کی تصویر تھی۔ایک تصویر بیٹھی ہوئی تھی۔ایک پہلو میں کھڑی ہوئی تھی۔جو بیٹھی ہوئی تھی۔اُس تصویر کی پیشانی پر لکھا ہوا تھا۔هٰذَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰه ۔جو کھڑی ہوئی تھی اُسکی پیشانی پہ لکھا ہوا تھا هٰذَا نَاصِرُ مُحَمَّدٍ ۔(آہاہا آہاہاہا) نعرۂ حیدری یا علیؑ آہاہا آہاہاہا) جو علیؑ ازل سے آغاز سے ابتداء سے عالم نور سے محمدؐ کا مددگار ہوسکتا ہے وہ علیؑ آج اپنے ماننے والوں کا مشکل کشا کیسے نہیں ہوسکتا؟ (واہ واہ نعرۂ حیدری یا علیؑ) برائے خوشنودیٔ امام زمانہؑ صلواۃ) جب اولادِ ہارون تابوت سکینہ اور اپنے آباؤ اجداد کی ورثے کی وارث ہوسکتی ہے تو پھر فاطمہؑ اپنے باپ کے ورثے کی وارث کیسے نہیں ہوسکتی ہے۔

دربار سے پھر حدیث گونجی۔نبیؐ فرما گئے ہیں کہ نبی نہ وارث بنتے ہیں نہ وارث بناتے ہیں پسِ پردہ (ساڑھے تین گھنٹے کا خطبہ ہے) بی بی فرماتی ہیں۔کیا کہہ رہے ہو؟ میرے بابا کے متعلق مت کہو۔قرآن کا فیصلہ ہے۔ وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوُدَ ۔(آہاہا واہ واہ) آپ تھکے تو نہیں ہے نا گھبرائے تو نہیں ہے نا۔بڑا خشک موضوع ہے۔بی بی نے جھٹ ہی آیت پڑھی۔وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوُدَ ۔ وَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ

Presented by www.ziraraat.com

عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْئٍ ۔کہ سلیمانؑ ۔سلیمانؑ اپنے باپ داؤد کا وارث۔ وارث نبی۔ داؤد بھی نبیؑ (آہاہا......) داؤد بھی نبی، سلیمانؑ بھی نبیؑ۔ سلیمانؑ بیٹا۔داؤدؑ باپ۔سلیمانؑ اپنے باپ داؤدؑ کا وارث بن رہا ہے۔کہا! فاطمہؑ۔ حدیث کو کہاں لے جائیں۔بی بی نے ساتویں آیت پڑھی۔(آہاہاہا)وَذَكَرِيَّاً اِذْنَادٰى رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ۔ذکریا نے دعا مانگ کر کہا یا اللہ فرزند آدم کو اکیلا نہ رکھ۔تنہا نہ رکھ۔بے اولاد نہ رکھ۔بے وارث نہ رکھ۔ (آہاہاواہ واہ)۔وَاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ ۔تمام وارثوں میں سے بہتر اگر کوئی وارث ہے تو وہ تیری ذات ہے دربار میں ایک دَوَانِّي خِفْتُ ۔دوسرے کے شانے ہلے۔ بی بی نے آٹھویں آیت پڑھی۔(واہ واہ واہ) وَالْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآئِی وَ كَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِیْ وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوْبَ وَجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًا ۔جناب ذکریا نے دعا مانگ کر کہا۔ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ ۔ میرے اللہ مِنْ وَرَائی ۔یہ میرے پیچھے ہے میرے پیچھے وارث بننے کے دعویدار بنے بیٹھے ہیں (واہ واہ) یہ میرے پیچھے وارث بننے کے دعویدار بنے بیٹھے ہیں میں ان سے ڈرتا ہوں۔معلوم ہوا شروع سے جعلی وارثوں کی روایت چلی آرہی ہے۔(واہ) وارث بن کے بیٹھ جانے کی۔یہ جو میرے پیچھے وارث بننے کے دعویدار چلے آرہے ہیں۔میں ان سے ڈرتا ہوں میں ان سے ڈرتا ہوں۔ فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۔ٹھیک ہے میری بیوی جو ہے۔عَاقِرًا۔بانجھ ہے مجھے اولاد نہیں دے سکتی۔مجھے وارث نہیں دے سکتی مجھے پتہ ہے کہ وہ بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے۔لیکن کیا ہوگیا۔وہ قابل نہیں ہے نا۔تو تو قادر ہے۔(واہ واہ......)وَامْرَاَتِي عَاقِرًا۔میری بیوی مجھے وارث دینے کے قابل نہیں ہے لیکن تو تو قادر ہے۔تو تو قدیر ہے۔تو تو اسکا مقدر بدل سکتا ہے۔جب بدل سکتا ہے قادر ہے مِن لدنک ولیا ۔ فَهَبْ لِی من لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۔ اپنی طرف سے مجھے میرا ایک ولی ایک وارث عطا کر۔کیا ولی؟

يَرِثُنِيْ۔جو میرا وارث ہو۔مجھ ذکریا کا بھی وارث ہو۔ وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوْبَ ۔اور پوری اولاد یعقوب کا بھی وارث ہو۔کہا ہو جب ذکریا نے دعا مانگی۔ اللہ نے کہا ہو کہ ذکریا۔ چپ۔خاموش۔وارث نہ مانگ۔نبیوں کے تو وارث نہیں ہوتے دکھاؤ کہیں قرآن سے مجھے (آہاہاواہ) وارث نہ مانگ۔نبیوں کے تو وارث بھی نہیں ہوتے۔(تا) یحییٰؑ کی صورت میں ذکریا کو اللہ نے وارث عطا کیا۔کہا! بی بی تیرے بابا کی حدیث ہے بی بی نے نویں آیت پڑھی۔(آہاہاہا) قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى ۔کہا جب تیرے باپ۔ہمارا باپ کے قرابتداروں کا حق دیئے بغیر تم اُمتی نہیں (واہ واہ آہاہاہا) تو خدا ہمارے حق کو اپنے محمدؐ کے حق میں کیسے فراموش کرسکتا ہے؟ حدیث پڑھی گئی۔ بی بی نے گیارہوں آیت پڑھی۔ بارہویں پڑھی تیرہویں پڑھی کسی اور تقریر میں سناؤں گا۔ چودھویں پڑھی۔ پندرہویں پڑھی۔ چالیس آیات پڑھی۔(آہاہاہاواہ واہ) اپنے حق میں قرآن پڑھ رہی ہوں۔تم حدیث پڑھتے ہو۔ارے کل کی تو بات ہے۔ جب میرے بابا نے قرآن دینا چاہا یا حدیث دینی چاہی تھی تو تم نے کہا تھا قرآن کافی ہے۔(آہاہا نعرۂ حیدریؑ) (نہیں نہیں اس طرح نہیں مل کے نعرۂ حیدریؑ) (شاباش سلامت رہو) (مہربانی بڑی مہربانی) ارے کل کی تو بات ہے میرے بابا نے کہا تھا لے آؤ۔ میں تمہیں حدیث دوں (واہ......) میں تمہیں حدیث دوں۔حدیث دوں۔(آہاہاہا) تم نے کہا تھا حدیث کی ضرورت نہیں ہمیں قرآن کافی ہے۔آج میں قرآن پڑھتی ہوں تو تم حدیث پڑھ رہے ہو۔معلوم ہوگیا۔نہ حدیث مانتے ہو نہ قرآن کو۔(واہ نعرۂ حیدریؑ) درود پڑھیئے گا صلواۃ) کیا مقامِ عظمت سیدہؑ ہے (آہاہاہا) میرا حبیب! میرا حبیب! میرا محبوب! صاحب کرامت کو اس کا حق ادا کر۔رسولؐ تو وے کے گئے۔لیکن مسلمانوں نے کیسا حق بخشا۔کہ علیؑ کو رات کی تاریکی میں بتولؑ کا تابوت اٹھانا پڑا (آہ) سلامت رہے آباد رہے کیسا حق بخشا؟ کہ بتولؑ کی وصیت کے مطابق علیؑ کو

Presented by www.ziaraat.com

بتولؑ کا تابوت رات کی تاریکی میں اٹھانا پڑا۔کون کون ساتھ تھا۔ میں تاریخ نہیں دہراتا۔البتہ اتنا مجھے معلوم ہے کہ پانچ کے علاوہ چھٹا کوئی نہیں تھا۔(آہ) یہ کائنات کے رسولؐ کی بیٹی کا تابوت ہے۔بھرا مدینہ ہے۔رات کی تاریکی میں تابوت اٹھا دو چار قدم چلا تھا۔علیؑ آواز دیکر کہتا ہے۔حسنؑ بیٹا۔جی بابا! بیٹا یہ تابوت کے نیچے مجھے ایک سایہ نظر آرہا ہے۔بڑی دیر فضائل سنائے بڑی تسلی سے فضائل سنائے یہ غم کے دن ہے آہ وبکا کی راتیں ہیں۔ اللہ آپکی زندگانیاں دراز کرے۔خدا جانے! اگلے سال کون کون ہوگا۔یہ مقدر کی باتیں ہیں غم آلِ رسولؐ میں رونا۔حسنؑ بیٹا! جی بابا! مجھے تابوت کے سائے میں ایک سایہ نظر آرہا ہے۔ہاں بابا۔علیؑ جانتے تھے۔وضاحتِ غم مقصود تھی۔ہاں بابا۔میری بہن زینبؑ ہے رات کا وقت ہے۔ماں کا تابوت ہے۔شریعت کا برقعہ ہے۔غیر کوئی ساتھ نہیں۔روتی ہوئی چلی جارہی ہے۔(تا) میں پھر کہتا ہوں۔بابا رات کا وقت ہے۔ماں کا تابوت ہے غیر کوئی ساتھ نہیں۔اپنا مدینہ ہے۔سر پر برقعہ ہے۔میری بہن زینبؑ روتی ہوئی چلی جارہی ہے۔نہ رونے والا علیؑ روکر فرماتے ہیں حسنؑ بیٹا۔ ماں کا تابوت رکھدے۔ بابا حکم پہلے بہن کو گھر پہنچاؤ۔پھر تابوت لیکے چلو۔حسنؑ رو کے کہتے ہیں بابا۔غیر تو کوئی نہیں۔روتی آرہی ہے آنے دو۔علیؑ رو کے فرماتے ہیں اے میرے لال مجھ سے برداشت نہیں ہوتا کہ علیؑ کی زندگی میں زینبؑ کے قدم گھر سے باہر آئے (ہاہہ) میں رو کے کہتا ہوں مولا علیؑ! آج تو آپ سے اتنا برداشت نہ ہوسکا کہ چادر میں برقعہ میں لپٹی ہوئی میری بیٹی زینبؑ گھر سے باہر آئے۔لیکن مولاؑ۔یہی زینبؑ اور شام کا بازار ہے۔جب دین کی تبلیغ کی خاطر اُجڑ کر شام کے بازار میں پہنچی۔نیزے پر سر ہے۔چونسٹھ بیبیاں ہیں۔ایک رسی میں بندھی ہوئی ہے۔سر کے بال کھلے ہوئے ہیں۔جیسے بازار میں داخل ہوئی۔تماشائیوں کا ہجوم ہے۔میں نہیں پڑھ سکتا۔تاریخ بڑی سخت ہے۔لیکن چھپا بھی نہیں سکتا۔جتنا ادب سے پڑھ جاؤنگا۔ایک مقام ایسا بھی آیا۔کہ مسلمان عورتوں نے

اپنے اپنے مکان کی چھتوں سے اتنے پھول برسائے۔کہ بتولؑ کی بیٹی برداشت نہ کرسکی۔(ہاہ) پھول ہی کیوں ہوگا۔جو سید سیاہ رنگ کے پھول اتنے وزنی تھے۔کہ جب چاروں طرف پھول برسے۔سیدہ زینبؑ کا رنگ بدل گیا۔جب پسینہ کا رنگ سرخ ہوگیا۔تاریخ کے فقرے یہ ہیں چند قدم چل کے بی بی بیٹھ گئی۔جب بی بی بیٹھی اور مسلمانوں کے عورتوں کے پتھر نہ رکے تو اب قیدن بی بیوں سے جناب رباب آگے بڑھی۔بڑھ کر دونوں ہاتھوں کا سایہ سیدہ زینبؑ پر بنایا۔پتھر اتنے سخت تھے کہ بی بی رباب کے ہاتھوں کا گوشت پھٹ گیا۔گوشت پھٹنے کی دیر تھی۔ہڈیاں ظاہر ہوئی۔سجادؑ تڑپ کر بڑھے کہا! اماں! سلامت رہو آباد رہو۔جی۔اماں۔ہاتھ ہٹائے۔میں کمر جھکانے آیا ہوں۔بی بی رباب رو کے کہتی ہے سجادؑ کربلا میں تو حسینؑ نے میدان میں نہیں جانے دیا۔لیکن یہاں تو شریکۃ الحسینؑ کو بچانے دو۔ رونے والو۔عزادارو! شمر سے بی بی کا بیٹھنا گوارا نہ ہوا۔اللہ جانے کیسا ظلم کیا۔تاریخ میں ہے۔میں نہیں پڑھتا۔بی بی اُٹھی۔قافلہ چلا۔مجھے معاف کردینا۔ہر چھت پر عورتیں کھڑی رہیں گودی میں پتھر ہے ہر عورت کا ارادہ یہی ہے کہ جب باغی کی بہن یہاں سے گذرے گی ہم اُن پر پتھر برسائیں گے یہ زخمی قافلہ آگے بڑھا مجھے پتہ نہیں چلتا کہ اُس وقت سکینہؑ کے زخموں کی کیا حالت ہوئی؟ الحمدللہ۔میں چار پانچ مرتبہ شام جاچکا ہوں لیکن جب بازار سے......میں پیدل گزرتا ہوں دربار تک گیا ہوں ہر گلی کے موڑ تک۔جب مجھے پانی کی سبیل نظر آئی ہے اور ہر پانی کی سبیل پر سکینہؑ کا نام لکھا ہوا میں نے دیکھا ہے جو بھی پانی کی سبیل پڑھی ہے اُس پر لکھا ہوا ہے۔سکینہؑ بنت الحسینؑ۔جب میں نے نام پڑھا۔میں نے رو کر کہا۔بی بی۔حسینؑ کی پیاسی بیٹی! یہ وہی بازار ہے جہاں تم پانی مانگتی رہی لیکن شمر تجھے دکھا دکھا کر گراتا رہا۔اسی بازار سے زخمی قافلہ گذر رہا ہے۔ہر عورت انتظار میں ہے کہ باغی کی بہن پر میں پتھر برساؤں۔ایک کنیز خدا گودی میں پتھر لیکے کھڑی ہے کھڑے کھڑے تھک گئی۔قافلہ ابھی نہیں پہنچا۔اپنی کنیز سے کہتی

Presented by www.ziaraat.com

ہے! ارے کنیز! وہ قیدیوں کا قافلہ کب آئیگا۔ اب تو میں کھڑے تھک گئی ہوں۔ انتظار کرکر کے تھک گئی ہوں کنیز کہتی ہے مالکن! گھبراتا نہ! وہ دیکھ۔ نیزوں پہ سر آرہے ہیں ان سروں کے پیچھے اُن قیدیوں کا قافلہ ہے جو ابھی آ جائیگا۔ دل کھول کے پتھر برسا لینا۔ کہتی ہے کونسا سر؟ کنیز کہتی ہے وہ دیکھ۔ وہ جو نیزے ہیں ان پر سر سوار ہیں۔ اس نے سروں کو دیکھنا شروع کیا۔ جیسے جیسے نیزے بڑھتے آئے یہ دیکھتی گئی۔ نیزے بڑھتے آئے یہ دیکھتی گئی۔ جب اُس کے گھر کی چھت کے سامنے سے نیزہ گذرا جس پر اُمِ لیلیٰ کے علی اکبرؑ کا سر تھا (ہاہہ) جیسے اکبرؑ کے سر پر نظر پڑی۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے گودی سے پتھر گر گئے کنیز کی طرف دیکھ کے کہتی ہے کنیز۔ تو تو کہتی تھی کہ یزید کے باغی آ رہے ہیں۔

ذرا اِس جوان کو دیکھ، اس جوان کی شکل میرے آقا حسینؑ کے بیٹے علی اکبرؑ جیسی ہے (ہاہہ) جی پھر کہتا ہوں کوئی جلدی نہیں ہے۔ رونے کی عادت ہے۔ کنیز! تُو تو کہتی تھی یزید کے باغی آ رہے ہیں ذرا اس جوان کو دیکھ، اس جوان کی شکل میرے آقا حسینؑ کے خوبصورت بیٹے (علی اکبرؑ) شبیہ پیغمبر علی اکبرؑ سے ملتی ہے۔

کنیز رو کے کہتی ہے! مالکن (الامان، الامان) کونین کے شہزادے کہاں، یزید کے باغی کہاں، تسلی رکھ یہ مدینے والے ہرگز نہیں ہیں۔ سرگزر گیا، چپ کرکے دیکھنے لگی (رونے والو، سنو گے) تھوڑی دیر کے بعد نیزے کی نوک تک تقدیر نے اُسے قاسمؑ کا سر دکھایا جیسے ہی شہزادے کا سر دیکھا۔

رو کے کہتی ہے کنیز! میں مر جاتی، میری آنکھیں نہ ہوتیں، میں یہ منظر نہ دیکھتی، اِس شہزادے کی شکل میرے آقا حسینؑ کے یتیم قاسمؑ سے ملتی ہے۔ کہتی ہے نہیں مالکن! تو بھول رہی ہے۔ سرگزرتے گئے۔ شکلیں ملاتی گئی (گھروں میں چھوٹی چھوٹی اولادیں رکھنے والو) خاص طور پر میری ماؤ، بہنو! جن کی گودیاں آج تک

چھوٹی چھوٹی اولادیں رکھنے والو) خاص طور پر میری ماؤ، بہنو! جن کی گودیاں آج تک خالی ہیں۔ ابھی ہری بھری نہیں ہوئی۔ جتنی دعائیں مانگ سکتی ہو۔ مانگ لو! اِدھر اصغرؑ کا سر گزرا۔ (ہائے حسینؑ، ہائے حسینؑ، ہائے حسینؑ) جب نیزے کی نوک پر اس نے شہزادے علی اصغرؑ کا سر دیکھا منہ پیٹ کر کہتی ہے۔ کنیز! میں کہاں جاؤں؟

اِسکی شکل میرے حسینؑ کے بیٹے علی اصغرؑ سے ملتی ہے (کہتی ہے مالکن! تو بھول رہی ہے) سر گزر گئے، قیدی آ گئے (عربی کا فقرہ ہے۔ اِس کا ترجمہ یہ بنتا ہے (مارو، مارو) یعنی جتنا مار سکتے ہو۔ مارو! جیسے ہی قیدی آگے بڑھے، سروں کے پیچھے سے، چاروں طرف سے مکان کی چھتوں پر کھڑے ہونے والی عورتوں نے ایک دوسرے کو آواز دے کر کہا: یہی باغی کی بہن ہے۔ جتنے پتھر مار سکتے ہو مارو۔ اب اِس نے جو غور سے دیکھا، آگے آگے ایک قیدی نظر آیا جس کے گلے میں طوق ہے۔ پاؤں میں بیڑیاں ہیں، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں (کہا کرتا تھا رو بھی لیا کرتا تھا، لیکن خود جب میں قید میں اس سال گیا ہوں 19 دن ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں رہا ہوں۔ وہاں جب قیدیوں کے پاؤں میں بیڑیاں دیکھیں، گلے میں طوق دیکھے۔ اُس وقت دل بھر آیا۔ میں نے رخ کر دیا۔ جنت البقیع کی طرف، میں نے کہا! مولا سجادؑ، آقا سجادؑ! اللہ جانے بیڑیاں پہن کر 950 میل تک سفر تو کیسے طے کر گیا؟ 1400 میل کا سفر تو کیسے طے کر گیا؟ اِس کی نظر پڑی۔ ایک قیدی ہے، گلے میں طوق ہے، پاؤں میں بیڑیاں ہیں۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں، چھوٹا سا بچہ ساتھ ہے۔ جب قیدی ذرا کمر کو سیدھا کرتا ہے، بچے کے پاؤں زمین سے اُکھڑ آتے ہیں۔ رو کے کہتا ہے بابا، بابا بے شک تو تھک گیا ہے۔ لیکن کمر کو جھکا، میرے پاؤں زمین سے اُکھڑ گئے ہیں، اگر کمر نہ جھکائی تو میرا گلا دُکھ جائے گا۔ میں مرنے سے پہلے مر جاؤں گا۔ رو کے کہتی ہے کنیز! اِس بوڑھے قیدی کے پاس چلی جا۔ نہ نہ تھکیں نہیں، تھکیں نہیں، تھک کے

Presented by www.ziaraat.com

جوانی گجا، بڑھاپے کے آثار گجا، اس بوڑھے قیدی کے پاس چلی جا، جا کے سلام کرنا کنیز کہتی ہے مالکن! سلام کیسے کروں، میں نے تو سنا ہے یہ مسلمان نہیں ہیں۔ قیدی جواب دے یا نہ دے۔ اس کا چہرہ بتا رہا ہے کہ یہ قیدی کہیں میرا دیکھا ہوا ہے۔ جا کے سلام کرنا۔ جواب دے یا نہ دے۔

سلام کے بعد کہنا...... قیدی میری مالکن پوچھ رہی ہے تیرا نام کیا ہے؟ تیرا گھر کہاں ہے کہاں رہتا ہے تیرا قصور کیا ہے؟ یہ تیرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی پتھر کھا رہے ہیں یہ کنیز چلی، بازار میں آئی۔ سجادؑ کے قریب رُک کر کہتی ہے، قیدی سلام میرے مولاؑ نے آہستہ سے کہا: میرا بھی سلام قیدی میری مالکن کا سلام، میرا مولاؑ فرماتے ہیں۔ میری طرف سے بھی! اُس پر سلام سر نہیں اُٹھایا، کہتی ہے قیدی، میری مالکن پوچھ رہی ہے، تیرا نام کیا ہے؟ جرم کیا ہے؟ وطن کہاں ہے، سیّد رو کر کہتا ہے، تیری مالکن کہاں ہے؟ تیری مالکن کہاں ہے؟ کہتی ہے قیدی، وہ دیکھ مکان کی چھت پر بیٹھ کر تم قیدیوں کو دیکھ رہی ہے۔ امامؑ رو کر کہتا ہے کنیز! اپنی مالکن سے جا کر کہہ کہ قیدی کہہ رہا ہے کہ تجھے تیرے مدینے والے سیّدوں نے منع نہیں کیا تھا کہ جب اس رنگ کے اُجڑے ہوئے قیدی گزرے (ہائے حسینؑ، ہائے حسینؑ، ہائے حسینؑ)

جب اِس رنگ کے لٹے ہوئے قیدی گزرے۔ اُن قیدیوں کا نظارہ نہ دیکھنا کہتی ہے نہیں قیدی، میری مالکن بڑی ہمدرد ہے۔ جب سے بازار میں آئی ہیں تو تمہیں دیکھ کر رو رہی ہے۔ جلدی بتا نام، وطن، جُرم سیّد زادہ رو کر کہتا ہے سن۔

پھر اپنی مالکن سے جا کر کہہ کہ قیدی کہتا ہے۔ اگر مجھ سے ہمدردی ہے تو مکان کے چھت پر بیٹھ کے نہ پوچھ بلکہ بازار میں خود آ، جب کہا نا کہ جا کے کہہ بازار میں خود آ۔ تو وہ کنیز چند قدم پیچھے ہٹ کر کہتی ہے (الامان الامان) زبان کو روک، میری مالکن کوئی بے وارث ہے؟ کہ وہ بازار میں آئے۔ وہ مدینے والے سیّدوں کی کنیز ہے، وہ

بڑی پردہ دار ہے۔ جب مدینے والے سیّدوں کا نام آیا۔ سیّد زادہؑ رو کر کہتا ہے کنیز جا! میرا پیغام دے۔ مجھے زیادہ نہ رُلا روتی ہوئی چلی۔ مالکن نے پوچھا! خیر تو ہے؟ قیدی بڑا عجیب ہے، کہتی ہے مالکن! کیا جواب دوں؟ قیدی کہتا ہے اپنی مالکن سے کہنا مجھ سے ہمدردی ہے تو بازار میں خود آئے، دیکھ کر کہتی ہے! ڈانٹا تو نہیں؟ جھڑکا تو نہیں؟ کسی شریف گھر کا معلوم ہوتا ہے۔ جلدی سے بکسہ کھولا بُرقعہ نکالا۔ سر پر چادر رکھی۔ روتی ہوئی رُخ کیا مدینے کی طرف آواز دیکر کہتی ہے مولا حسینؑ! آقا حسینؑ۔ بازار اپنی مرضی سے نہیں جا رہی۔ جب آپؑ نے میری شادی کی تھی میری رُخصتی کی تھی۔ تو مجھے حکم دیا تھا کہ جب اِس رنگ کے لٹے ہوئے قیدی گزرے۔ اُن سے نام پوچھنا۔ وطن پوچھنا، ہمدردی کرنا۔ مولاؑ آپ کا حکم مان کر جا رہی ہے ہوں۔ روتی ہوئی چلی بازار پہنچی۔ قیدیوں کے قریب چند قدم کے فاصلے پر رُک کر کہتی ہے قیدی، قیدی، میرا سلام۔ سجادؑ نے سر نہیں اُٹھایا۔ جھکی ہوئی گردن سے کہا۔ میرا بھی تجھ پر سلام۔ کہتی ہے قیدی! بازار کا موقعہ ہے۔ دیکھنے والے غیر ہیں میں پردہ دار ہوں۔ مجھے زیادہ دیر کھڑا نہ کرنا (نا، نا، نہ) (میں جلدی نہیں کرتا بالکل جلدی نہیں کرتا) کہتی ہے قیدی، بازار کا موقعہ ہے۔ دیکھنے والے تماشائی ہیں۔ میں پردہ دار ہوں۔ مجھے زیادہ دیر بازار میں کھڑا نہ کر۔ جلدی سے مجھے میرے سوال کا جواب دے۔ سیّد زادہ آسمان کی طرف دیکھ کر کہتا ہے (میرے اللہ آج ہم اتنے اُجڑ گئے کہ ہمارے گھر کی کنیزیں نہیں پہچانتی۔ قیدی جلدی بتا تیرا نام کیا ہے، وطن کہاں ہے، جُرم کیا ہے؟ سیّد زادہ فرماتا ہے۔ تو بھی پتھر مار۔ اظہار ہمدردی کیوں کر رہی ہے۔ کہتی ہے نہیں قیدی، جب سے تجھے دیکھا ہے، تیرے قیدیوں کو دیکھا ہے۔ رونے کو جی چاہتا ہے، کلیجہ پھٹا جا رہا ہے۔ امامؑ فرماتے ہیں! اگر میرے سے میرے پردہ داروں سے تجھے ہمدردی ہوگئی ہے تو سن، تیرے چادر پہننے کا موسم گزر گیا ہے۔ تیرے بُرقعے پہننے کا موسم گزر گیا

Presented by www.ziaraat.com

ہے تو سن، تیرے چادر پہننے کا موسم گزر گیا ہے۔ تیرے بُرقعے پہننے کا موسم گزر گیا ہے۔ کہتی ہے! قیدی (الامان الامان) زبان کو روک، میں معمولی مستورنہیں۔ میں مولا حسینؑ کی کنیز ہوں۔ جب حسینؑ کا نام آیا۔ سیّدؑ زادہ تڑپ کر بولا! ریحانہ بہن (ہائے حسینؑ، ہائے حسینؑ، ہائے حسینؑ) (روتے بھی جاؤ جو دلوں میں دعائیں ہیں وہ بھی مانگتے جاؤ) سیّدزادہ آواز دیکر کہتا ہے! ریحانہ بہن، کیا تو میرے چچا مالک اشتر کی بیٹی ریحانہ نہیں، ریحانہ کا نام آنا تھا، منہ پیٹ کر کہتی ہے میں تو ریحانہ ہوں ءَ اَنتَ عَلِی ابن الحسَینؑ (ہاہاہا) کیا تو حسینؑ کا بڑا بیٹا علی زین العابدینؑ ہے، مجھے جب بھی بہن کہا، میرے بھائی نے کہا، یا میرے مولا سجادؑ نے۔ سجادؑ نے رونا شروع کیا جواب نہیں دیا۔ حیران ہے کس سے پوچھوں، روتی ہوئی بی بیوں کے پاس آئی۔ تقدیر جناب زینبؑ کے پاس لے آئی۔ بی بیؑ کا سر جھکا ہوا ہے۔ ہر مستور سے کہا! بی بیؑ! ریحانہ کو نہ بتانا! ہم کون ہیں؟ روتی ہوئی قریب آئی، بی بیؑ کا سر جھکا ہوا ہے۔ دیکھ کے کہتی ہے، اے قیدن بی بیؑ! تم کون ہو؟ یہ قیدی کون ہیں۔ میرے نام سے کیسے واقف ہیں؟ میرا دل گھٹا جا رہا ہے۔ مجھے جلدی بتا، سیّدہؑ چپ، اس نے پھر رو کے کہا: بی بیؑ چپ! اِس نے پھر رو کے کہا سیّدہؑ سر اُٹھا کے کہتی ہے ریحانہ! ریحانہ بیٹی! آج کوفہ تو نہیں۔ آج ہم اُجڑ جو گئی آج ہم لٹ جو گئے۔ جب بی بیؑ نے کہا نا! ریحانہ بیٹی! منہ پیٹ کے کہتی ہے۔ او میں لٹ گئی۔ او میں اُجڑ گئی (ءَ اَنتَ زینبؑ) (ہائے حسینؑ، ہائے حسینؑ، ہائے حسینؑ) ءَ اَنتَ زینَبؑ. کیا تو بتولؑ کی بڑی بیٹی زینبؑ ہے۔ سیّدہؑ نے جواب نہیں دیا۔ حیران ہے کس سے پوچھوں۔ یہ وہ مقام ہے کہ امام حسینؑ کے سر نے نیزے کے نوک پر قرآن پڑھنا شروع کیا۔ جیسے ہی امامؑ نے قرآن شروع کیا۔ ریحانہ نے بیبیوں کو چھوڑا روتی ہوئی نیزے کے نیچے آئی۔ دونوں ہاتھ نیزے میں ڈالی، چپ کر کے سر کو دیکھنے لگی قرآن سننے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد لہجہ پہچان گئی۔

(ہائے حسینؑ ہائے حسینؑ) جسے بتولؑ نے چکیاں پیس پیس کر پالا ہے۔ وہ میرے مولا حسینؑ آپ ہیں؟ حسینؑ کے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ آواز دیکر کہا۔ ریحانہ بیٹی! هَـٰذِه زَینَبُ هَذِه کُلثُومُ هَذِه سَکِینَةُ هُذاَ عَلی ابن الحُسَین۔ ریحانہ، یہ زینبؑ ہے یہ کلثومؑ ہے وہ سکینہؑ ہے وہ میرا بیٹا سجادؑ ہے۔ اتنا سُننا تھا ریحانہ نے نیزے سے سر مارا، سر مار کر دونوں ہاتھوں سے نیزہ پکڑ کر زور سے ہلا کر آواز دیکر کہتی ہے۔ زہراؑ کا لال پہچان گئی۔ اکبرؑ کا پرسہ پھر دُونگی، قاسمؑ کا پرسہ پھر دُونگی، تیرے غم میں پھر روئنگی، اصغرؑ کا ماتم پھر کرونگی، بی بیوںؑ کیساتھ ملکر قیدن پھر بنوں گی۔ پہلے مجھے اِتنا بتا، اکبرؑ جو مارا گیا، اصغرؑ جو مارا گیا، تو جو مارا گیا۔

زینبؑ جو اُجڑ گئی، کلثومؑ جو بازار میں آئی، سکینہؑ جو قیدن بنی، مولاؑ، مولاؑ! کیا اُمّ البنین کا بیٹا عباسؑ چھوڑ گیا؟ (ہائے حسینؑ، ہائے حسینؑ) زہراؑ کا لال، بتولؑ کا بیٹا زینبؑ جو اُجڑ کر بازار میں آ گئی کیا عباسؑ چھوڑ گیا؟

سیّدزادہؑ فرماتے ہیں ریحانہ! میرے غازیؑ کو۔ گلے نہ دے شکوے نہ دے۔ وہ دیکھ گھوڑے کے گردن کے ساتھ میرے وفادار بھائی کا سر باندھا ہے۔

" اَلاَ لَعنَةُ اللّٰہِ عَلیَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ "

Presented by www.ziaraat.com

چھٹی مجلس

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ لَعِیْنَ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

الحمدللّٰه رب العالمین والصّلوٰة والسّلام علیٰ النبی الامی القرشی الهاشمی ابطحی المکی المدنی المبعوث علیٰ العرب والعجم ابی القاسم محمد صلی اللّٰه علیه وآله وسلم۔
وعلیٰ آله الطیبین الطاهرین المعصومین الشاکرین الصابرین الراشدین المهدیین o اما بعد فقد قال اللّٰه تبارک وتعالیٰ فی کتابه المجید وفرقانه الحمید وقوله الحق. لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْاوَجُوْهَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (صلواة)

اربابِ دانش واہلِ علم حضرات۔ بزرگانِ دین برادرانِ ملّت۔

گزشتہ تقریر میں یہ عرض کیا جارہا تھا۔ کہ اللہ نے جبرائیل کے ذریعے سے اپنے حبیبؐ محبوب مطلوب کے پاس۔ وآتِ ذَالقُربٰی حَقَّهُ. کی آیت کے نزول کے بعد جب آپؐ نے وضاحت طلب فرمائی۔ کہ کس کا حق ہے اور کسے دینا ہے۔ میں نے عرض کیا تھا۔ تفسیر دُرِّ منثور کے حوالے سے جبرائیل نے آکر کہا کہ آپکا رب سلام کے بعد ارشاد فرما رہا ہے۔ اِعْطِ فَاطِمَةَفَدَکاً۔ کہ فاطمہؑ کو فدک عطا کرو۔ دوسری کتاب کا نام ہے شواھد التنزیل۔ اُس میں یہ درج ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد دعا رَسُول اللّٰهِ فَاطِمَةَ۔ غایۃُ المرام میں بھی ہے کہ آپؐ نے سیّدہ فاطمہؑ کو بلایا۔ اور بلانے کے بعد کہا۔ بیٹی! یہ فدک اللہ کی طرف۔ سے وَلَکِ

لابیکِ۔ یہ تیرے لئے ہے اور قیامت تک تیری اولاد کیلئے ہے۔ اب جو صرف اولاد ہیں اور تفاسیر اس حقیقت پر گواہ ہے کہ جو بھی اولادِ علیؑ و بتولؑ ہے وہی قرآن کی نگاہ میں اولادِ رسولؐ ہے۔ یعنی جو اولاد، اولادِ علیؑ و بتولؑ ہے۔ وہی اولادِ رسولؐ ہے۔ یعنی اللہ کا اے اللہ کچھ کرنے کے باوجود، نہ آنے کے باوجود بار بار التجا توہین رسولؐ ہے۔ (نعرۂ حیدریؑ، نہیں صاحب اس طرح نہیں۔ مل کے نعرۂ حیدریؑ یا علیؑ، درود پڑھیے گا صلواۃ اَللّٰهُمَّ صَلِ عَلٰی محمدؐ وآل محمدؐ۔

سب سے پہلے جس نے فقیری ڈیرے پر فقیہہ کے تکیے پر علم لہرایا ہے وہ حضرت شہباز قلندر کے والد بزرگوار حضرت ابراہیم جوادی ہیں۔ جنہوں نے علم لہرایا۔ اتنا بڑا احسان ہے حضرت ابراہیم جوادی کا جنہوں نے علم لہرا کر وہ سُنّت قائم کی کہ آج دنیا کی جس جگہ میں چلے جاؤ، زمین کے جس حصے پر چلے جاؤ۔ کہیں نہ کہیں عباسؑ کا لہراتا ہوا علم یہ گواہی دے رہا ہے۔ یہ بتا رہا ہے۔ کہ جہاں جس سرزمین کا علم لہرا رہا ہو وہ واضح کرتا ہے کہ یہ ہماری ملکیت میں ہے۔ لیکن عباسؑ کی ملکیت میں ایک حصہ نہیں۔ ایک ٹکڑا نہیں۔ ایک علاقہ نہیں۔ جہاں عباسؑ کا علم ہے وہ علاقہ گواہی دے رہا ہے کہ ظاہراً قبضہ کسی اور کا ہے۔ حقیقتاً ملکیت عباسؑ کی ہے (واہ واہ...... نعرۂ حیدریؑ یا علیؑ) یہاں ایک حوالہ بھی دیتا جاؤں۔ کتاب کا نام ہے (قلندر نامہ) میری لائبریری میں موجود ہے اور تاریخ گلزار شمس الحمدللہ وہ بھی موجود ہے باقی کتابیں بھی ہیں۔ لیکن اب حوالہ ہے وہ قلندر نامہ کا کتاب قلندر نامہ میں یہ بھی درج ہے کہ حضرت ابراہیم جوادی کو انہی کی پشت سے ندا آئی۔ آواز آئی کہ بابا جان! آپ عقد کیجئے ہم دنیا میں آنا چاہتے ہیں (واہ......) بابا جان، دیکھئے جو فقیروں کی پیروں کی اولادِ رسولؐ کی معرفت نہیں رکھتا۔ وہ تو گم سم ہو جائیگا (واہ......) کہ یہ سب کچھ کیا کہا جا رہا ہے لیکن جسے ان کی معرفت حاصل ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ جب اولاد کا یہ مقام ہے تو باپ کا

Presented by www.ziaraat.com

چھٹی مجلس

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ لَعِیْنَ الرَّجِیْمِ ط
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

الحمدللّٰه رب العالمین والصّلوٰة والسّلام علیٰ النبی الامی القرشی الهاشمی ابطحی المکی المدنی المبعوث علیٰ العرب والعجم ابی القاسم محمد صلی اللّٰه علیه وآله وسلم۔
وعلیٰ آله الطیبین الطاهرین المعصومین الشاکرین الصابرین الراشدین المهدیینo اما بعد فقد قال اللّٰه تبارک وتعالیٰ فی کتابه المجید وفرقانه الحمید وقوله الحق. لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْاوَجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ(صلواة)

اربابِ دانش واہلِ علم حضرات۔ بزرگانِ دین برادرانِ ملّت۔

گزشتہ تقریر میں یہ عرض کیا جارہا تھا۔ کہ اللہ نے جبرائیل کے ذریعے سے اپنے حبیبؑ محبوب مطلوب کے پاس۔ وآتِ ذَالقُربٰی حَقَّهُ. کی آیت کے نزول کے بعد جب آپؐ نے وضاحت طلب فرمائی۔ کہ کس کا حق ہے اور کسے دینا ہے۔ میں نے عرض کیا تھا۔ تفسیر دُرّ منثور کے حوالے سے جبرائیل نے آکر کہا کہ آپکا رب سلام کے بعد ارشاد فرمارہا ہے۔ اِعْطِ فَاطِمَةَفَدَكاً۔ کہ فاطمہؑ کو فدک عطا کرو۔ دوسری کتاب کا نام ہے شواهد التنزیل۔ اُس میں یہ درج ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد دَعَا رَسُوْل اللّٰهِ فَاطِمَة۔ غایۃ المرام میں بھی ہے کہ آپؐ نے سیّدہ فاطمہؑ کو بلایا۔ اور بلانے کے بعد کہا۔ بیٹی! یہ فدک اللہ کی طرف۔ سے وَلَكِ

لابیکِ۔ یہ تیرے لئے ہے اور قیامت تک تیری اولاد کیلئے ہے۔ اب جو صرف اولاد ہیں اور تفاسیر اس حقیقت پر گواہ ہے کہ جو بھی اولادِ علیؑ و بتولؑ ہے وہی قرآن کی نگاہ میں اولادِ رسولؐ ہے۔ یعنی جو اولاد، اولادِ علیؑ و بتولؑ ہے۔ وہی اولادِ رسولؐ ہے۔ یعنی اللہ کا اے اللہ کچھ کرنے کے باوجود، نہ آنے کے باوجود بار بار التجا توہین رسولؐ ہے۔ (نعرۂ حیدریؑ، نہیں صاحب اس طرح نہیں۔ مل کے نعرۂ حیدریؑ یا علیؑ، درود پڑھیے گا صلواۃ اَللّٰهُمَّ صَلِ عَلٰی محمدؐ وآل محمدؐ۔

سب سے پہلے جس نے فقیری ڈیرے پر فقیہہ کے تکیے پر علَم لہرایا ہے وہ حضرت شہباز قلندر کے والد بزرگوار حضرت ابراہیم جوادی ہیں۔ جنہوں نے علم لہرایا۔ اتنا بڑا احسان ہے حضرت ابراہیم جوادی کا جنہوں نے علَم لہرا کر وہ سُنّت قائم کی کہ آج دنیا کی جس جگہ میں چلے جاؤ، زمین کے جس حصے پر چلے جاؤ۔ کہیں نہ کہیں عباسؑ کا لہراتا ہوا علَم یہ گواہی دے رہا ہے۔ یہ بتا رہا ہے۔ کہ جہاں جس سرزمین کا علم لہرا رہا ہو وہ واضح کرتا ہے کہ یہ ہماری ملکیت میں ہے۔ لیکن عباسؑ کی ملکیت میں ایک حصہ نہیں۔ ایک ٹکڑا نہیں۔ ایک علاقہ نہیں۔ جہاں عباسؑ کا علَم ہے وہ علاقہ گواہی دے رہا ہے کہ ظاہراً قبضہ کسی اور کا ہے۔ حقیقتاً ملکیت عباسؑ کی ہے (واہ واہ...... نعرۂ حیدریؑ یا علیؑ) یہاں ایک حوالہ بھی دیتا جاؤں۔ کتاب کا نام ہے (قلندر نامہ) میری لائبریری میں موجود ہے اور تاریخ گلزار شمس الحمدللہ وہ بھی موجود ہے باقی کتابیں بھی ہیں۔ لیکن اب حوالہ ہے وہ قلندر نامہ کا کتاب قلندر نامہ میں یہ بھی درج ہے کہ حضرت ابراہیم جوادی کو انہی کی پشت سے ندا آئی۔ آواز آئی کہ بابا جان! آپ عقد کیجئے ہم دنیا میں آنا چاہتے ہیں (واہ......) بابا جان، دیکھئے جو فقیروں کی پیروں کی اولادِ رسولؐ کی معرفت نہیں رکھتا۔ وہ تو گم ہم ہو جائیگا (واہ......) کہ یہ سب کچھ کیا کہا جارہا ہے لیکن جسے ان کی معرفت حاصل ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ جب اولاد کا یہ مقام ہے تو باپ کا

Presented by www.ziaraat.com

چھٹی مجلس

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ لَعِیْنَ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

الحمدللّٰه رب العالمین والصّلوٰة والسّلام علٰی النبی الامی القرشی الهاشمی ابطحی المکی المدنی المبعوث علٰی العرب والعجم ابی القاسم محمد صلی اللّٰه علیه و آله وسلم۔

وعلٰی آله الطیبین الطاهرین المعصومین الشاکرین الصابرین الراشدین المهدیینo اما بعد فقد قال اللّٰه تبارک وتعالٰی فی کتابه المجید وفرقانه الحمید وقوله الحق. لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْاوُجُوْهَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ(صلواۃ)

اربابِ دانش واہلِ علم حضرات۔ بزرگانِ دین برادرانِ ملّت۔

گزشتہ تقریر میں یہ عرض کیا جارہا تھا۔ کہ اللہ نے جبرائیل کے ذریعے سے اپنے حبیبؐ محبوب مطلوب کے پاس۔ وآتِ ذَالْقُربٰی حَقَّهُ. کی آیت کے نزول کے بعد جب آپؐ نے وضاحت طلب فرمائی۔ کہ کس کا حق ہے اور کسے دینا ہے۔ میں نے عرض کیا تھا۔ تفسیر دُرِّ منثور کے حوالے سے جبرائیل نے آ کر کہا کہ آپکا رب سلام کے بعد ارشاد فرمارہا ہے۔ اِعْطِ فَاطِمَةَفَدَکاً۔ کہ فاطمہؑ کو فدک عطا کرو۔ دوسری کتاب کا نام ہے شواهد التنزیل۔ اُس میں یہ درج ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاطِمَةَ۔ غایۃ المرام میں بھی ہے کہ آپؐ نے سیّدہ فاطمہؑ کو بلایا۔ اور بلانے کے بعد کہا۔ بیٹی! یہ فدک اللہ کی طرف۔ سے وَلَکِ

لابیکِ۔ یہ تیرے لئے ہے اور قیامت تک تیری اولاد کیلئے ہے۔ اب جو صرف اولاد ہیں اور تفاسیر اس حقیقت پر گواہ ہے کہ جو بھی اولادِ علیؑ و بتولؑ ہے وہی قرآن کی نگاہ میں اولادِ رسولؐ ہے۔ یعنی جو اولاد، اولادِ علیؑ و بتولؑ ہے۔ وہی اولادِ رسولؐ ہے۔ یعنی اللہ کا اے اللہ کچھ کرنے کے باوجود، نہ آنے کے باوجود بار بار التجا توہین رسولؐ ہے۔ (نعرۂ حیدریؑ، نہیں صاحب اس طرح نہیں۔ مل کے نعرۂ حیدریؑ یا علیؑ، درود پڑھیئے گا صلواۃ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی محمدٍ و آل محمدٍ۔

سب سے پہلے جس نے فقیری ڈیرے پر فقیہہ کے تکیّے پر علم لہرایا ہے وہ حضرت شہباز قلندر کے والد بزرگوار حضرت ابراہیم جوادی ہیں۔ جنہوں نے علم لہرایا۔ اتنا بڑا احسان ہے حضرت ابراہیم جوادی کا جنہوں نے علم لہرا کر وہ سُنّت قائم کی کہ آج دنیا کی جس جگہ میں چلے جاؤ، زمین کے جس حصے پر چلے جاؤ۔ کہیں نہ کہیں عباسؑ کا لہراتا ہوا علم یہ گواہی دے رہا ہے۔ یہ بتا رہا ہے۔ کہ جہاں جس سرزمین کا علم لہرا رہا ہو وہ واضح کرتا ہے کہ یہ ہماری ملکیت میں ہے۔ لیکن عباسؑ کی ملکیت میں ایک حصہ نہیں۔ ایک ٹکڑا نہیں۔ ایک علاقہ نہیں۔ جہاں عباسؑ کا علم ہے وہ علاقہ گواہی دے رہا ہے کہ ظاہراً قبضہ کسی اور کا ہے۔ حقیقتاً ملکیت عباسؑ کی ہے (واہ واہ..... نعرۂ حیدریؑ یا علیؑ) یہاں ایک حوالہ بھی دیتا جاؤں۔ کتاب کا نام ہے (قلندر نامہ) میری لائبریری میں موجود ہے اور تاریخ گلزار شمس الحمدللہ وہ بھی موجود ہے باقی کتابیں بھی ہیں۔ لیکن اب حوالہ ہے وہ قلندر نامہ کا کتاب قلندر نامہ میں یہ بھی درج ہے کہ حضرت ابراہیم جوادی کو انہی کی پشت سے ندا آئی۔ آواز آئی کہ بابا جان! آپ عقد کیجئے ہم دنیا میں آنا چاہتے ہیں (واہ......) بابا جان، دیکھئے جو فقیروں کی پیروں کی اولادِ رسولؐ کی معرفت نہیں رکھتا۔ وہ تو گم سم ہو جائیگا (واہ......) کہ یہ سب کچھ کیا کہا جارہا ہے لیکن جسے ان کی معرفت حاصل ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ جب اولاد کا یہ مقام ہے تو باپ کا

Presented by www.ziaraat.com

کیا مقام ہوگا۔ تو آپ نے ندا دی کہا! بابا جان! آپ عقد کیجئے نکاح کیجئے۔ ہم اِس دنیا میں آنا چاہتے ہیں۔ جواباً کہا کہ اِس دنیا سے بہتر جنت ہے۔ پھر جواب ملا وہ تبلیغ کا مقام نہیں وہ اجر کا مقام ہے (واہ......) ہاں اِس دنیا سے جنت بہتر ہے پھر جواب ملا وہ تبلیغ کا مقام نہیں وہ مقام اجر ہے۔ ہم تبلیغ کیلئے آنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کے سامنے وہ حدیث، ضرور کہوں گا (بخاری صاحب) وہ حدیث، ضرور پڑھوں گا کہ (عُلَمَاءُ اُمّتِی کَانبیآءِ بَنِیْ اِسرآئیل) رسولؐ کا ارشاد ہے کہ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کے مثل ہے۔ علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے برابر ہے وہ ہم جیسے نہیں وہ بھی ہیں بھی ہیں بی بی مریمؑ: بے شک میرے لئے مقام فخر ہے کہ عیسیٰ ہم کلام ہوا تجھ سے۔ لیکن اپنی ولادت کے بعد۔ تیرے شکم میں رہ کر ہم کلام نہیں ہوا۔ پیدا ہو کر عیسیٰ کا کلام کرنا یہ مقام اور ہے۔ پشت پدر میں رہ کر علیؑ کے بیٹے کا کلام کرنا یہ اور بات ہے (واہ...... نعرۂ حیدریؑ، نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت، نعرۂ حیدری) سلامت رہے، آباد رہے درود پڑھیئے گا صلواۃ، آہاہا۔ کتاب قلندر نامہ میں یہ بھی درج ہے۔ وہ یہ لکھتے ہیں کہ ہم نے سیون شریف کے بزرگ سادات سے یہ روایت سنی ہے۔ جیسے وہاں لکھا ہوا ہے۔ میں ویسے پڑھ رہا ہوں۔ کہ ہم نے سیون شریف کے بزرگ سادات سے یہ روایت سنی ہے کہ جب رسولؐ پاک شب معراج آسمانوں پر گئے تو آپؐ نے ملائکہ کے ساتھ ساتھ ایک خوبصورت شہباز کو پرواز کرتے ہوئے دیکھا، جاننے کے باوجود وضاحت مقصود تھی۔ آواز دیکر کہا۔ یَا رَبَّ الْعَالَمِین: یہ جو ملائکہ کے ساتھ شہباز پرواز کر رہا ہے یہ کون ہے؟ کہا میرے حبیبؐ، میرے محبوبؐ، یہ تیری اولاد میں سے ہیں۔ یہ تیری ذریت میں سے ہیں۔

یا اللہ! ملے گا کب؟ جواب ملا۔ اُس زمانے میں ملے گا جب تبلیغ کے سلسلے کیلئے

اس کی ضرورت کو محسوس کریں، تو اسی لئے آپ کو کہا جاتا ہے شہباز بہرحال حضرت ابراہیم جوادی کربلا سے پلٹے مروند آئے۔ سلطان شاہ کو جب پتہ چلا کہ ابراہیم جوادی عقد پر حکم لے کر آیا ہے کہ عقد کرنا ہے نکاح کرنا ہے معہ اُمراءؤزرآء کے گھٹنوں کے بل چل کر آپ کے تکیہ فقیری پر آیا آ کر کہنے لگا آج تک اُمراء کے سلاطین کے بادشاہوں کے دروازے سے خالی پلٹتے ہوئے شاعرین کو دیکھا ہے کسی فقیر کے دروازے سے (آہ......) کسی سائل کو خالی ہاتھ پلٹتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا، میں آج آپ کے دروازے پر سوال لیکر آیا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا! کہو کیا سوال ہے؟ خالی ہاتھ نہیں پلٹو گئے۔ دیکھ کر کہتا ہے سوال یہی ہے کہ آپ میری بیٹی سے اپنا نکاح کریں تاکہ آپ کے شرف کے سبب مجھے مقام عزت حاصل ہو (واہ......) تاکہ آپ کے شرف کے سبب مجھے مقام عزت حاصل ہو۔ بڑے بڑے تاریخ کے لوگ رسولؐ اور آل رسولؐ کے دروازے پر اپنی بیٹیاں دینے کیلئے اسی لئے آتے رہے (آہاہا...... واہ) (نعرۂ حیدریؑ یا علیؑ) (آہاہا آہاہا) تاکہ تاریخ میں ان کا نام بھی ان کے نام کے ساتھ رہ سکے۔ ورنہ گمنام کے نام کا تاریخ سے کیا تعلق (آہاہا......) بہرحال آپ نے اُس کا سوال قبول کیا۔ نکاح ہوگیا عقد ہوگیا چالیس (40) راتیں برابر حضرت ابراہیم جواوی حجرہ عروسی میں نہیں گئے۔ چالیس راتیں گزرنے کے بعد آپ حجرہ میں گئے۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ چالیس راتیں برابر حجرہ عروسی میں کیوں نہیں گئے۔ تو آپ نے کہا۔ نکاح کی شب چلتے راستے میں۔ راستے میں جاتے ہوئے میں نے چھولے کا دانہ پڑا ہوا دیکھا تھا جسے نعمت سمجھ کر میں نے اٹھالیا۔ اور اٹھا کر کھالیا۔ کھانے کے بعد مجھے خیال آیا کہ میں نے حجرہ عروسی میں حجرہ عروسی میں چالیس دن نہیں جانا۔ کیونکہ اس کے مالک سے میں نے اجازت نہیں لی۔ جو میں نے دانہ کھایا ہے مجھے یہ گوارا نہیں ہوا کہ آنے والے شہباز کی رگوں میں دوڑنے والے خون میں

Presented by www.ziaraat.com

اس دانے کا اثر بھی ہو۔ (واہ......آہاہاہا) 38ھ کے آخر میں یہ کائنات میں مبلغ دین اسلام بن کر آنیوالا شہباز اس دنیا میں جلوہ فگن ہوا (درود پڑھیے گا صلواۃ) (اچھا یہ ڈھیلی ڈھالی صلواۃ) اور بھی پڑھ دیں صلواۃ) سات سال کے سن مبارک میں آپ نے قرآن کا درسِ تفسیر دینا شروع کیا بڑی جلدی میں لفظ کہہ گیا۔ جب آپ دنیا میں جلوہ فگن ہوئے آپ کا نام آپ کے باپ حضرت ابراہیم جوادی نے شاہ حسین رکھا۔ آپ کے نانا نے آپ کا نام عثمان مروندی رکھا مروندی کے نام سے آج تک یاد کیا جاتا ہے اور کسی کو آپ کے حقیقی نام کا علم نہیں ہے۔ آپ کا جو اصلی اور حقیقی نام ہے جو باپ نے رکھا تھا وہ ہے شاہ حسین۔ سلسلہ نسب کیا ہے؟ شاہ حسین ابن سید ابراہیم جوادی ابن سید سلطان ابن سید نور شاہ ابن سید محمود ابن سید نصر ابن سید محمد ابن سید ہادی ابن سید مہدی ابن سید تغلق ابن سید منصور ابن سید اسماعیل ابن سید محمد ابن سید اسماعیل ابن سید امام جعفر صادقؑ ابن سید امام محمد باقرؑ ابن سید علی زین العابدینؑ ابن سید علی ابن ابی طالبؑ۔ معلوم ہوا نسباً نسباً۔ یہ حسینیؑ حسنیؑ ہے پنجتنی ہے۔ (واہ واہ۔ ماشاء اللہ) نعرہ حیدری یا علی آہاہا......) سات سال کے سن مبارک میں آپ نے درس تفسیر قرآن دینا شروع کیا (اس عظیم اجتماع میں لاہور کے منبر پر بیٹھ کر جہاں تک میں نے تاریخ کو دیکھا ہے گلفام ڈنکے کی چوٹ پر یہ اعلان کرتے ہوئے تحریری طور پر یہ کلمات کہتا اپنا فریضہ سمجھ رہا ہے کہ درس دیتے دیتے ایک دن آپ مکتب میں چلے گئے وہاں کچھ بچے پڑھ رہے تھے۔ ان کی آپ نے کتابیں اٹھائی۔ اور اٹھا کر اس مکتب کے حوض میں ڈال دی۔ جب ڈال دی وہ بچے شور مچاتے ہوئے اساتذہ کے پاس گئے کہ حسین نے ہماری کتابیں حوض میں ڈال دی ہیں اساتذہ قریب آئے ذرا رنگ بگاڑ کر جب وہ سخت لہجے میں گفتگو کرنے لگے آپ نے مسکرا کر حوض کے پانی میں ہاتھ ڈالا۔ کتابیں باہر نکالی فرمایا طلب جو کر رہے تھے۔ کہنے لگے اس میں ہمارا علم ہے

کتابیں نکال کر سامنے رکھ کر کہتے ہیں کہ تم ان سے علم حاصل کرو۔ ہم وہاں سے علم لے کے آئے ہیں کہ (واہ......آہاہا......) اور اُن کتابوں پر پانی کا کوئی اثر موجود نہیں تھا۔ بارہ سال کے سن مبارک میں آپ اپنے ایک ساتھی کو جسے ڈھولچی لکھا گیا ہے اپنے ساتھ لیکر کیونکہ بچپن میں آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ بارہ سال کے سن مبارک میں آپ ایک ڈھولچی کو اپنے ساتھ لیکر مروند کے باہر پہاڑوں کے دامن میں آ جاتے نوکیلے پتھروں پر اور پڑے ہوئے خاروں پر آپ یادالٰہی میں گم ہو کر فنا فی اللہ کا مقام پاتے ہوئے بقا باللہ کے منزل پر پہنچ کر اس انداز میں ذکرالٰہی کرتے کہ تمام پتھر آپ کے پاؤں کے خون سے رنگین ہو جاتے (آہاہا......) ہر ساعت آپ یہ شعر گنگناتے تھے کہ میں اپنے دوست حقیقی کے عشق میں مبتلا ہوں۔ جو میرے سینے میں موجزن ہے اس کے سبب میں......زخمی حالت میں......بھی اس کو یاد کرتا ہوں۔ اور کبھی خاک وخون میں لوٹ پوٹ ہو کر اسکی یاد میں گم ہو جاتا ہوں یہ خبر آپکے والد کو ملی۔ آپ اپنے ساتھیوں سمیت دیکھنے کیلئے آئے۔ جب آپ نے دیکھا کہ آپ تاریخ توحید و نبوت و رسالت و امامت و ولایت کے بعد عشق الٰہی کے منزل میں گم ہو جاتے ہیں اور آپکے پاؤں خون سے رنگین ہو گئے ہیں یہ منظر دیکھتے دیکھتے بگڑی شفقت نے جوش مارا بیٹے کو دیکھا کہ پورے پتھر اسکے خون میں سرخ ہو چکے ہیں۔ چاہا کہ جا کے اسے سنبھالوں اس کا منہ، سر چوموں، آگے بڑھے وہ جو ڈھولچی ساتھ تھا اُس نے جب آپکے والد کو آتے دیکھا جلدی جلدی وہ پتھر جن پر حضرت شہباز کے خون کا پاؤں مَس ہو چکا تھا اُس نے ان میں سے ایک ایک پتھر چننا شروع کیا۔ چنتا گیا گودی میں ڈالتا گیا۔ چنتا گیا ڈالتا گیا۔ چنتا گیا ڈالتا گیا اب آپ بیٹے کے پاس نہیں گیا پہلے اُسی ڈھولچی کو بلایا۔ فرمایا یہ خون میں رنگین پتھر تیرے کس کام آئیں گے۔ ان کو تو چن کر گودی میں جمع کر رہا ہے وہ سر جھکا کر ہاتھ باندھ کر کہتا ہے۔ حضور

Presented by www.ziaraat.com

یہ آپکے بیٹے کے پاؤں کے ہر خون کے قطرات کا اثر ہے ذرا نگاہ تو کیجئے اب جو ابراہیم جوادی نے دیکھا۔ ہر پتھر شہباز کے خون کی تاثیر کے سبب لعل ویاقوت میں تبدیل ہوگیا۔ (واہ......نعرۂ حیدری یاعلیؑ آہاہانعرۂ حیدری یاعلیؑ آہاہا) آج یاعلیؑ مدد نہ کہو آج علیؑ کو مدد کیلئے نہ پکارو۔ آج حسینؑ وحسنؑ کے نام پر منت نہ مانو۔ آج ان سے کچھ نہ مانگو۔ یہ تمہیں کیا دے سکتے ہیں۔ ارے جس کے دروازے کا گداگر شہباز پتھروں کی یہ تقدیر بدل سکتا ہے (واہ......) بڑا فقرہ تھا۔ جس کے دروازے کا گداگر شہباز پتھروں کی تقدیر بدل سکتا ہے تو جس کے صدقے میں اسکو یہ مقام ملا ہے۔ وہ علیؑ ونبیؐ کے ماننے والوں کی تقدیر کیسے نہیں بدلتا (واہ......) بیٹے کا سر چوما۔ منہ چوما گھر لائے۔ شہباز۔ بابا حکم۔ آج کے بعد تم جانو اور یہ علاقہ جانے۔ ہم کربلا جارہے ہیں۔ بس اب ہم یہاں نہیں رہتے۔ آپ کربلا چلے گئے۔ حضرت شہباز کیونکہ اتنا وقت نہیں ہے یہ ڈھائی تین گھنٹے کا مضمون ہے) میں اسے سمجھانا چاہوں گا تو اسے تفصیلاً نہیں لے کے چل سکتا۔ حضرت شہباز نے حضرت امام رضاؑ کے روضے کے دروازے کی چوکھٹ پر (آہاہاہا......) حاضری دینی شروع کی۔ حکم ملا مکہ جاؤ اور یہاں سے مکہ پہنچے جب وہاں پہنچے۔ وہاں حضرت سید جلال الدین شیر شاہ سے آپکی ملاقات ہوئی۔ دونوں وقت کے فقیر مل کر مکہ سے مدینہ آئے۔ تاریخ کے یہ فقرے ہیں کہ سید جلال الدین شیر شاہ اپنی آنکھوں کے ساتھ روضہ رسولؐ کے دروازے کی چوکھٹ پر جھاڑو دیتے تھے (واہ......آہاہاہا......) اور حضرت شہبام قلندر جو ابھی قلندر نہیں تھے۔ حضرت شہباز اپنی داڑھی سے روضے کی دروازے کی چوکھٹ پر جھاڑو دیتے تھے۔

ایک دن مزار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دونوں کو حکم ملا کہ سنو! میں علم کا شہر ضرور ہوں لیکن دروازہ علیؑ ہے (واہ......نعرۂ حیدری) شہر ضرور ہوں لیکن دروازہ علیؑ ہے غوثیت، قطبیت کے بھیک دروازہ علیؑ سے ملتی ہے جاؤ اب تم وہاں پہنچنا ہے۔

دونوں بزرگ اکٹھے مدینے سے چلے۔ نجف اشرف پہنچے۔ نجف پہنچنے کے بعد دونوں کو حضرت علیؑ کا حکم ملا۔ حضرت سید جلال الدین شیر شاہ کو حکم ملا۔ بیٹا: تم بخارا جاؤ وہ زمین تمہارا انتظار کر رہی ہے (واہ......) اور شہبام کو حکم ملا کہ تم کربلا جاؤ۔ وہاں سے کہاں جانا ہے یہ حکم ہمارا بیٹا حسینؑ دے گا (واہ......) سید جلال الدین نجف سے چلے ایران میں بخارا میں آئے۔ حضرت شہباز چلے (بابا گھبرا تو نہیں رہے نا کیونکہ تاریخ بڑی خشک ہوتی ہے) حضرت سید شہباز چلے کہ کربلا آئے۔ جب اپنے ساتھیوں سمیت حضرت جلال الدین شیر شاہ بخارا میں پہنچے وہاں جو حاکم وقت تھا وہ آتش پرست تھا۔ اس کے سپاہیوں نے انہیں گرفت میں لیا۔ کیونکہ اجنبی کا داخلہ ممنوع تھا۔ کیوں آئے ہو؟ فرمایا! تبلیغ کیلئے۔ کس دین کی؟ دین اسلام کی۔ کون ہوتے ہو؟ فرزند رسولؐ۔ (واہ......آہاہاہا) کون ہوتے ہو؟ فرزند رسولؐ۔ پکڑ دھکڑ کر دربار میں لے آئے۔ بادشاہ نے پوچھا کون ہو؟

سید جلال الدین نے فرمایا۔ رسولؐ کے اولاد میں سے ہوں۔

ابھی باقی ہو؟ (آہاہاہاواہ واہ) خاندان بنی اُمیہ وعباسیہ نے تم میں سے کسی کو بھی رہنے نہیں دیا تم کہتے ہو میں اولادِ رسولؐ میں سے ہوں کیسے بچ گئے ہو؟

کہا۔ اللہ اپنا وعدہ پورا کر رہا ہے۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ (آہا) تم جیسے سرکشوں کی تبلیغ کیلئے۔ اللہ نے اولادِ رسولؐ کو باقی رکھا ہے۔

یہ دیکھ کر کہتا ہے واقعاً اولادِ رسولؐ ہو میں نے سنا ہے کہ تمہارے رسولؐ کا اعلان ہے کہ جو صدقِ دل سے مجھے مانے گا اس پر جہنم کی آگ اثر نہیں کرے گی۔

فرمایا! سچ ہے۔

کہتا ہے سامنے دیکھ رہے ہو؟ ہم آتش پرست ہیں یہ آگ کا لاوا ہے اگر واقعی

Presented by www.ziaraat.com

اولاد رسولؐ میں سے ہوتو اس آگ میں بیٹھ کر دکھاؤ۔

مسکرا کر کہتے ہیں اکیلا بیٹھوں یا ساتھی بھی لے لوں (واہ......) ساتھ یہ ڈر ڈر کے نعرہ کیوں لگا رہے ہیں ملکے نعرۂ حیدریؑ یاعلیؑ آہاہا) اکیلا جاؤں یا ساتھی بھی لے جاؤں۔

فرمایا (کہا) نہیں اکیلے جاؤ۔ حضرت سید جلال الدین بڑھتے بڑھ کر آگ میں کودے۔ جب آپ بیٹھے تو اب اس بادشاہ نے دیکھا کہ ایک ایک انگارہ ان کیلئے پھول بن چکا تھا۔ جب اُس نے آنکھوں سے پھول بنا ہوا دیکھا جلدی سے اُس نے اپنے تخت سے چھلانگ لگائی۔ بغیر تاج کے اور بغیر جوتے کے سنبھالے دوڑا۔ آپکے قریب آیا۔ کیونکہ اُسے تو پھول نظر آرہے تھے چاہا میں بھی اندر بڑھوں آواز دیکر سید جلال الدین نے کہا خبردار! وہیں رک جاؤ۔ جنت ہمارے لیے ہے تمہارے لیے نہیں (واہ......) (نعرۂ حیدری یاعلیؑ نعرۂ تکبیر اللہ اکبر۔ نعرۂ رسالت یارسول اللہ۔ نعرۂ حیدری یاعلیؑ۔ برمحمدؐ و آلہ محمدؐ بلند تر صلواۃ) جب تک کلمہ نہ پڑھو گے آگے نہیں بڑھ سکو گے اُسی وقت مسلمان بنا تمام امراء وزراء ساتھی رعایا سب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ کلمہ پڑھا۔ مسلمان بنے۔ اُس نے اپنی لڑکی کا نکاح سید جلال الدین شیر شاہ سے کیا۔ پہلا نکاح آپ نے وہاں کیا۔ دوسرا نکاح آپ نے آکر ملتان کے قریب اُوچ شریف میں کیا۔ جب کبھی اولیاء اللہ کانفرنس بلوائی گئی۔ (لاہور میں اور مجھے بھی یاد کیا گیا تو پھر انشاء اللہ تاریخ کو لیکر پڑھوں گا) اب یہ سید جلال الدین شیر شاہ بخاری بخارا سے چلے۔ بلوچستان سے ہوتے ہوئے سندہ سے گزرتے ہوئے یہ پہنچے ملتان اُدھر جناب سید شہباز شاہ حسین کربلا پہنچے۔ آپکے والد ابراہیم جواوی انتظار میں تھے آپ کے پہنچنے کے بعد ان کا وصال ہوا۔ آپ نے تصور قبر بنایا کہ ایک سال وہاں رہے امام حسینؑ کا حکم ملا۔ کہ بیٹا! اب تم جاؤ ہندوستان کی طرف اور تم نے جا کر تبلیغ کرنی ہے۔ (واہ......) چلے ایران سے ہوتے ہوئے سندہ کے راستے سے ملتان وارد

ہوئے۔ آج جو مظفر گڑھ اور ملتان کے درمیان دریا جاری ہے یہ اُس وقت ملتان شہر کے بالکل قریب نشیب میں بہتا تھا۔ آپ اپنے ساتھیوں سمیت رمضان المبارک کے مہینے میں دریائے چناب کے کنارے (اُس وقت کیا نام تھا میں نے تلاش کیا مجھے نہیں مل سکا۔ صرف دریا ملا ہے نہر ہے وہاں دریا بھی نہیں) وہاں آپ پہنچے کنارے پر ساتھیوں کو بٹھایا۔ ساتھیوں نے کہا! ہم روزے سے ہیں۔ افطار کا وقت ہونیوالا ہے۔ افطاری کا سامان کہاں سے آئے گا؟ فرمایا مجھے گندم دو۔ میں شہر جاتا ہوں۔ آٹا پسوا کے لاتا ہوں۔ خود تیار کرلیں گے۔ گندم لی۔ شہر کے اندر آئے۔

جب شہر میں آئے۔ تو ایک گھر کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ ایک خاتون جو ایک بچے کی ماں تھی۔ شادی شدہ تھی۔ ہاتھ والی چکی چلا کر گندم پیس رہی تھی۔ آپ نے اندر آنے کی اجازت مانگی اُس نے اجازت دی۔ جیسے قدم رکھا اور گندم بڑھا کر سوال کیا اُس نے سر اُٹھا کر دیکھا۔ سراپا حُسن جب سامنے نظر آیا۔ اُس نے اس حُسن کو دیکھ کر اسے وقت کا یوسف تصور کیا۔ (واہ......) اور خود وقت کی زلیخا بن گئی (واہ......) خود وقت کی زلیخا بن گئی۔ درویش کو کہا اُس کے اس جذبات سے کیا تعلق؟ کہا! یہ جو گندم ہے آٹا چاہیے۔ کہا! رک جاؤ۔ رُک جاؤ، رُک جاؤ، کہا! اگر نہیں پیس دیتی ہم کسی اور دروازے پر جاتے ہیں۔ کہتی ہے! آپ نہیں جاسکتے اب جو میں چاہوں گی۔ اُس کے مطابق تمہیں قدم اُٹھانا پڑے گا۔ کہا! ہم اس دنیا میں آئے اسی لئے کہ جو اللہ چاہتا ہے (واہ......) (آہاہاہا......) ہم اس کے مطابق زندگی بسر کریں۔ کہا! اگر نہیں مانو گے تو میں الزام لگاؤں گی۔ کہا! یہ آج کی بات نہیں صدیوں پرانی روایات ہیں۔ (ہائے ہائے......) اُس نے چور، چور کا شور مچایا۔ محلّہ دار اکٹھے ہوئے کیا بات ہے؟ یہ اجنبی میرے گھر چوری کرنے آیا ہے۔ یہ میرا چور ہے۔ اچھا! چلو قاضی کی عدالت میں۔ قاضی کی عدالت میں پہنچے۔ محمد شہید جیسے بعد میں شہادت کا رتبہ آپ کی دعا سے ملا

Presented by www.ziaraat.com

تھا۔ کہ ملتان میں گورنر تھا۔ اس کے قاضی کے عدالت میں جب آئے۔

محلّہ داروں نے عورت کے سمیت کہا! کہ یہ چور ہے۔ اس کو سزا ملنی چاہیئے۔ قاضی نے سر اُٹھا کر سید شہباز کو دیکھا دیکھ کر کہتا ہے! چہرہ بتاتا ہے یہ تو سب سے بڑا محافظ ہے۔ (واہ......) (آہاہا......) تم کہتے ہو! چور ہے عورت پکار کر کہتی ہے۔ نہیں! یہ میرا چور ہے۔ فرمایا! چور ہے ہاں دیکھ کر کہتا ہے۔ اجنبی کہو صفائی میں کیا کہنا چاہتے ہو؟ کہا! اللہ ستار ہے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے۔ اُسے کہو! اب بھی سوچ لے۔ (واہ...... آہا......) جب اُس نے پھر کہا! اسے کہو صفائی میں گواہ پیش کرے۔ آپ نے قاضی سے کہا میں اجنبی ہوں۔ گواہ کہاں سے لاؤں؟ قاضی دیکھ کر کہتا ہے صورت سے پتہ چلتا ہے گواہ طلب نہ کروں۔ لیکن قانون مجبور کرتا ہے۔ پھر بغیر گواہ طلب کے میں صفائی قبول نہیں کر سکتا۔ اب آپ جلال میں آئے۔ جلال میں آ کر فرماتے ہیں۔ اگر میری پاکدامنی کی گواہ لینی ہے۔ تو پھر سنو! اس کے گھر میں اس کے جھولے میں اس کا دودھ پیتا بچہ دیکھ بھی رہا تھا۔ سن بھی رہا تھا۔ اُسے بلاؤ (نعرۂ حیدری۔ یاعلیؑ) (واہ نعرۂ حیدری یاعلیؑ یاعلیؑ مدد درود پڑھیئے گا صلواۃ) اس کا دودھ پیتا بچہ دیکھ بھی رہا تھا، سن بھی رہا تھا اُسے بلاؤ۔ وہ میری پاکدامنی کی گواہی دے گا (حضور! فقرہ ہے۔ بڑی توجہ چاہتا ہوں بڑی توجہ فرما رہے ہیں۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا جناب بخاری صاحب کی نذر کر رہا ہوں) یہ قاضی دیکھ کر کہتا ہے! کہا کہا! اجنبی؟ (واہ......) اجنبی کیا فقرہ کہا؟ کہا اُس کا دودھ پیتا بچہ جھولے میں سے دیکھ بھی رہا تھا اور سن بھی رہا تھا اُسے بلاؤ وہ گواہی دے گا۔ یہ دیکھ کر قاضی کہتا ہے! کیا تو وقت کا یوسفؑ ہے۔ (واہ......) کیا تو اپنے زمانے کا یوسفؑ ہے۔ آپ مسکرا کر کہتے ہیں۔ یوسفؑ کو یہ مقام ہماری جد کی محبت کے صدقے میں ملا۔ (واہ......) (آہاہا......) اچھا! بچہ لاؤ۔ گھر سپاہی گیا! بچہ نہیں ہے۔ بچہ نہیں ہے جی! کہاں ہے؟ فرمایا! اس کے باپ کے پاس ہے بچے کے

باپ کے پاس ہے بازار میں فلاں دکان پر (واہ......) بچے کا باپ بچے کو لے کر کھڑا ہے جاؤ! بلا کے لے آؤ بچہ لایا گیا۔ (آگے بڑھتا ہوں) بچے نے پاکدامنی کی گواہی دی۔ قاضی اُٹھا پاؤں پر سر رکھا۔ بیوی جھکی معافی مانگی۔ خاوند جھکا معافی مانگی۔ بچے کو آگے بڑھایا۔ کہا آپ کی نذر کرتے ہیں (واہ......) آپ کی نذر کرتے ہیں۔ محمد کو پتہ چلا سید جلال الدین شاہ بخاری ایک۔ شاہ ابن عالم ملتانی دو۔ بابا پیر فرید الدین شکر گنج بخش پاک پتن شریف والی نے پیر محمد کے دربار میں موجود تھے۔ محمد بغیر تاب نعلین سنبھلے ان تینوں بزرگوں کے ساتھ آپ کی بارگاہ میں پہنچا۔ تینوں نے سر جھکا کر کہا۔ حضور! ہم آپ کے انتظار میں یہاں وقت گذار رہے ہیں (واہ......) ساتھی بلائے گئے۔ ایک سال ملتان رہے۔ تاریخ دولت پور کا سفر سید شہباز نے شروع کیا۔ یہ بزرگ بھی آپ کے ساتھ دولت پور میں حضرت سید شاہ جمال مجرد کی بارگاہ میں پہنچے۔ جو مصر کے رہنے والے تھے۔ اور حضرت ابراہیم جوادی کے طالب تھے یعنی مریدوں میں سے تھے۔ جناب شہباز اور یہ بزرگ وہاں پہنچے حضرت شاہ جمال مجرد تھا۔ انکے ہاں تیل کا ایک کڑھاؤ ہوتا تھا اب بھی ہے میں نے ہندوستانی طلباء سے قم میں پوچھا تھا انہوں نے بتایا تھا تیل کا کڑھاؤ اب بھی ہے اور آگ اُسی طرح جلتی رہتی ہے بجھتی نہیں ہے تو اس کے نیچے آگ جلتی رہتی تھی۔ تیل کا کڑھاؤ گرم رہتا تھا جو سید جمال شاہ کا طالب یعنی مرید بننے کیلئے آتا تھا آپ اُسے فرماتے تھے کہ اس تیل کے کڑھاؤ میں چھلانگ لگاؤ اس لئے کچھ لوگوں نے آپ کا لقب رکھ لیا تھا۔ (چمچینا) ان کو چھلانگ لگواتا تھا جو بدنیت ہوتا تھا تو پکوڑے کی طرح تل دیا جاتا تھا۔ (واہ......) تو اسی لئے کچھ لوگوں نے آپ کو چمچینا کہنا شروع کر دیا۔ جب یہ چاروں بزرگ پہنچے۔ حضرت شاہ جمال مجرد نے سید شیر شاہ جلال الدین کو دیکھ کر کہا! تمہارے نسل سے، تمہاری پشت سے غوث، قطب، فقیر ابھی آنے والے ہیں بس یہی مقام کافی ہے۔ رکن عالم

Presented by www.ziaraat.com

اور کیا چاہتے ہو۔آل محمدؐ کی گداگری رُکن عالم بن گئے ہو (واہ......) فرید الدین تمہیں اور کیا چاہئے۔پس یہی کافی ہے۔جاؤ جا کر تبلیغ کرو۔حضرت شہباز نے دیکھا میرے لئے اور۔کہا تبرکات لینے آئے ہو (واہ......آ ہاہا) حکم کیا ہے؟ فرمایا! تیل کا کڑھاؤ دیکھا ہے۔کیا حکم ہے؟ فرمایا دیکھا ہے نا حکم کیا ہے۔ ہے یہی تو حکم ہے آپ چلے تیل کے کڑھاؤ کے قریب آئے قریب آتے ہی آپ نے تیل کے کڑھاؤ میں چھلانگ لگائی۔اب یہاں تاریخ کے دو باب ہیں۔ایک ہے بارہ سال، ایک ہے بارہ مہینے، چلو! ہم کم لیتے ہیں بارہ مہینے آپ تیل کے کڑھاؤ میں گم رہے۔یعنی ایک سال بارہ مہینے کڑھاؤ میں گم رہے۔

یونسؑ نبی! تم صرف چالیس دن رہے تھے۔ وہ بھی مچھلی کے پیٹ میں (آہ......) (آ ہاہا......) (کوئی حد ہوگئی۔مل کے نعرۂ حیدری، یاعلیؑ ،نعرۂ حیدری، یاعلیؑ) یونسؑ نبی تم صرف چالیس دن رہے وہ بھی مچھلی کے پیٹ میں حضرت شہباز بارہ مہینے تیل کے کڑھاؤ میں رہے، بارہ مہینے تیل کے کڑھاؤ میں رہے۔بارہ مہینے کے بعد جب تیل کے کڑھاؤ سے آپ باہر آئے۔تو سید شاہ جمال مجرد کے تکیہ یعنی ڈیرہ پر جتنے درخت تھے، درختوں کی جتنی ٹہنیاں تھی، ٹہنیوں کے جتنے پتے تھے، دیواروں کی جتنی اینٹیں تھیں یا جتنے پتھر تھے۔زمین کے جتنے ذرّے تھے۔جیسے آپ نے کڑھاؤ سے باہر قدم رکھا۔مشرقی، مغربی، جنوبی، شمالی، تمام تکیے کے حصوں سے، ذرّے ذرّے سے، پتے پتے سے ندا گونجی۔ھذا قلندر ۔ ھذا قلندر ۔ ھذا قلندر (واہ......) نعرۂ حیدری یاعلیؑ ۔نعرۂ حیدری۔یاعلیؑ ۔

(راستے کے بعد کیا چھوڑی بوعلی قلندر کے بعد بھی اور باقی بھی کیونکہ اب وقت بھی نہیں رہا) ایک سال آپ وہاں رہے۔سید شاہ جمال مجرد کا وصال ہوا۔آپ نے وہاں ان کا مزار بنایا۔ملتان ہی کے راستے سے جسے اب سیون شریف کہتے ہیں۔

وہاں پہنچے۔آپ وہاں جانے سے پہلے آپ نے اپنا طالب جسے بودلہ ملنگ کہتے تھے۔بودلہ فقیر کہتے تھے۔وہ آپ نے بھجوایا تھا۔جو چولستان کی گلی گلی، کوچے کوچے میں نعرہ لگاتا تھا۔لوگو! توحید پرست بن جاؤ۔میرا مرشد آ رہا ہے۔(واہ......) میرا پیر آ رہا ہے۔میرا مرشد آ رہا ہے۔

چوپٹ راجے نے اُس کے اِس نعرے سے تنگ آ کر قصابوں کو حکم دیا کو اس بودلے کی دعوت کرو۔گھر بلا کر اسکو قتل کر دو۔اس کے گوشت کی تکہ بوٹی کر کے اپنے دکانوں پہ فروخت کر دو۔لوگ پکا کے کھا جائیں گے۔نہ ہوگا بانس، نہ بجے گی بانسری، نہ رہے گا سر، نہ پڑے کا نگ) قصابوں کو بلایا بلا کے بودلہ کو قتل کیا۔قتل کر کے تکہ بوٹی بنائی۔بوٹی بنا کر پھینک دی۔دوکانوں پر لا کر بیچ دی جس جس ہنڈیا میں، جس جس گھر میں بودلہ ملنگ کا گوشت پکنے لگا۔کتاب کا نام ''تاریخ گلزارِ شمس'' ہے ایک ایک بوٹی سے آواز آئی۔لوگو! میرا قلندر آ رہا ہے۔لوگو! میرا مرشد آ رہا ہے ادھر نعرہ لگا۔اُدھر شہباز قلندر نے مثل شہباز ساتھیوں سمیت یستان کی نگر میں قدم رکھ لیا (واہ......) (آ ہاہا......) ہاں سیون شریف جسکا پہلا نام یستان تھا۔تمام حالات چھوڑ کر آپ نے جیسے قدم رکھا۔آواز دیکر کہا! بودلہ، بودلہ۔ جہاں جہاں بودلے ملنگ کی، فقیر کی بوٹی موجود تھی۔وہیں سے صدا گونجی۔''لبیکُ یـــا سیّـدی'' (آ ہاہا......) (واہ......) (نعرۂ حیدری۔یاعلیؑ ۔یاعلیؑ ، یاعلیؑ یاعلیؑ مدد حق حیدرؑ۔نہیں بیٹا! کسی نے نعرے کی آواز سنی ہے، کسی نے نہیں سنی۔مل کے نعرۂ حیدری۔یاعلیؑ ۔با آواز بلند صلواۃ آ ہاہا) (ہاں میں اب بتاتا ہوں۔سندھ میں بھی ہے) تو ایک ایک بوٹی سے آواز آئی۔یا مرشدی، لبیکَ یـــا سیّـدی۔کہا! حکم دیتا ہوں۔جہاں جہاں تیرا گوشت موجود ہے۔اُڑ کر مجھ تک پہنچے۔(آ ہاہاہا......) حضرت ابراہیمؑ! آپؑ نے پرندوں کا قیمہ بلوایا تھا (واہ......) نعرۂ حیدری۔یاعلیؑ) یا خلیل اللہ آپؑ نے پرندوں کا قیمہ بلوایا تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

یہ فرزند علیؑ ہے۔(واہ......) آواز دی۔ جہاں جہاں بوٹی موجود تھی۔ اُڑی قلندر کے قدموں تک پہنچی۔ کہا! تیار ہو جا۔ پورا بودلہ تیار ہوا۔ لیکن جسم کا کوئی حصہ یہاں سے خالی، کوئی یہاں سے کوئی یہاں سے خالی، کوئی یہاں سے خالی، کہا! بودلہ! یہ جسم کا حصہ خالی کیوں ہے؟ میں نے تو کامل بھیجا تھا (واہ......) کہا! مولا! کیا کروں کچھ لوگ میری بوٹیاں کھا گئے ہیں۔ کھا گئے ہیں؟ ہاں! تو نے روکا نہیں؟ کہا! میں تو کہتا رہا۔ میرا مرشد آرہا ہے۔(واہ......) میرا سردار آرہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود کچھ لوگ میرے جسم کی بوٹیاں کھا گئے۔ آپ نے آواز دیکر کہا! جسم بودلہ کی بوٹیاں! جہاں جہاں ہو (واہ......) وہاں سے پرواز کرو۔ میں تمہیں بودلہ کے جسم پر دیکھنا چاہتا ہوں۔ جہاں جہاں جس جس شکم میں بوٹی تھی۔ اُس کا سر درمیان سے پھٹا، بوٹی وہاں سے نکلی۔ آکر بودلہ کے جسم سے ملی۔ اب آپ کے پاس بودلہ ملا (سیون سے جب کراچی کی طرف میدانی، ریگستانی راستے سے جاتے ہیں تو اُس راستے میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کے سر کا درمیانی حصہ بالوں سے خالی ہے۔ اور نشان بنا ہوا ہے۔ جب میں......آج سے بیس سال پہلے وہاں مجلس پڑھنے گیا تھا۔ جب وہاں پوچھا! میں نے ان لوگوں سے جنہوں نے بلایا تھا۔ کہ ان لوگوں کے سروں میں یہ نشان کیوں ہے؟ انہوں نے کہا۔ گلفام صاحب! خود بلاؤ۔ ایک آدمی بلا کر لے آئے۔ جب میں نے اُس سے یہ سوالہ کیا کہ سر میں یہ نشان کیوں ہے؟ اُس نے کہا! گلفام صاحب! ہم اُن کی اولادوں میں سے ہیں۔ جنہوں نے بودلہ فقیر کی بوٹیاں کھائی تھی اور سر سے دھماکے کے ساتھ بوٹی نکلی تھی۔ وہ نشان آج تک چلا آرہا ہے۔ تاکہ قلندر کے اعجاز کا کوئی انکار نہ کرے)(واہ......)(نعرۂ حیدری یا علیؑ ،نعرۂ حیدری یا علیؑ نعرۂ حیدری یا علیؑ)
یہ مقام تھا ایسے مقام کو ہم جیسے ناقص العقل، کم علم، خالی دامن معرفت کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ کہ اُس کا مقامِ معرفت کیا ہے؟ یہ معرفت کی باتیں ہیں جو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اس

گھرانے میں ہمیشہ یہی معرفت کے خزانے جن کے منہ ہمیشہ کھلے رہتے تھے۔ یہ بھی تو مقامِ معرفت تھا جو عباسؑ کو حاصل تھا۔ کم مقامِ معرفت تھا؟ کہ دنیا میں آتے ہی تاریخ بتاتی ہے کہ عباسؑ جب اس دنیا میں جلوۂ فگن ہوئے۔ پیدا ہوئے۔ علیؑ نے جب اُٹھایا، آنکھیں نہیں کھولیں۔ حسنؑ نے سینے سے لگایا عباسؑ نے آنکھیں نہیں کھولیں۔ سیدہ زینبؑ نے دونوں بازؤں کو چوم کر ماں زہراؑ کے ہاتھ کا سلا ہوا کرتہ پہنایا۔ عباسؑ نے آنکھیں نہیں کھولیں۔ ادھر حسینؑ آئے جیسے ہی حسینؑ کی آواز عباسؑ کے کان پر پڑی۔ تڑپ کا عباسؑ نے آنکھیں کھولیں۔ جس طرح علیؑ نے سب سے پہلے چہرۂ رسولؐ کی زیارت کی تھی۔ اسی طرح عباسؑ نے دنیا میں آکر بھی سب سے پہلے چہرۂ فرزندِ رسولؐ حسینؑ کو دیکھا۔ اور دنیا سے جاتے وقت بھی آخری نظر جو ڈالی۔ وہ حسینؑ کے زخمی چہرے پر ڈالی۔ وہ عباسؑ جو علیؑ کی تمنا، بتولؑ کی دعاؤں کا ثمرہ، جو عباسؑ سیّدہ زینبؑ کی حسرتوں کا نتیجہ تھا۔ وہ عباسؑ جو حسینؑ کا زورِ کمر بن کے آیا تھا ساری زندگی کفِ افسوس ملتا رہا کہ کاش! کبھی تو مجھے لڑنے کی اجازت مل جاتی۔(ہاہہ)(سلامت رہو، آباد رہو) سن 40 ہجری 19 رمضان کی شب علیؑ کے سر پر ضرب لگی۔ زہر میں بجھی ہوئی تلوار تھی۔ دماغ تک اُتر گئی۔ بیٹے اُٹھا کر گھر لائے۔ علیؑ گھر میں پہنچے۔ چہرے کا رنگ زرد ہے۔ سر کے زخم پر پٹی بندھی ہوئی ہے۔ ملعون قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم۔ جس کے ہاتھ رسی سے بندھے ہوئے ہیں۔ سامنے لا کے کھڑا کیا گیا۔ سیّدہ اُم کلثومؑ نے رات کا رکھا ہوا دودھ جو باباؑ نے رکھوایا تھا کہ بیٹی! نمک دے دو۔ دودھ رکھ لو۔ کل کام آئے گا۔ باباؑ زخمی ہیں۔ بیٹیؑ نے سوچ کر کہ زخمی کو بڑی پیاس لگتی ہے۔ باباؑ کے پاس دودھ بھیجوں۔ بی بیؑ نے اندر سے دودھ بھجوایا۔ جب دودھ آیا۔ حسنؑ نے بابا کی طرف دودھ بڑھایا۔ امامؑ نے ایک دفعہ دودھ کو دیکھا اور ایک دفعہ قاتل کو دیکھا۔ میرے مولاؑ نے دیکھا: قاتل خشک زبان اپنے خشک لبوں پر

Presented by www.ziaraat.com

پھیر رہا ہے۔ فرماتے ہیں! حسینؑ جی باباؑ: یہ میرے حصے کا دودھ میرے قاتل کو پلا دو۔ جب کہا نا! قاتل کو پلا دو۔ عباسؑ ساتھ کھڑے تھے۔ قبضہ تلوار پر ہاتھ رکھا۔ نیام سے تلوار نکال کر کہتے ہیں۔ باباؑ! قاتل کو دودھ پلانے کا حکم دیتے ہو؟ مجھے نہیں کہتے؟ میں اسکا سر اڑادوں جب عباسؑ نے کہا جوش میں آکر کہا نا! مجھے نہیں کہتے کہ میں اسکا سر اُڑادوں۔ علیؑ کی ایک ایک آنکھ سے تین، تین آنسو برسے، روتے روتے ریش مقدس آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ رو کے فرماتے ہیں۔ حسنؑ بیٹا! جی باباؑ۔ یہ دودھ میرے عباسؑ کو پلا دو لاؤ! غازیؑ کے غم میں رونے کی تمنا لے کے بیٹھنے والو! جیسے عباسؑ کے ہاتھ میں دودھ کا پیالہ آیا۔ باباؑ حکم! علیؑ فرماتے ہیں۔ عباسؑ! اپنے ہاتھوں سے میرے قاتل کو دودھ پلاؤ۔ عباسؑ ساتھ کھڑے تھے۔

عباسؑ کا جسم بید کی طرح لرزا۔ چہرے کا رنگ زرد پڑا۔ اندر سے ایک مستور کی رونے کی آواز بلند ہوئی۔ (رونے والو، عزادارو) جلدی سے حسنؑ روتے ہوئے باہر آئے۔ کہا باباؑ! زینبؑ کہہ رہی ہے۔ عباسؑ سے پیالہ لے لو۔ ایسا نہ ہو۔ میرے پردوں کا محافظ! مرنے سے پہلے مرجائے۔ (ہاہہ) (سلامت رہو، آباد رہو) رو رو کے کہتا رہا باباؑ! کاش! مجھے تلوار اُٹھانے کی اجازت دے دیتے۔ 50، ہجری 28 صفر بتولؑ کے بڑے بیٹے کا تابوت اٹھا، ہاشمی روتے ہوئے ساتھ جا رہے ہیں۔ عباسؑ آیا۔ نانے کے مزار پر جہاں آنے کا حق تھا۔ ادھر تابوت آیا اور اُدھر مسلمانوں نے اجرِ رسالت دینا شروع کیا۔ کسی نے پہلا تیر چھوڑا۔ اُس کے بعد تیر برسے۔ 70 تیر تابوت پر لگے۔ سات تیر کفن سے گزر کر حسنؑ کے جسم پر لگے۔

عباسؑ نے یہ منظر دیکھا۔ عمامہ کھل گیا۔ نعلین نہیں سنبھلا دوڑتا ہوا گھر کے حجرے میں آیا۔ آکر اپنی تلوار سنبھالی۔ جیسے تلوار سنبھال کر چلا۔ بی بی کلثومؑ نے بی بیؑ زینبؑ کا شانہ ہلا کر کہا! زینبؑ۔ ذرا دیکھ ہم اُجڑ گئے۔ ہم لُٹ گئے۔ وہ دیکھ عباسؑ تلوار

لے کے جا رہا ہے جب بی بیؑ نے دیکھا۔ غازی تلوار لے کے جا رہا ہے۔ آواز دیکر کہتی ہے۔ عباسؑ عباسؑ! میری چادر کا واسطہ۔ رُک جا (ہاہہ) بڑھتے غازی کے قدم رُک گئے۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ سیّدہ جیؑ! جلدی فرماؤ۔ کیا حکم ہے؟ عباسؑ بھائی کا تابوت لے کے گیا تھا۔ یہ تلوار کیوں لایا ہے؟ تلوار لے کے کہاں جا رہا ہے؟ رو کر کہتا ہے: آپؑ کے بھائی کے تابوت پر تیر برس رہے ہیں۔ مجھے تلوار لے کے جانے دو۔ تاکہ میں مسلمانوں سے پوچھ سکوں کہ بتولؑ کی اولاد کو بے وارث کب سے سمجھ لیا؟ ابھی تو اُن کا غلام عباسؑ زندہ ہے۔ بی بیؑ رو کر کہتی ہے عباسؑ! تلوار بے شک لے جا۔ لیکن میری ماں بتولؑ کا واسطہ۔ جب تک حسینؑ اجازت نہ دے (ہاہہ) تلوار نہ اُٹھانا۔ عباسؑ تلوار لے کر بڑھے حسینؑ کی نظر پڑی بھائی کا تابوت رکھا۔ بڑھتے عباسؑ کو روکا۔ عباسؑ! لڑنا نہیں ہے۔ روتے ہوئے رخ کر دیا! نجف کی طرف: رو کے کہتا ہے۔ باباؑ! اگر تیرے رسول کا بیٹا اجازت دے دیتا تو آئندہ کیلئے اُن کو جرأت نہ ہوتی۔ ساری زندگی حسرت رہی۔ حسینؑ لڑنے کی اجازت دیدیتے۔ سن 60 ہجری گزر گئی۔ 7 محرم کا دن آیا۔ عمر ابن سعد کا پیغام ملا۔ حسینؑ! دریا کے کنارے سے خیمے اُکھاڑ لو۔ امامؑ فرماتے ہیں! عباسؑ! جی مولاؑ۔ حکم آیا ہے خیمے اُکھاڑ لو۔ تلوار کے قبضے پہ ہاتھ رکھ کر کہتا ہے۔ زہرہؑ کا لعلؑ! اب تو اجازت دے دے۔ ان کی کیا جرأت جو خیمے ہٹوا سکیں۔ مولاؑ! شبیہ پیغمبرؐ اکبرؑ کو لڑنے کی تکلیف نہ دو۔ مولاؑ! تصویر حسنؑ۔ قاسمؑ کو لڑنے کی تکلیف نہ دو مولاؑ! اس کربلا کے اس حصے میں ایک طرف میں کھڑا ہوتا ہوں، ایک طرف میرا دوسرا بھائی، ایک طرف تیسرا، ایک طرف چوتھا، چھ لاکھ مسلمانوں سے کہہ دے۔ آؤ! حسینؑ کی کنیز ام البنینؑ کے بیٹوں کا مقابلہ کرلو۔ مولاؑ! جب ہم مارے جائیں تو خیمے اُکھاڑ لینا۔ سیدزادہؑ رو کے کہتا ہے عباسؑ! میں لڑنے نہیں آیا۔ غازیؑ خیمے اُکھاڑ لو۔ خیمے اُکھاڑنے کا حکم ملا! خیمے کی چوب میں ہاتھ ڈالا۔ روتے روتے پیشانی چوب پر لگی۔ اندر سے سیّدہ زینبؑ نے روتے

Presented by www.ziaraat.com

دیکھا! حسینؑ عباسؑ کیوں رورہا ہے؟ کہا! میں نے کچھ نہیں کہا۔ صرف اتنا کہا ہے خیمے اُکھاڑلو۔ سیّدہؑ (زینبؑ) نے اندر بلایا۔ عباسؑ روتے اندر گئے۔ عباسؑ کیوں رورہا ہے؟ بی بیؑ! مولاؑ نے مجھے لڑنے کی اجازت نہیں دی۔ کہا! عباسؑ! جیسے مولاؑ کہتے ہیں ویسے عمل کرو۔ زمین پر سر مار کر کہتا ہے! مجھے یقین ہوگیا۔ آپؑ نے بھی بازاروں میں جانے کی تیاری کرلی ہے۔ (ہاہہ) حسرت میں رہا کسی طرح اجازت ملے۔ دسویں کا دن آیا! مولاؑ! مولاؑ! اب تو اجازت دے دو۔ نہیں! عباسؑ: ایک ایک ہاشمی جوان مارا گیا۔ صحابی شہید ہوئے۔ فوج باقی نہیں رہی۔ روکر کہتا ہے! اب تو مولاؑ! اجازت دے دو۔ کہا! عباسؑ: جس فوج کا علمدار مارا جائے۔ اس فوج کے دل ٹوٹ جاتے ہیں۔ رو کے کہتا ہے! مولاؑ! کونسی فوج باقی ہے؟ جس کا میں علمدار ہوں۔ اتنے میں چھوٹے چھوٹے بچوں کے خیموں سے رونے کی آواز بلند ہوئی۔ العطش، العطش ہائے پیاس، ہائے پیاس (رونے والو، عزادارو، ہاتھ باندھ کر ایک فقرہ کہتا ہوں۔ آپ سے بھی، اپنی ماؤں بہنوں سے بھی، جب بھی چھوٹی چھوٹی بچیوں کو یا چھوٹے چھوٹے بچوں کو ٹھنڈا، ٹھنڈا پانی ان دنوں میں پلانا! ایک بار رُخ کرلینا کربلا کی طرف: رو کے کہنا: کربلا کے پیاسو! کربلا کے مظلومو! ہائے تم تو پیاسے تڑپتے رہے) مولا یہ بچے پیاس سے تڑپ رہے ہیں۔ اگر کوئی بچہ پیاس سے تڑپ تڑپ کر مرگیا اور قیامت کے دن آپؑ کی ماں بتولؑ نے مجھ سے پوچھ لیا کہ عباسؑ! تو زندہ رہا اور میرے بچے پیاس سے بھی تڑپتے رہے۔ مولاؑ! کیا جواب دوں گا؟ اچھا! عباسؑ جاؤ خدا کے حوالے۔ مولاؑ! لڑوں؟ فرمایا! نہیں! بچوں کو پانی لانے کی تجویز کرو۔ لڑنے کی اجازت پھر بھی نہ ملی۔ خیمے میں آئے۔ سکینہؑ سے مشکیزہ لیا۔ ایک ایک بی بیؑ کو آخری سلام کیا۔ سلام کرکے اُس خیمے میں آئے۔ جہاں وہ مستور بیٹھی تھی۔ جس نے ہمیشہ یہی کہا تھا۔ بی بیو! گھبراؤ نہیں۔ جب تک میرا عباسؑ زندہ ہے۔ کسی کی کیا جرأت؟ جو خیموں کی طرف میلی نظر سے دیکھے۔ عباسؑ دروازے پر آئے۔ سیّدہؑ کا سر جھکا ہوا ہے۔ دروازے پر رُک کر

غازیؑ دونوں ہاتھ پیشانی پر رکھ کر، آواز دیکر کہتا ہے۔ بتولؑ کی بیٹی۔ کنیز کے بیٹے کا آخری سلام۔ چند منٹوں کے مہمان غلام کا آخری سلام۔ جب کہا نا غلام عباسؑ کا آخری سلام۔ بہنوں والو! سن سکو گے بی بیؑ نے سر اُٹھایا۔ عباسؑ کو دیکھا۔ کہتی ہے۔ عباسؑ! اندر چلا آ۔ عباسؑ خیمے کے اندر آیا۔ عباسؑ دوزانو ہوگئے بیٹھ جا۔ عباسؑ بیٹھ گیا۔ بی بیؑ نے پہلے دایاں بازوں چوما۔ پھر بایاں بازوں چوما۔ آنکھوں کا بوسہ لیا۔ رو کے کہتی ہے بابأ! آپؑ نے سچ کہا تھا (ہاہہ) بابأ! آپؑ نے سچ کہا تھا۔ عباسؑ تڑپ کر کہتا ہے۔ بی بیؑ! بابأ نے کیا کہا تھا؟ کہا! عباسؑ ایک دن میں گھر میں بیٹھی تھی۔ بابأ میرے قریب آکر بیٹھ گئے۔ رو کے کہنے لگے! زینبؑ! اگر ہو سکے تو ذرا سر سے چادر ہٹا۔ تاکہ میں جھک کر تیرے بالوں کا بوسہ لے سکوں۔ میں نے آنکھیں بند کی۔ بابأ نے جھک کر میرے سر کا بوسہ لیا۔ میں نے دیکھا بابأ رو بھی رہے ہیں اور بوسہ بھی لے رہے ہیں۔ کہا! زینبؑ اُس وقت کو یاد کر کے رو رہا ہوں۔ جب تیرے سر سے ردا چھن جائے گی۔ تو پابند رسن بنے گی۔ بابأ نے کہا، میں نے سنا۔ اُس دن سے میں سوچنے لگی۔ بابأ نے جو کچھ کہا ہے بجا ہے۔ لیکن جس زینبؑ کا عباسؑ جیسا بھائی ہو۔ اُس کے سر سے ردا کون چھین سکتا ہے؟ اُس سے پابند رسن کون بنا سکتا ہے؟ عباسؑ! تیرا آخری سلام مجھے بتا رہا ہے کہ مجھے بازاروں میں جانا پڑے گا۔ درباروں میں جانا پڑے گا۔ جا! خدا کے حوالے، میں بازاروں میں خطبے پڑھ لوں گی۔ کہرامِ ماتم بپا ہوا۔ عباسؑ چلے۔ دریا کے کنارے پہنچے۔ مشکیزہ بھرا۔ بھر کے پلٹے۔ چاروں طرف سے فوج اشقیاء نے عباسؑ کو گھیرے میں لیا۔ عباسؑ کی کوشش ہے کسی طرح پانی پیاسوں تک پہنچ جائے۔ تاکہ بتولؑ سے شرمندہ نہ رہ سکوں چاروں طرف سے فوج نے گھیر کر تیر: بسانے شروع کیے۔ عباسؑ گھوڑے پر جولان لگا رہے ہیں حاکم بن طفیل نے آپؑ کے دایاں بازوں پر وار کیا۔ دایاں بازوں شہید ہوا۔ مسکرا کر کہتے ہیں اکبرؑ کا صدقہ ہو (ہاہہ) کٹے ہوئے بازوں سے علم سنبھالا۔ دوسرے ہاتھ سے تلوار چلانی شروع کی طرہ بن شریف

Presented by www.ziaraat.com

ملعون نے عباسؑ کے بایاں بازو پر وار کیا۔ (رونے والو!) غازیؑ کا دوسرا بازو شہید ہوا۔ آواز دیکر کہتے ہیں۔ اصغرؑ کا صدقہ ہو۔ کٹے ہوئے بازوؤں سے علم سنبھالا۔ علم کبھی دائیں جھکا کبھی بائیں جھکا۔ خیمے کے دروازے پر فضہ نے سکینہؑ کو اٹھایا ہوا ہے۔ سکینہؑ نے جب دیکھا کہ میرے چچا کا علم جھک رہا ہے تڑپ کر کہتی ہے دادی فضہ دادی فضہ! یہ میرے چچا کا علم کیوں جھک رہا ہے؟ فضہ نے رو کر کہا! سکینہؑ سکینہؑ! تیرے چچاؑ کے بازوں کٹ گئے۔ بازو کٹنے کا نام آنا تھا۔ بچی آواز دیکر کہتی ہے۔ چچاؑ چچاؑ! زندہ خیمے میں چلے آؤ۔ چچاؑ! میں وعدہ کرتی ہوں۔ جب تک زندہ رہوں گی۔ اب پانی نہیں مانگوں گی۔ چچاؑ! اگر آپؑ مارے گئے تو میرے باباؑ کو کون بچائے گا؟ پھوپھیوں کے پردے کون بچائے گا؟ دونوں بازو شہید ہوئے۔ غازیؑ کے جسم پر اتنے تیر برسے کہ پورا جسم تیروں میں چھپ گیا۔ عمر ابن سعد نے آواز دیکر کہا! شامیو! کوفیو! جس جس نے علیؑ سے بدلہ لینا ہو۔ (ہاہے) ہر گھر پر غازیؑ کے وفا کے علم لہرانے والو! روتے بھی جاؤ۔ بابُ الحوائج کے صدقے میں دعائیں بھی مانگتے جاؤ) یہ ظالم کہتا ہے! شامیو، کوفیو! جس جس نے علیؑ سے بدلہ لینا ہو۔ ہر طرف سے تیر برسے کسی نے نیزہ مارا، کسی نے تلوار ماری کسی نے گرز مارا۔ ایک ظالم نے آپؑ کے سر پر زور سے گرز مارا۔ گرز کا لگنا تھا، درمیان سے سر پھٹا، دماغ نکل کر شانوں پر گر پڑا۔ (میں نے پڑھ دیا، آپ نے سن لیا) پتہ تو اُس بہن کو چلا جو دروازے سے دیکھ دیکھ کر پوچھ رہی تھی۔ حسینؑ! میرا عباسؑ کس عالم میں ہے؟

ایک اور ظالم نے عباسؑ کی کمر میں نیزہ مارا۔ نیزے کا لگنا تھا۔ عباسؑ زین سے زمین پر آیا۔ مولا حسینؑ کو آخری سلام کیا حسینؑ نے دونوں ہاتھوں سے کمر پکڑ لی اور کہا۔ **اَلآنَ اِنکَسَرَتْ ظَهرِیْ۔ عباسؑ اب حسینؑ کی کمر ٹوٹ گئی۔ اور کوئی سہارا نہیں رہا۔**

" اَلا لَعنَةُ اللّٰهِ عَلَی القَومِ الظّٰلِمِینَ "

ساتویں مجلس

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیطٰنِ لَعِینَ الرَّجِیمِ ط

بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ o

الحمدللّٰه رب العالمین والصلوٰة والسّلام علی النبی الامی القرشی الهاشمی ابطحی المکی المدنی المبعوث علی العرب والعجم ابی القاسم محمد صلی اللّٰه علیه و آله وسلم.

وعلی آله الطیبین الطاهرین المعصومین الشاکرین الصابرین الراشدین المهدیین o اما بعد فقد قال اللّٰه تبارک وتعالی فی کتابه المجید وفرقانه الحمید وقوله الحق. **لَیسَ البِرَّ اَن تُوَلُّوا وُجُوهَکُم قِبَلَ المَشرِقِ وَالمَغرِبِ (صلواة)**

(نعرۂ تکبیر نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت، نعرۂ حیدری حیدری، حسینؑ زندہ باد حسینؑ زندہ باد، یزیدیت مردہ باد، یزیدیت مردہ باد۔ با آواز بلند تر صلواۃ) حضرات جن جن احباب نے فرداً فرداً میرے ذمے دعائیں لگائی ہیں۔ صدقہ ذکر محمدؐ و آلِ محمدؐ کا اوران ایام مبارکہ کا خلاقِ عالم سب کی دُعائیں پوری ہوں۔ اسی طرح الحاج اشفاق حسین جعفری کی (اللہ زندگی دراز کرے اور انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے) اور یہ سلسلہ عزاداری کا ہمیشہ ہمیشہ جاری وساری اسی طرح رہے۔ اُن کے بھائی قلبِ حسن بیمار ہیں۔ خود حاجی صاحب کے گھر سے ہماری بھابھی صاحبہ بیمار ہیں۔ قلبِ حسن کی وائف بیمار ہیں اور جو جو لوگ بیمار ہیں۔ جنہوں نے میرے ذمے دُعائیں لگائیں ہیں۔ بالخصوص ہمارے میجر سیّد واصف علی شاہ صاحب کی والدہ بیمار ہیں۔ اور جن

Presented by www.ziaraat.com

لوگوں نے دعائیں میرے ذمے لگائی ہیں۔ خدا ہر ایک بیمار کو اسی ذکر میں شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ (الہیٰ آمین) اور جو بے اولاد ہیں جو بے اولاد ہیں۔ خلاقِ عالم اسی ذکر کے طفیل انہیں اولادِ نرینہ عطا فرمائے جو مقروض ہیں اللہ اُن کے اسی ذکر کے وسیلے سے قرض ادا ہو۔ جو احباب ذہنی طور پر یا قلبی طور پر حالت زمانہ کے تحت پریشان ہیں۔ اسی ذکر کے طفیل خلاقِ عالم اُن کی پریشانیوں کو دور فرمائے یہاں ہمارے عزیز بھائی جعفر صاحب کے والد بیمار ہیں محبوب جعفری صاحب کے والدین بیمار ہیں خدا انہیں صحت کلّی عطا فرمائے یہاں امجد علی صاحب، مبارک علی صاحب، طالب شاہ صاحب، بھائی بشارت حسین صاحب، سید سجاد حسین شیرازی اور باقی جن مومنین نے حاجی صاحب سے مل کر اس انتظام میں مکمل طور پر عشقِ محمدؐ آل محمدؐ کے تحت حصہ لیا ہے؟ لے رہے ہیں۔ خلاقِ عالم اُن سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ ہمارے ملک پاکستان میں امن وامان قائم ودائم رہے۔ داخلی اور خارجی انتشارات سے ہمارا ملک محفوظ رہے۔ اور یا اللہ اس ذکر کے صدقے میں وارث اَمن امام زمانؑ کے ظہور میں تعجیل فرما۔ (باآواز بلند صلوٰات) گزارش یہ ہے۔ آج دامنِ وقت میں جو وقت موجود ہے وہ آپ کی نظر کے سامنے ہے۔ سلسلہ جو موضوع کے تحت چل رہا ہے وہ یہی تھا کہ سیدہؑ نے حدیث کے تقابل میں آیات کی تلاوت فرمائی۔ اور آیات کی تلاوت فرما کر آپؑ نے اس حقیت کو واضح فرمایا کہ میرے باباؐ کا فرمان ہے، ارشاد ہے کہ ہر وہ حدیث تسلیم کی جائے۔ جس کی تائید قرآن کرتا ہے۔ تو پھر جس حدیث کی تائید قرآن نہیں کرتا۔ اُس حدیث کو دیوار پردے مارو اور اسکو قبول نہ کرو۔ شیعیانِ محمدؐ وآل محمدؐ جس قدر کتب احادیث موجود ہے۔ ہم نے تحریر کے ذریعے سے یا تقریر کے وسیلے سے جب بھی موجودہ اور آنے والی نسل تک حدیث کو پہنچاتا ہے، اُسی حدیث کو

پہنچانے کی کوشش کی ہے جس کی تعریف قرآن کر رہا ہے۔ مثلاً کلام مقدس کی یہ آیات مبارکہ جس کو دو، چار دن پہلے آپ کے سامنے بیان کیا گیا تھا۔ کہ وَآتِ ذَالْقُربٰی حَقَّهُ۔ رسول پاکؐ سے اللہ نے ارشاد فرمایا کہ صاحب قرابت کو اُس کا حق ادا کر۔ تو اب اس آیت کے نزول کے سلسلہ میں ہمارے بڑے بھائیوں کی بڑی کتابوں میں سے ایک کتاب ہے۔ جس کا نام ہے شواہد التنزیل۔ اُس کتاب میں یہ حدیث اور یہ روایت اور الفاظ موجود ہے۔ کہ فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذه الآيَةِ۔ جب یہ آیت۔ وَاٰتِ ذَالْقُرْبٰی حَقهُ نازل ہوئی۔ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ فَاطِمَةَ۔ رسول پاکؐ نے سیدہ فاطمہؑ کو بلایا۔ بلانے کے بعد آپؑ کو فدک عطا کیا اور عطا کرنے کے بعد کہا...... کہ بیٹی فاطمہؑ! فدک جو میں تمہیں دے رہا ہوں۔ یہ میں نہیں دے رہا۔ بلکہ اللہ کی جانب سے تقسیم ہے تمہارے لیے اور تمہاری اولاد کے لیے۔ تو اب یہ حدیث بمطابق آیت ہے۔ یعنی جسکو تسلیم کیا جا رہا ہے۔ یہ حدیث بمطابق آیت ہے۔ (نمبر 2) فَتَلَقّٰی آدَمُ مَنْ رَّبِّهِمْ كَلِمَاتِ فَتَابَ عَلَيْه۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ آدمؑ نے اپنے رب سے چند کلمات کی معرفت کا علم حاصل کیا۔ اور انہیں کلمات کا حضرت آدمؑ نے اللہ کو واسطہ دیا۔ روئے زمین پر آنے کے بعد۔ یہی کلمات کے وسیلے سے فَتَابَ عَلَيْهِ۔ جناب آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی۔ یہ آیت ہے۔ اب وہ کلمات کون سے ہیں؟ جن کلمات کے وسیلے سے ذریعے سے ہمارا باپ آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی۔ کتاب کا نام شواہد التنزیل ہے۔

ہمارے بھائیوں کی کتابوں میں سے ایک کتاب ہے۔ دوسری کتاب کا نام ارجح المطالب حضرت علامہ عبید اللہ امرتسری کی لکھی ہوئی ہے۔ یہ بھی ہمارے بزرگ بھائیوں کی کتب میں سے ایک کتاب ہے ان دونوں کتابوں میں یہ درج ہے کہ

Presented by www.ziaraat.com

اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جب رسولؐ سے سوال کیا۔ کہ یارسول اللہؐ! وہ کلمات کون سے ہیں جن کلمات کے وسیلے سے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا! سَـآلَـهُ آدمؑ ۔ آدم نے اللہ سے سوال کیا۔ اور سوال کرتے ہوئے واسطہ دیا۔ کہا! سَـالُکَ بحق محمدٍّو علیٍّ وفاطمۃٌ والحسنؑ والحسینؑ ۔ ہمارے باپ آدمؑ نے رسولؐ کی حدیث کے مطابق اللہ کی بارگاہ میں واسطہ کن کا پیش کیا۔

کہ میرے اللہ! میں تجھے واسطہ دیتا ہوں۔ ذاتِ مصطفیٰؐ کا۔ بتولؑ زہرا کا علی المرتضیٰؑ کا، حسنِ مجتبیٰؑ کا، حسینؑ سید الشہداء کا جب میں ان کا واسطہ دے رہا ہوں۔ تو پھر تو توبہ قبول کیوں نہیں کرتا؟ ان کا واسطہ دینے کے بعد اللہ نے جناب آدمؑ کی توبہ کو قبول کیا۔ معلوم ہوا! یہ پنجتن پاکؑ ہیں جو ہمارے باپ آدمؑ کا وسیلہ بنے۔ (واہ......) یہ وہ پنجتن پاکؑ ہیں جو ہمارے باپ آدمؑ کا وسیلہ بنے۔ (تمام شیعہ سنی بھائی بزرگ اکثر میرے پاس سوالات آرہے ہیں۔ قادری صاحب! کے ذریعہ سے بخاری صاحب کے ذریعہ سے وہ تاریخ پڑھ رہے ہیں۔ فرداً فرداً ایک ایک سوال کا جواب ان دنوں میں نہیں دیا جا سکتا۔ میں دینے کو کوشش کرتا ہوں) ہمارے باپ آدمؑ نے اپنی توبہ کی قبولیت کیلئے صرف اور صرف دو کام کیے ہیں۔ تیسرا کام نہیں کیا۔ پہلا کام پنجتن پاکؑ کا واسطہ دیا ہے معلوم ہوا پنجتن پاکؑ کی معرفت تھی۔ (واہ......) (بڑے آرام سے چند کلمات دینے تھے۔ آگے پڑھ سکوں گا) معلوم ہوا پنجتن پاکؑ کی معرفت تھی۔

اگر اس وقت پنجتن پاکؑ کا ان آیات مبارکہ کا ذکر پیش تھا۔ تذکرہ نہیں تھا۔ تو حضرت آدمؑ کو یہ معرفت کہاں سے حاصل ہوئی (واہ......) پھر عرض کر رہا ہوں اگر ہمارے باپ آدمؑ کو پنجتن پاکؑ کی معرفت حاصل نہ ہوتی۔ تو وہ ان ذواتِ مبارکہ کا بارگاہ الٰہیہ میں واسطہ نہ دیتے ان کا واسطہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں ان کی معرفت حاصل تھی۔ گو یاد کرتھا (ہاہاہا) تذکرہ تھا۔ اسی لیے تو انہیں معرفت تھی۔ تو اب

واسطہ دیا۔ ہمارے باپ آدمؑ نے ان پنجتن پاکؑ کا جو واسطہ دے رہا ہے۔ وہ مقصود ہے۔ (واہ......) جو واسطہ دے رہا ہے۔ وہ مقصود اور جسکا واسطہ دیا جا رہا ہے۔ وہ افضل۔ تو اب گلفام کو کہنے کا حق حاصل ہے۔ کہ جب ہم سب کا باپ آدمؑ پنجتن پاکؑ کی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتا تو کوئی محمدؐ کا امتی علیؑ وشبرؑ وشبیرؑ کی حق فطری کا دعویٰ کیسے کرتا۔ (نعرۂ حیدری یا علیؑ مدد درود پڑھیے گا صلوات) جو فقرہ میں نے کہنا تھا وہ یہ ہے۔ ہمارے سب مسلمان بھائی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اپنی توبہ قبول کروانے کے لیے ہمارے باپ آدمؑ نے صرف دو کام کیے تیسرا کام نہیں کیا۔ ایک پنجتن پاکؑ کا واسطہ دیا اور دوسرا کام کیا کیا؟ گریہ کیا روئے، آنسو برسایا (واہ......) کمال ہے صاحبان۔ نعرۂ حیدری۔ یا علیؑ) ہمارے باپ آدمؑ صفی اللہ نے اپنی توبہ قبول کروانے کے لیے صرف دو کام کیے ہیں ایک اللہ کی بارگاہ میں ان ذواتِ مطہرہ کا وسیلہ پیش کیا ہے اور دوسرا کیا کیا ہے؟ روئے۔ آنسو برسائے ہیں۔ اب جو شیطان نے دیکھا کہ آدمؑ کی توبہ ان دو کاموں کے سبب قبول ہوگئی۔ کہنے لگا۔ آدمؑ! مجھے تو علم ہی نہیں تھا میں بے خبری میں مارا گیا بے موت مارا گیا مجھے کیا پتہ تھا کہ ان دو کاموں کے سبب اللہ راضی ہو جاتا ہے۔ اور توبہ قبول کر لیتا ہے۔ اچھا تیری توبہ قبول ہوگئی لیکن تیری اولاد کیلئے ہمیشہ کوشش کرتا رہوں گا کہ نہ روئے، نہ وسیلے کا اقرار کرے۔ (واہ......) (نعرۂ حیدری یا علیؑ) برائے خوشنودی محمدؐ وآل محمدؐ بلند تر صلوات) بہرحال یہ حدیث بمطابق آیت ہے۔ (پارہ نمبر 18 میں ہے) **فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَی الْكٰذِبِيْنَ** ۔ میرے حبیبؐ، میرے محبوبؐ! ان نصاریٰ سے فرما دو کہ ہم اپنے بیٹے لاتے ہیں اور تم اپنے بیٹے لاؤ۔ ہم اپنی نساء لاتے ہیں۔ تم اپنی نساء لاؤ۔ ہم اپنے جیسے لاتے ہیں (لفظ لفظ کا ترجمہ میں اسی طرح کیا کرتا ہوں ہم اپنے جیسے لاتے ہیں۔ اور تم اپنے جیسے لاؤ۔ کریں کیا؟ ہمیشہ ملکر جھوٹوں پر لعنت بھیجیں اب لعنت بھیجنی تھی۔ جھوٹوں

Presented by www.ziaraat.com

پر۔ ورنہ نہیں تھا۔ صرف لعنت بھیجنی تھی۔ جھوٹوں پر۔ رسولؐ کن کو لیکر گئے؟ (ہمارے بڑے بھائیوں کی کتاب "غایۃ المرام" اُس کے حوالے سے میں پڑھ رہا ہوں) کہ رسول پاکؐ جب میدانِ مباہلہ میں جانے لگے۔ اتنے بڑے مدینے میں سے آپؐ نے کسی کو ساتھ نہیں لیا۔ اگر لیا ہے دَعَا عَلِیّاً فَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَیْنِ۔ علیؑ کو پکارا، فاطمہؑ کو لیا۔ حسنؑ و حسینؑ کو بلایا بیٹوں کی جگہ پر شبیرؑ و شبرؑ کو لیا۔ نفس کی جگہ پر علیؑ کو لیا۔ نساء کی جگہ پر فاطمہؑ کو لیا۔ انہیں لے کر جب چلے تو (غایۃ المرام کے یہ فقرے ہیں) کہ رسول پاکؐ نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا! اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ ۔ اے اللہ یہ جنہیں میں لے کے جا رہا ہوں۔ جھوٹوں کے مقابلہ میں یہی ہیں۔ میری اہل بیتؑ (نعرۂ حیدری یا علیؑ) یا اللہ! جنہیں میں جھوٹوں کے مقابلہ میں لے کر جا رہا ہوں۔ یہی ہیں میری اہل بیتؑ۔ صاحبان! رسول پاکؐ نے باعزت، باعظمت، بادسعت، باکردار، باگفتار، باعلم و عمل۔ صحابہؓ مدینے میں موجود تھے۔ ہمیں کسی صحابی کی عظمت کا انکار نہیں ہے۔ مگر جہاں تک تعلق ہے اس آیت کی تشریحی تصویر کا۔ یعنی تفسیر کی تصویر کا۔ میدان مباہلہ میں، رسولؐ نہ کسی صحابیؓ کو لے گئے نہ کسی صحابیؓ زادے کو لے گئے۔ نہ گھر کے کسی حرم کو لے گئے۔ نہ صحابی زادمیں سے کسی کو لے کر گئے۔ صرف اور صرف علیؑ و فاطمہؑ شبیرؑ و شبرؑ کو لے کر گئے۔ کن کے مقابلوں میں؟ جھوٹوں کے مقابلے میں۔ کیونکہ مقابلہ تھا جھوٹوں کا۔ جا وہی سکتا تھا جس نے زندگی بھر کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔ (واہ..... نعرۂ حیدری یا علیؑ) مقابلہ تھا جھوٹوں سے جا ہی سکتا تھا۔ جس نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔ جو رسولؐ کی نگاہ میں صادق تھے۔ (واہ......) جو نگاہِ نبوتؐ میں صدیق تھے۔ آیت کے حکم کے مطابق رسول پاکؐ میدانِ مباہلہ میں اُنہیں لے کر گئے جو سچے تھے جو ان کے مقابلہ میں آئے۔ وہ کون تھے؟ جھوٹے تھے۔ بھیجنی صرف لعنت تھی۔ رسولؐ تنہا چلے جاتے۔ جا کے لعنت بھیج دیتے۔ وہ تباہ

و برباد ہو جاتے ہیں۔ یا اللہ! یہ حکم کیوں دیا؟ کہ بیٹوں کو بھی لے جا۔ نساء کو بھی لے جا من منزلت نفس کو بھی لے جا۔ کہا! اسی لیے تو حکم دیا ہے۔ اگر محمدؐ! اکیلا چلا جاتا تو آنے والی قیامت تک کی نسلیں یہی کہتی کہ کاذب وہی ہے، کذاب وہی ہے، جھوٹا وہی ہے۔ جو محمدؐ کے مقابلے میں آئے۔ اسی لیے جھوٹوں کے مقابلے میں اکیلا نہ جا! نساء کی جگہ پر فاطمہؑ کو لیجا۔ نفس کی جگہ پر علیؑ کو لیجا۔ بیٹوں کی جگہ پر شبیرؑ و شبرؑ کو لے جا۔ تا کہ۔ قیامت تک کے لیے مسئلہ حل ہو جائے۔ کہ جو محمدؐ کے مقابلے میں آئے۔ وہ بھی جھوٹا جو علیؑ کے مقابلے میں آئے۔ وہ بھی جھوٹا۔ جو فاطمہؑ کے تقابل میں آئے۔ وہ بھی جھوٹا جو شبیرؑ و شبرؑ کے مقابلے میں آئے۔ وہ بھی جھوٹا) نعرۂ حیدری یا علیؑ) نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت، نعرۂ حیدری۔ (آ ہا ہا) سلامت رہو، آباد رہو، برائے خوشنودی حضرت فاطمۃ الزہراؑ سلام اللہ علیہا بلند تر صلوات) (یہاں ہم پھر دیکھتے ہیں) کہ حدیث بمطابق آیت ہے۔ ہم صرف اور صرف اُس حدیث کو تسلیم کرتے ہیں جو حدیث بمطابق آیت ہو (نمبر 4) جو اللہ سے چمٹ گیا جس نے اللہ سے تمسک حاصل کیا۔ وہ صراط مستقیم کی طرف ہدایت پا گیا۔ ہدایت یافتہ ہوا۔ اب وہ صراط مستقیم کیا ہے؟ وہ تمسک باللہ کیا ہے؟ جس کے سبب صراط مستقیم حاصل ہو جاتی ہے (پھر میں کتاب کا نام لے رہا ہوں "شواہد التنزیل" ہمارے بڑے بھائیوں کی کتابوں میں سے یہ ایک کتاب ہے۔ اس میں یہ درج ہے) کہ رسول پاکؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰہ ۔ اللہ نے علیؑ کو، فاطمہؑ کو، حسنؑ کو اور حسینؑ کو اپنی مخلوق پر اپنی حجت قرار دیا ہے۔ (میں شیعہ کتاب کا حوالہ نہیں دے رہا) جب کتب سے یہ ثابت ہے کہ رسولؐ کے بعد علیؑ حجۃ اللہ ہے (واہ......) جب کتب سے یہ ثابت ہے کہ رسولؐ نے قرار دیا ہے۔ (میں شیعہ کتب کا حوالہ نہیں دے رہا) جب کتب سے یہ ثابت ہے کہ رسولؐ کے بعد علیؑ حجۃ اللہ ہے جب کتب سے ثابت ہے کہ علیؑ حجۃ اللہ ہے۔ اور علیؑ کے بعد حسنؑ

Presented by www.ziaraat.com

حجۃ اللہ ہے اور حسنؑ کے بعد حسینؑ حجۃ اللہ ہے۔ میں نے شیعہ کتاب کا حوالہ نہیں دیا (تو آج روزانہ یہ سوال لکھ کر بھیجنا اس کتاب میں نہیں جانا چاہیئے تھا) کہ آپ شیعہ حضرات مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے بعد عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰهِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَخَلِیْفَتُهٗ بِلاَ فَصْلٍ کیوں پڑھتے ہیں۔(بابا آپکی کتابیں بتا رہی ہیں کہ محمدؐ کے بعد بِلاَ فَصْلٍ علیؑ حُجّةُ اللّٰه ہے (نعرۂ حیدری یاعلیؑ ۔نعرۂ تکبیر،نعرۂ رسالتؐ ۔نعرۂ حیدری، بلند تر صلوات) رسولؐ کی یہ حدیث بمطابق آیت ہے۔ اور ہم اُس حدیث کو تسلیم کرتے ہیں کہ بمطابق جو آیت ہوتی ہے۔(نمبر 5) یَاۤاَیُّهَا الرَّسُوْل بلّغ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ من رَّبک فَاِنْ لم تفعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ۔(اب میں اُس کتاب کا حوالہ دے رہا ہوں۔ جو تقریباً ہر عربی دان مذہب سے تعلق رکھنے والے مسلمان کے گھر پائی جاتی ہے۔ وہ اہل تشیع سے ہو، یا وہ تسنن سے ہو کتاب کا نام ہے "تفسیر کبیر" حضرت علامہ فخر اُلدین راضی جیسے فلسفی منطقی ،نحوی، صرفی، محدث، مفسر کی یہ لکھی ہوئی تفسیر ہے۔اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے جہاں انہوں نے اقوال تحریر فرمائے ہیں اِن میں سے ایک قول انہوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ "اِنَّهَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآیَةُ یَوْم غَدِیْر خُمِ فَضْل عَلیِ ابن ابی طالبؑ ۔یہ آیت یَا ایها الرسولؐ...... مَنْ رَبک ۔اے رسولؐ! پہنچادے (آہاہا......) پہنچادے وہ امر جو تجھ پر نازل کیا جا چکا ہے۔ اگر تو نے یہ کام نہ کیا۔ (آہاہا......واہ واہ) وَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ اُگر تو نے یہ کام نہ کیا۔فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۔تو تو نے تبلیغ رسالت کا کوئی کام نہ کیا۔ مسلمانانِ عالم! یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ جو اس کام سے مربوط ہے۔

خدا کے محبوب نے بڑی تبلیغ کی اور مکہ میں دس سال تبلیغ کی اور کہا ہجرت کے بعد مدینے آ کر تیرہ اور دس دن۔ لیکن وصال سے پہلے، آخری حج پڑھنے کے بعد

مقام جحفہ سے گزر کر جب غدیر کی منزل کے قریب آئے۔ تو ارشادِ خداوندی ہوا! کہ میرے محبوبؐ، یہ امر پہنچادے۔ اگر یہ کام نہ کیا تو تبلیغ رسالت کا کوئی کام نہ کیا معلوم ہوا نبیوںؑ کے نبیؐ کی تبلیغِ رسالت کا دارومدار اس کام پر ہے۔ نبیؐ الانبیاءؑ کی تیس سالہ تبلیغ رسالت کا انحصار اس کام پر ہے۔(میں عدالت چاہتا ہوں، میں انصاف چاہتا ہوں۔ اگر ایک لفظ میں قصاص سے مغلوب ہو کر پڑھوں تو ساری تقریر ہر صاحب علم میرا گریبان پکڑے گا کہ یہ فاسق ہے اور اگر حق میں بیان کروں جو میں بیان کر رہا ہوں۔ اِنَّهَا نَزَلَتْ یَوْمَ غَدِیْر خُمِ ۔کہ یہ آیت مدینے میں نازل ہوئی تو گھر جا کر سوچنے کا حق ہر ایک کو حاصل ہے۔ کہ) علامہ فخر الدین راضی تفسیر کبیر میں تحریر فرما رہے ہیں کہ اِنَّهَا نَزَلَتْ هٰذِه الآیَةُ یَوْمَ غَدِیْرِ خُمِ ۔کہ یہ آیت مدینے میں نازل نہیں ہوئی۔ مکہ میں نازل نہیں ہوئی۔ مسجد الحرام میں نازل نہیں ہوئی مسجدِ نبویؐ میں نازل نہیں ہوئی۔ اُحد و بدر، خندق، خیبر کے میدان میں نازل نہیں ہوئی۔ کہاں نازل ہوئی؟ غَدِیْرِ خُمِ میں میدان غدیر میں یہ آیت نازل ہوئی۔ جب یہ آیت نازل ہوگئی تو رسولؐ نے کہا کیا؟ (پڑھیے گا علامہ کی تفسیر کو۔ میں حوالہ دے رہا ہوں۔ اس آیت کا نزول کے بعد نازل کیوں ہوئی؟ فِیْ فَضْلِ ۔یہ وہاں فقرے ہیں۔ ایک ایک لفظ کا یہ گلفام ضامن ہے۔

نازل کیوں ہوئی؟ فِیْ فَضْلِ عَلِیٌّ ابْنِ اَبِیْ طَالِب ۔علیؑ کی فضیلت منوانے کے لیے۔ علیؑ کی فضیلت منوانے کے لیے۔ کن سے منوانی تھی فضیلت؟ کن سے منوانی تھی؟ علیؑ کی فضیلت؟ انہی سے نا جو رسولؐ کے ساتھ تھے۔ (دوبارہ) کن سے منوانی تھی؟ علیؑ کی فضیلت؟ انہیں سے نا جو رسولؐ کے ساتھ تھے۔ تو رسولؐ کے ساتھ غیر تو نہیں تھے۔ بیگانے تو نہیں تھے۔ (آہاہا) غیر تو نہیں تھے۔ بیگانے تو نہیں تھے۔ اجنبی تو نہیں تھے۔ ہمارے رسول پاکؐ کے صحابیؓ تھے۔ تو فضیلت کن سے منوائی

Presented by www.ziaraat.com

گئی؟علیؑ کی۔ رسولؐ نے، صحابیوںؓ سے۔ تو جب اللہ علیؑ کی فضیلت رسولؐ کی صحابیوں سے خود منوا رہا ہے۔ اب اگر کوئی کہتا ہے کہ جو علیؑ کو صحابہ پر افضل جانے وہ کافر ہے۔ بابا! کافر تو وہ بنے گا۔ جو اللہ کے فیصلے کا انکار کرے۔ (نعرۂ حیدری، یاعلیؑ۔ نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالتؐ، یارسول اللہ۔ نعرۂ حیدریؑ، بلند تر صلواۃ) (بالخصوص لاہور کے اس عزیز شیعہ سنی صاحبان اسلام کے اجتماع میں گلفام نے شیعہ تفسیر کا حوالہ نہیں دیا۔ حضرت علامہ فخر الدین راضی اپنی تفسیر کبیر میں لکھ رہے ہیں کہ یہ آیت کیوں نازل ہوئی؟ فِـیْ فَـضْلِ عَلِیُّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبْ ۔علیؑ کی فضیلت منوانے کے لیے سنیں گے آگے علامہ نے آگے کیا لکھا ہے) کہ آیت کے نزول کے بعد فَـأَخَـذَ بِیَـدِ عَـلِیُّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبْ ۔ایک لاکھ چالیس ہزار یا چوبیس ہزار صحابہ میں سے رسولؐ نے صرف اور صرف فقط صرف علیؑ کا بازووَں (واہ......) علیؑ کا بازووَں کو پکڑ کر بلند کیا (اس کے بعد علامہ لکھتے ہیں کہ آپؐ نے اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "اَیُّهَـا الـنَّـاسُ! مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہٗ (واہ......) مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہٗ فَعَلِیٌّ (فَهٰذَا نہیں ہے) فَعَلِیٌّ مَوْلَاہ! کہ جس جس کا میں مولا ہوں اُسی اُسی کا یہ علیؑ مولا ہے۔ (آگے پڑھنے سے پہلے گلفام رُک کر صاحبانِ اسلام سے پوچھنا چاہتا ہے۔ جن کے دلوں میں انصاف ہے حسدؔ اور تعصب سے بالاتر ہو کر۔ ہر صاحبِ ذکر کو اب چند کلمات میں گلفام دعوتِ فکر دے رہا ہوں۔ کیا رسولؐ جمادات کا مولا نہیں، نباتات کا مولا نہیں؟ حیوانات کا مولا نہیں؟ فرشتوں کا مولا نہیں؟ (نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت، نعرۂ حیدری صلواۃ) (کہہ دوں ایک فقرہ ہے اجازت؟ تھکے ہوئے تو نہیں ہیں نا؟) کیا رسولؐ جمادات کا، نباتات کا، حیوانات کا، جنات کا، ملائکہ کا مولا نہیں (پوچھ لوں۔ دیں گے جواب؟) کیا آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک ہمارا رسولؐ ہر نبیؑ کا مولا نہیں؟ (نعرۂ حیدری، نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت نعرۂ حیدریؑ صلواۃ) مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہٗ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہ! جس جس کا میں مولا ہوں؟ اُس کا

یہ علیؑ مولا ہے۔ (اگر کہا جائے۔ یہاں مولا کے معنی یار ہیں تو بِسْمِ اللّٰہ کی "ب" سے لیکر وَالنَّـاس کی "س" تک قرآن گواہ ہے۔ محمد مصطفیٰؐ ہمارا نبیؐ بن کر آیا ہے؟ رسولؐ بن کر آیا ہے، امامؑ بن کر آیا ہے، مُطَاعؑ بن کر آیا ہے۔ ہادیؑ بن کر آیا ہے۔ رہبر بن کر آیا ہے۔ یار بن کر نہیں آیا (نعرۂ حیدری۔ یاعلیؑ) (نعرۂ حیدری) (نعرۂ حیدری) (نعرۂ حیدری یاعلیؑ) (بلند تر صلواۃ) چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ 6666 آیات میں سے ایک آیت بھی ایسی نہیں دکھائی جا سکتی جس سے یہ تشریح مل سکے یعنی جس سے یہ واضح ہو سکے۔ کہ ہمارا رسولؐ ہمارا یار بن کر آیا (ہم آگے بڑھتے ہیں یہاں نہیں رُکتے۔ کیونکہ دامنِ وقت میں فرصت نہیں ہے۔ جب رسولؐ نے فرمایا۔ مَنْ کُنْتُ مَـوْلَاہٗ فَعَلِی مَولاہ۔ کہ جس جس کا میں مولا ہوں۔ اُسی اُسی کا یہ علیؑ مولا ہے۔ (تفسیر کبیر میں علامہ فخر الدین راضی کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں۔ فَلَقِیَاہُ عُمَرؓ اس کے بعد اعلان کے بعد حضرت علیؑ سے ملاقات کی۔ حضرت عمر جیسی اسلام کی عظیم شخصیت نے اور ملاقات کے بعد کہا هَنِیْئاً لَکَ یَا بْـنَ اَبِیْـطَالِبْ ۔اے ابو طالبؑ کے بیٹے! اے ابو طالبؑ (واہ......) (بیٹا ہو مسلم، باپ ہو کافر، بیٹا ہو مومن، باپ ہو کافر، مومن بیٹا کبھی گوارا نہیں کرتا کہ مجھے مومنوں کی صف میں کافر باپ کے نام سے یاد کیا جائے (نعرۂ حیدری۔ یاعلیؑ) یہاں حضرت عمر جیسی تاریخ کی شخصیت علیؑ سے ملاقات کے بعد فرما رہی ہے۔ هَنِیْئاً لَکَ یَا بْنَ اَبِیْ طَالِبْ۔

اے ابو طالبؑ کے بیٹے! تجھے مبارک ہو! اگر یاری پر مبارک تھی۔ تو پہلے عداوت تھی۔ (نعرۂ تکبر، نعرۂ رسالت، نعرۂ حیدری) ہے سید! اگر مبارکباد دی یاری تھی تو پہلے یار نہ تھے پہلے شیر و شکر نہ تھے؟ پہلے عداوت تھی؟ (ماننا پڑیگا) هَنِیْئاً لَکَ یَا ابـنِ اَبِیْ طَالِبْ ۔اے ابو طالبؑ کے بیٹے! تجھے مبارک ہو۔ اگر یاری پر مبارک تھی تو پہلے عداوت تھی (نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالتؐ، نعرۂ حیدریؑ) ہے سید۔ اگر مبارکبادی یاری

Presented by www.ziaraat.com

پر تھی تو پہلے یار نہ تھے، پہلے شیر وشکر نہ تھے؟ پہلے عداوت تھی، (ماننا پڑے گا) مولاؑ کا معنی یہ نہیں۔ بلکہ مولاؑ کا معنی وہ ہے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُومِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ۔ نبیؐ مومنوں کے نفسوں پر ان سے زیادہ حقِ ملکیت رکھتا ہے۔ جو مقام رسولؐ کو حاصل ہے وہی مقام علیؑ کو حاصل ہے۔ ھَنِیاً لَکَ یا بنْ اَبِیْ طَالِبُ۔ اے ابوطالبؑ کے بیٹےؑ! تجھے مبارک ہو کس بات پر مبارک ہو؟ (تفسیر کبیر عربی میں حضرت علامہ فخر الدین راضی کی لکھی ہوئی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ آپ نے مبارکباد کس بات پر دی؟ کہا! اَصْبَحْتَ مَو لَایَ و مَوْلٰیَ کُلِّ مُؤمِنٍ ومُؤمِنَۃٍ۔ آج سے تو میرا بھی مولا بن گیا۔ مومن ہر مرد اور مومنہ ہر عورت کا بھی (نعرۂ حیدری۔ یا علیؑ۔ نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالتؐ، نعرۂ حیدری صلواۃ) اے علیؑ! آج سے تو میرا بھی اور ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کا بھی مولا بن گیا۔ (اب ہمارا جُرم کیا ہے؟ ہمارقصور کیا ہے۔ ہماری خطا کیا ہے؟ ہمارا گناہ کیا ہے؟ یہ تو حضرت عمرؓ جیسی تاریخ کی عظیم شخصیت کا فیصلہ ہے کہ مومن وہی ہوگا جس کا مولا علیؑ ہوگا (نعرۂ حیدری نعرۂ حیدری) مومن وہی ہوگا مومن وہی ہوگا جسکا مولا علیؑ ہوگا بھائی بڑی بات پیاری بات ہے۔ سبحان اللہ۔ اگر وہی حضرت عمر جیسی عظیم شخصیت کی باقی باتوں کو بھلا دیں، بھلا دے۔ لیکن اس فرمان کو نہیں بھلانا چاہیئے کہ اس میں وہ فرما رہے ہیں۔ اے علیؑ! تو ہر مومن کا بھی تو ہر مومنہ کا بھی مولا ہے اور ہر مومنہ کا بھی۔ یعنی مرد مومن پہچانا جائے گا۔ جب بھی تیری محبت سے مومنہ عورت پہچانی جائے گی۔ (نعرۂ حیدری یا علیؑ) تو رسولؐ کے بعد آج سے ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کا مولا ہے۔ (شیعہ حضرات مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے بعد عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلا فَصْلٍ۔ کیوں پڑھتے ہیں؟ بابا! ہم نہیں پڑھتے۔ رسولؐ پڑھوا رہا ہے اور حضرت عمر منوا رہے ہیں۔ وہ فرما رہے ہیں! مومن ہے ہی وہی (داہ......) وہ فرماتے ہیں۔ مومن ہے ہی وہی جو علیؑ کو مولا

مانتا ہے آپ نے خدا کو مولا مانا۔ اور کہالَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ۔ مصطفیٰؐ کو مولا مانا! کہا۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، محمدؐ کے بعد علیؑ کو مولا مانا کہا! عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ) (نعرۂ حیدری، نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالتؐ، مل کے نعرۂ حیدری) ذرا درود پڑھ دیں صلواۃ) فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ۔ اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو تبلیغ رسالت کا کوئی کام نہ کیا۔ تو اب یہ کام کیا تھا؟ کیا تھا؟ نمازی بنا چکے روزہ رکھوا چکے، مجاہد بنا چکے، جہاد میں بھی آزما چکے، حاجی بنا کے آرہے ہیں قاری پہلے بنا چکے ہیں تو کون سا کام تھا؟ علیؑ کی ولایت کا اعلان یہ کس رسولؐ سے اللہ کہہ رہا ہے؟ کہ اگر یہ کام نہ کیا تو تو نے تبلیغ رسالت کا کوئی کام نہ کیا۔ واِذْ اَخَذَ اللّٰـہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَا اٰتَیْتُکُمْ مِنْ کِتَابٍ وَّحِکْمَۃٍ۔ 5 الیٰ آخرہ۔ اللہ کل نبیوں سے فرما رہا ہے۔ کہ آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک اے گروہ انبیاء۔ اگر کوئی تم میں سے میرے محمدؐ کی نبوت پر ایمان لانے اور اُس کی مدد کے وعدے کے بعد پھر گیا۔ (دوبارہ) پھر گیا۔ کوئی نبیؑ پھر گیا۔ تو وہ نبیؑ نہیں رہے گا۔ بلکہ فاسق بن جائے گا۔ (مسلمانانِ عالم) آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک ہر نبیؑ کی نبوت کا دارومدار ہمارے نبیؐ کی نبوت کے اقرار پر اور ہمارے نبیؐ کی نبوت کا دارومدار عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰـہِ کے اقرار پر ہے (نعرۂ حیدری نعرۂ حیدری) (نعرۂ تکبیر، رسالتؐ، نعرۂ حیدری صلواۃ) (آپ کے لاہور میں کشمیری بازار ہے۔ ہے نا؟ آپ نے دیکھا ہوا ہے؟ اچھا چلو ایک دفعہ میں نے بھی دیکھا ہے تو کشمیری بازار میں ایک مسجد ہے۔ اُس کے بہت دروازے ہیں۔ یہ ہم سب کے لیے واجب الاحترام ہے۔ حضرت علامہ الٰہی بخش صاحب، میرا خیال ہے اب بھی وہ باحیات ہیں۔ حیات ہے اللہ اُن کو اور زندگی دے (الٰہی آمین) حضرت علامہ الٰہی بخش صاحب نے! یہ کشمیری بازار لاہور ہی کے ہیں۔ انہوں نے ایک اپنا رسالہ لکھا ہے۔ رسولؐ کی معراج پر تو اُس معراج نامے میں لکھتے ہیں۔ کہ چوتھے آسمان پر جب شبِ معراج ہمارے رسولؐ پاک پہنچے۔

Presented by www.ziaraat.com

اور جبرائیل نے کہا! کہ یارسولؐ اللہ! آپؐ بیت المقدس کی طرف نہیں۔ یہ بیت المعمور کی طرف رُخ کر کے آپؐ نماز پڑھیں تو علامہ الٰہی بخش لکھتے ہیں کہ جب رسولؐ کو حکم ملا تو بیت المعمور کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھیں۔ تو اللہ نے تمام نبیوںؑ کو آپؐ کے اردگرد جمع کر دیا۔ جب سارے نبیؑ آپؐ کے اردگرد جمع ہو گئے۔

(تو یہ علامہ صاحب لکھ رہے ہیں) تو رسولؐ پاک سوچنے لگے کہ ان میں کوئی میرا باپ آدمؑ ہے۔ کوئی میرا باپ نوحؑ ہے۔ کوئی میرا دادا ابراہیمؑ ہے۔ کوئی میرا دادا اسمٰعیلؑ ہے۔ کوئی میرا بھائی موسیٰؑ ہے۔ کوئی میرا بھائی عیسیٰؑ ہے تو اب نماز کون پڑھائے گا؟ امامتِ انبیاءؑ کے فرائض انجام کون دے گا؟ (تو علامہ لکھتے ہیں) اتنے میں جبرائیلؑ انبیاءؑ کے صفوں سے نکلے رسول پاکؐ کا دایاں بازو پکڑ کر بلند کیا۔ اور کہا! حضور! نماز آپؐ پڑھائیں۔ اللہ نے تمام انبیاءؑ کی امامت کا تاج آپؐ کے سر پر سجا دیا ہے۔ (نیچے علامہ نتیجہ لکھتے ہیں) کہ میرے جس نبیؐ کا بازو پکڑ کر جبرائیلؑ بلند کر دے (واہ......) میرے جس نبیؐ کا بازو پکڑ کر جبرائیلؑ بلند کر دے۔ کسی نبیؑ کی کیا جرأت؟ کہ میرے اُس نبیؐ کی ہمسری کا دعویٰ کر سکے؟ (میں کہتا ہوں۔ علامہ صاحب! آپ نے سچ لکھا ہے۔ بجا لکھا ہے درست لکھا ہے) بھلا جس نبیؐ کا بازو پکڑ کر جبرائیلؑ بلند کر دے۔ جب اُس کی ہمسری کا دعویٰ کوئی نبیؑ نہیں کر سکتا۔ تو غدیر کے میدان میں جس علیؑ کا بازو پکڑ کر وہی نبیؐ بلند کر دے (نعرۂ حیدری نعرۂ حیدری نعرۂ حیدری) بلند تر صلواۃ) کیا مقامِ فضیلتِ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے۔ سلسلہ رُک گیا۔ ایک سو چورا سی آیات آج ذہن میں لے کے بیٹھا تھا۔ جو میں نے آپکو سنانی تھی۔ کہ ہم ہر حدیث، آیت کی مطابقت میں مانتے ہیں۔ سلسلہ رہ گیا۔ آگے پڑھ نہیں سکتا۔ باقی مجالس میں جب وقت ملے گا۔ لاہور میں بہت پڑھنا ہے۔ اگر زندگی ہے تو کسی اور مجلس میں اس سلسلے کو لیکر آگے بڑھ سکوں گا۔ آج صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ علیؑ کا

اتنا مقام تو عالی تھا۔ تو حسینؑ کو اللہ نے جتنے بیٹے دیئے۔ (یہ ذکر معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟) اتنا مقامِ عالی تھا کہ حضرت امام حسینؑ کو اللہ نے جتنے بیٹے بخشے۔ آپؑ نے ہر بیٹے کا نام اپنے باپؑ کے نام علیؑ پر علیؑ رکھا۔ حضرت زین العابدینؑ کا نام بھی علیؑ۔ علی اکبرؑ کا نام بھی علیؑ اور علی الاصغرؑ کا نام بھی علیؑ یعنی اللہ نے۔ امام حسین علیہ السلام کو جتنی بیٹیاں بخشیں۔ آپؑ نے ہر بیٹی کا نام۔ اپنی ماںؑ کے نام پر فاطمہؑ رکھا۔ کوئی فاطمہ کبریٰؑ کہلوائی۔ کوئی فاطمہ صغریٰؑ۔ کہلوائی۔ کوئی فاطمہ سکینہؑ کہلوائی۔ جیسے بیٹے بخشے۔ اُن سب کا نام علیؑ رکھا۔ جب مدینہ چھوڑا۔ بیٹیوں میں سے ایک بیٹی جسے فاطمہ صغریٰؑ کہا جاتا ہے۔ بیمار نہیں تھی۔ صرف سات سال کا سن مبارک تھا۔ جب گھر کے سارے دروازے بند ہوئے۔ جلتے چراغ بجھ گئے۔ مسندیں لپٹ گئیں بھرا گھر دوپہر میں خالی ہو گیا۔ ایسی بیمار ہوئی کہ قبر میں اترتے تک بیمار رہی۔ جب مدینے سے قافلہ چلنے لگا۔ حسینؑ کا حکم ملا۔ صُغریٰؑ! تو نے ساتھ نہیں جانا۔ باباؑ کا حکم تھا۔ امامؑ کا حکم تھا۔ بچی نے تسلیم کیا۔ جب قافلے کے روانہ ہونے کا وقت آیا۔ برقعۂ شریعت پہن کر سات سال کی حسینؑ کی بیٹی ایک ایک بی بی کے محمل سے گزرتے گزرتے گزرتے اُس محمل کے قریب آ کر رُک گئی۔ جس محمل میں بی بی رُبابؑ کے گود میں علی اصغرؑ تھا۔ (سوائے دعاؤں کے اور کیا دے سکتا ہوں؟ اس غم کے سوا کوئی اور غم نہ دے ہمارے قادری صاحب کی بیٹی بیمار ہے۔ خدا انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے۔ روتے بھی جاؤ۔ دعائیں بھی مانگتے جاؤ۔ قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے۔ رونے والو، عزادارو) صغریٰؑ روتے روتے روتے اُس محمل کے قریب آ کر رکی جس محمل میں بی بی ربابؑ پھول سا علی اصغرؑ کو گودی میں لیے بیٹھی تھی۔ بچی نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر محمل میں ڈالے چپ کر کے سر جھکا کر بغیر بولے صغریٰؑ نے رونا شروع کیا ایسے رونے لگی جیسے کوئی رشتہ دار نہ بیٹھا ہو جب پھوٹ پھوٹ کر روئی۔ بی بی ربابؑ کی نظر پڑی۔ آواز

Presented by www.ziaraat.com

دیکر کہتی ہے۔صغریٰ! (ماؤں سے بیٹیوں کا رونا برداشت نہیں ہوتا۔) بیٹی! ہماری مجبوری ہے۔ تیرے بابا اجازت نہیں دے رہے۔ بچی سر اُٹھا کر روتے ہوئے کہتی ہے۔اماں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ آپ میری سفارش کریں کہ باباؑ مجھے لے چلیں۔اماں! میں تو صرف اتنا کہنے آئی ہوں۔اگر ہو سکے مجھ بچھڑی ہوئی صغریٰ کو خوش کرنا ہے تو میرا اصغرؑ مجھے دکھا دیں (آہا) (بہنوں والو) بس! سات سالہ صغریٰ نے اصغرؑ مانگا۔ سفید کپڑے میں پارچے میں لپٹا ہوا اصغرؑ جناب ربابؑ نے صغریٰ کے حوالہ کیا۔اصغرؑ کو سینے سے لگا کر منہ چوم کر رو کر کہتی ہے۔امّاں! بے شک آپ سارے چلے جاؤ۔ میں کسی کو گلہ نہیں دونگی۔صرف اصغرؑ میرے پاس رہنے دو۔جب پلٹ کر آؤ گے۔ اصغرؑ کسی قسم کا گلہ نہیں دے گا۔شکایت نہیں کرے گا۔بی بی نے کہا! صغریٰ! اصغرؑ کا ساتھ جانا ضروری ہے۔کیوں امّاں! بیٹا! اس کا فہرست میں نام ہے۔(ہاہے) بیٹی! جی اماں! اصغرؑ کا ساتھ جانا ضروری ہے۔کیوں امّاں؟ بیٹی اسکا فہرست میں نام ہے۔ بچی رو کے کہتی ہے۔امّاں اصغرؑ کو بلاؤ۔اب جو اصغرؑ کو لایا گیا تو صغراؑی نے اصغرؑ کو گود میں اٹھالیا قافلہ روانہ ہو رہا ہے اکبرؑ نے آکر اصغرؑ کو صغراؑی سے لینے کی کوشش کی مگر اصغرؑ نہیں گیا بی بی سیدہ زینبؑ نے کوشش کی مگر اصغرؑ نے بہن کی گود نہیں چھوڑی۔بی بی ربابؑ نے لینے کی کوشش کی مگر اصغرؑ نہ گیا آخر میں مظلوم کربلا امام حسینؑ نے اپنے ہاتھوں کو پھیلا کہ اصغرؑ کے کان میں کچھ کہا فوراً اصغرؑ صغراؑی کی گود سے حسینؑ کی گود میں آئے۔حسینؑ نے فرمایا ہوگا اصغرؑ تیرے بغیر شہادت مکمل نہیں ہوتی۔اصغرؑ تو نہ گیا تو حرملہ کا تین نوک والا تیر کون اٹھائے گا۔

" اَلا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ "

آٹھویں مجلس

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ لَعِیۡنَ الرَّجِیۡمِ ط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی النبی الامی القرشی الھاشمی ابطحی المکی المدنی المبعوث علی العرب والعجم ابی القاسم محمد صلی اللہ علیه وآله وسلم۔

وعلی آله الطیبین الطاهرین المعصومین الشاکرین الصابرین الراشدین المهدیین o اما بعد فقد قال اللہ تبارك وتعالٰی فی کتابه المجید وفرقانه الحمید وقوله الحق۔

وَهُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ کَانَ عَرۡشُهٗ

صلواۃ۔چلیئے ایک صلواۃ اور پڑھیں۔خلاّق دو عالم اپنی محکم کتاب میں بارہویں سپارہ میں سورہ ھود کی سات نمبر آیت میں ارشاد فرما رہا ہے۔ارشاد ہو رہا ہے۔

وَهُوَ الَّذِیۡ وہ اللہ وہ ہے وہ اللہ وہ ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ جس نے آسمانوں کو پیدا کیا آسمانوں کو پیدا کیا وَالۡاَرۡضَ اور زمین کو پیدا کیا فِیۡ سِتَّةِ اَیَّامٍ چھ دنوں میں۔ جب پیدا فرما رہا تھا وَکَانَ عَرۡشُهٗ عَلَی الۡمَآءِ۔اُس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ جناب یہ لفظی ترجمہ ہے۔اللہ کا عرش پانی پر تھا۔یہ کہتے چلے آرہے ہیں کہ عرش سے مراد اللہ کا علم ہے۔میں توجہ چاہوں گا جناب! عرش سے مراد اللہ کا علم اور الماءِ سے مراد آلِ محمدؐ ہیں (صلواۃ) کہ اللہ کے علم کو آلِ محمدؐ نے اُٹھایا ہوا تھا۔حاملین عرش الٰہی۔اُس وقت سے ہیں۔ابھی آسمان اور زمین بنے نہیں ہے۔اب بات یہاں ختم ہوئی۔آیت پڑھ

Presented by www.ziaraat.com

کے آگے بڑھتے ہیں۔اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۔آٹھواں سپارہ۔ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرا حبیبؐ۔ تیرے رب نے آسمان اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔فِی سِتَّةِ اَیَّامٍ چھ دنوں میں پیدا کیا۔اب یہاں کیا فرما رہا ہے۔وہاں ہے کَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ ۔جو روزانہ پڑھتے ہیں۔یہاں پر ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۔ان چھ آسمانوں کو چھ دنوں میں پیدا کرنے کے بعد (جب میں نے چھ دن اور رات کے متعلق عرض کیا تھا) پیدا کرنے کے بعد جب آل محمدؐ کا نور تمام آسمانوں اور زمینوں میں خالق نے جاری کر کے انہیں عالمین کا مُربّی۔مالک۔مختار۔اُولی الامر جب بنایا۔تب فرمایا۔ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۔اللہ اپنی تجویز پر غالب آیا۔ان کو والی بنا کر ان کو اُولی الامر بنا کر ان کو حاکم بنا کر عالمین کیلئے اختیارات دیکر انہیں ولی بنا کر کیا فرمایا؟ اللہ اپنی تجویز پر غالب آیا۔ثم استویٰ غالب آیا۔علی العرش۔ان کو امور علمیہ اور تقدیریہ جن کے حامل آلِ محمدؐ تھے۔ (اب ہم نے انہیں جاری کر کے ان کو حاکم بنا کے اپنی تجویز پر غالب آیا۔یعنی کیا ہوا؟ کہ صرف ایک آدمی مکان بناتا ہے جو اس کا نقشہ اس کے ذہن میں ہوتا ہے مکان کے بنانے کے بعد جب اُس میں رہائش رکھتا ہے کہتا ہے کہ اب میں اپنی مقدرہ مجوزہ تجویز پر غالب آیا۔یعنی میرا مقصد ہی۔یہی تھا کہ یہاں رہائش رکھی جائے۔لہٰذا میں غالب آگیا) اب اللہ بھی یہی فرما رہا ہے۔عالمین بنانے کا میرا مقصد ہی یہی تھا۔کہ آلِ محمدؐ کو ولی و اولی الامر بنایا جائے۔سرکار۔میری بات پہنچ گئی۔ ثم استویٰ علی العرش. کے معنی ہیں۔کہ اللہ اپنی تجویز پر جو وہ چاہتا ہے۔اُس پر غالب آگیا۔جو مقصد خالق تھا۔اُس نے مکمل کر لیا۔ ثم استویٰ علی العرش ۔یہ معنی ہیں اب میں آیت پڑھتا ہوں۔جس علم کو اللہ نے عرش سے تعبیر کیا۔ کان عرشه علی المآء۔اب اللہ اُسی کو ظاہر مقام ظہور میں لانے کے لیے فرما رہا ہے۔الرَّحْمٰن۔ عَلَّمَ الْقُرآن۔رحمٰن ہے

جس نے قرآن کی تعلیم دیدی۔رحمٰن ہے۔جس رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دے دی کب قرآن کی تعلیم دیدی؟

لفظ قرآن یہ کہہ کر خالق کیا بتانا چاہتا ہے؟ عالمین میں قرآن کی تعلیم جب بھی ملے گی۔خواہ وہ عالم سرمدی ہو عالم بحری ہو عالم زمانی ہو۔جب بھی ملے گی۔عالمین میں فقط اور فقط مصطفیٰؐ سے ملے گی۔کوئی نبیؑ اس کا متحمل نہیں ہے۔(میں نے عرض کیا تھا۔جب بھی قرآن کی تعلیم دی جائے گی۔تو کسے دی جائے گی؟ ابھی آلِ محمدؐ کی بات نہیں کرتے فقط جب بھی تعلیم دی جائے گی۔کن کو دی جائے گی؟ حضورؐ کو! عالم کسی بھی عالم میں دی جائے گی۔عالمین میں علم قرآن کا متحمل کون ہے؟ فقط اور فقط سرکار دو عالمؐ۔کسی نبیؑ کو نہیں دی جائے گی۔کسی رسولؑ کو نہیں دی جائے گی۔جب رسولؑ اور نبیؑ کو نہیں دی جائے گی۔امتوں کو تو دی نہیں جاتی۔دی جائے گی۔فقط اور فقط ذاتِ رسولؐ کو۔معلوم ہو گیا کہ قرآن ختم نبوت کی دلیل ہے۔الرحمٰن علم القرآن ۔رحمٰن ہے جس نے قرآن کی تعلیم دی۔فقط قرآن کس کی دلیل ہوا؟ ختمِ نبوت کی۔جن کو ہم نے تعلیم دی ہے۔یہ ہمارا انتخاب ہے۔عالمین میں ایک ہے۔ اسی کو ہم نے قرآن کا علم دیدیا۔اب جناب جب علم دیدیا۔تعلیم کا سبب کیا تھا؟ انہیں کیوں منتخب کیا؟ سرکار دو عالمؐ کو یہ علم ملے گا۔ملا۔عالمین میں فقط آپ منتخب ہوئے خاتمؐ منتخب ہوئے۔کیوں؟ تعلیم کا سبب کیا ہے؟ سرکارؐ کو جب تعلیم دی گئی ہے۔ اوروں کو کیوں نہیں تعلیم دی گئی۔صرف سرکار دو عالمؐ کے لئے علم قرآن۔صرف سرکار کیلئے۔اوروں کیلئے نہیں ہے کیوں؟ تعلیم قرآن کی بناء عصمت ہے۔

توجہ فرمائیں۔تعلیم قرآن کی بناء عصمت ہے۔کیونکہ یہ علم الٰہی میں معصوم تھے۔ تبھی تو اُنہیں قرآن عطا کیا گیا۔قرآن کا عطا ہونا خاتم النبین کا منصب کی دلیل ہے۔قرآن عطا ہوا۔ملا۔یہ جو تعلیم ملی ہے۔تعلیم کا سبب کیا ہے؟ عصمت۔معلوم ہو

Presented by www.ziaraat.com

گیا ان کو جو یہ عہدہ ملا ہے خاتم النبیین کا۔ اس کی بنا عصمت ہے۔ عصمت کی بناء پر عہدہ ملا ہے۔ عہدے کی بنا پر عصمت نہیں ملی ہے۔ (واہ......) عہدہ، منصب کی بات کر رہا ہوں عہدے کی بناء پر۔ یہ دیکھیں عہدے کی بناء پر عصمت نہیں ملی۔ نبوت کی بناء پر یہ عصمت نہیں ملتی۔ عصمت کی بناء پر یہ نبوت ملتی ہے (ہائے ہائے) تہتر فرقے کیوں ہوئے؟ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ ایک مرتبہ بلند تر صلواۃ۔ سرکار میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ان کو جو نبوت ملی ہے وہ بر بنائے عصمت ملی ہے۔ یہ علم الٰہی ہی میں معصوم تھے۔ تبھی عہدے ملے ہیں۔ عہدے ملنے کے بعد عصمت نہیں ملی ہے۔ (نہیں یہ نہیں ہے) کہ چالیس سال کے بعد پھر یہ معصوم ہے۔ (میں کیا کہہ رہا ہوں بھلا جناب۔ میں پھر دہراؤں۔ میں پھر دہراتا ہوں) ان کو جو عہدے ملے عصمت کی بناء پر انہیں نبوت ملی ہے۔ نبوت کی بناء پر عصمت نہیں ملی۔ یعنی جب اللہ نے نبیؐ بنایا پھر یہ معصوم بنے۔ نہیں! کہ یہ نبی بننے کے بعد معصوم نہیں ہوئے بلکہ معصوم تھے تبھی تو نبی بنایا ہے۔ عصمت کی بناء پر عصمت کی بناء پر عہدے ملے ہیں۔ سرکار جب انتخاب ہوا عصمت کی بناء پر خاتم کا لفظ جہاں معیارِ ختمِ نبوت کی دلیل ہے۔ وہاں معیار امامت کی بھی دلیل ہے۔ اس وجہ سے یہ دو انتخاب کی ہے خالق نے۔ اب انبیاءؑ کا انتخاب کہاں سے ہوتا ہے؟ انبیاءؑ کا انتخاب انسانوں سے ہوتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی لوگوں سے چنے جاتے ہیں۔ بنائے نہیں جاتے ہیں۔ چنے جاتے ہیں بابا چنے جاتے ہیں۔ یہ پہلے پہل اس لائق تھے تبھی تو چنے گئے۔ پتھروں میں موتی پڑے تھے۔ موتی کو چن لیا ہے۔ موتی بنایا نہیں ہے۔ موتی تو وہ پہلے تھا۔ اگر موتی نہ ہوتا تو چنا ہی نہ جاتا۔ موتی تھے تبھی تو انہیں چنا ہے۔ چننا اور ہے بنانا اور ہے۔ ان کو چُنا اللہ نے۔ عالمین میں سے چُنا۔ ہے کتنے؟ ایک لاکھ چوبیس ہزار چُنے گئے اب جو رسول چُنے جائیں گے۔ وہ انہیں نبی میں سے چُنے جائیں گے۔ عوام سے نہیں۔ یہ جو نبی چُنے جائیں گے عوام میں

سے۔ لیکن رسول کہاں سے چُنے جائیں گے؟ نبیوں میں سے۔ تین سو تیرہ رسول یہ جو چُنے گئے ہیں کن سے چُنے گئے۔ انبیاءؑ میں سے ایک لاکھ چوبیس ہزار میں سے چُنے گئے ہیں۔ تین سو تیرہ نبیوں میں سے رسول چُنے گئے۔ اب جو اُولوالعزم رسول ہیں وہ چھ ہیں یہ چھ (پانچ) کہاں سے چُنے جائیں گے۔ تین سو تیرہ میں سے چھ جو چُنے گئے ہیں وہ تین سو تیرہ میں سے چُنے جائیں گے۔ اب جو خاتم چُنا جائیگا وہ چھ میں سے چُنا جائیگا۔ جو خاتم المرسلین چُنا جائیگا وہ کہاں سے چُنا جائیگا۔ وہ نبیوں سے نہیں چُنا جائیگا۔ رسولوں سے نہیں۔ اُولُو العزم رسولوں سے چنا جائیگا اب معلوم ہوگیا۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرآن۔ یہ کہاں سے چُنا گیا ہے۔ یہ رسول اُولی الامر رسولوں سے چُنا گیا۔ تو خاتم ہوتا ہے ایک۔ زیادہ نہیں ہو سکتے۔ اب جو خاتم کے بعد جانشین چُنا جائیگا (فرمائیں کہاں سے چُنا جائیگا؟) خاتم میں سے جانشین چُنا جائے گا۔ وہ کہاں سے چُنا جائے گا۔ اب خاتم کے بعد جانشین چُنا جائے گا اپنے طور پر کہاں سے چُنا جائے گا۔ خدا جو گواہ ہے۔ وہ اُدلوالعزم پانچ۔ چھ میں سے۔ اُولوالعزم رسولوںؑ میں سے چُنا جائے گا۔ رسولوںؑ سے نہیں چنا جائے گا۔ نبیوں سے نہیں چُنا جائے گا بابا جب نبیوں تک سے نہیں چُنا جا سکتا تو اُمت سے کہاں چُنا جا سکتا ہے۔ (نعرۂ حیدری یا علیؑ بلند تر صلواۃ) کیونکہ خاتم کے بعد جانشین چُنا جائے گا تو وہ کہاں سے چُنا جائے گا۔ فقط اور فقط خاتم میں سے کیونکہ خاتم ہے ایک۔ خاتم ایک ہے۔ اب جو چُنا جائے گا کسی خاتم میں سے چُنا جائے گا۔ اور خاتم میں سے وہی چُنا جائے گا۔ جو خاتم جیسا ہوگا وہ جانشین چُنا جائے گا جو خاتم میں سے ہوگا خاتم جیسا ہوگا۔ کس کیلئے رسولؐ نے فرمایا! یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ۔ علیؑ! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے جانشین وہی ہوگا جو رسولؐ کے بعد نفس رسول ہوگا وہی چُنا جائے گا۔ رسولؐ کے بعد کیا ہوگا؟ نفس رسولؐ۔ اب فرمایا۔ رسولؐ کے بعد نفس رسولؐ کون ہے؟ آیت مباہلہ میں نفس رسولؐ کون ہے؟ سرکار

Presented by www.ziaraat.com

علیؑ تشریف لے گئے ہیں یا نہیں گئے؟ گئے ہیں نا۔ یہ بات میں نے یہاں دہرائی پھر دہرا کے موضوع کی طرف آتے ہیں۔ جب سرکار علیؑ نفسِ رسولؐ ہیں تو قرآن سے پوچھتے ہیں۔ قرآن بتا کہ نفسِ رسولؐ کون ہے؟ اب قرآن کہتا ہے۔ فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔ اے میرا حبیبؐ! تلوار لے کے لڑو۔ اللہ کی راہ میں تلوار لے کے لڑو لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ۔ ہم لڑنے کا نہیں مکلّف کیا مگر تیرے نفس کو۔ اے رسول تلوار لے کے لڑو۔ اب حکم ہے رسول کو تلوار لے کے لڑنے کا تو پھر رسولؐ کو ہر جنگ میں تلوار لے کے لڑنا چاہیئے جب سرکارؐ کے زمانے میں خوب جنگیں تھیں سرکار خود موجود ہیں جب ہیں تو پھر تلوار لے کر لڑیں پھر یا تو کہیں مَعَاذَ اللّٰهِ۔ اللہ کا حکم نہیں مانا۔ یہ ہوسکتا ہی نہیں کہ رسولؐ نے اللہ کا حکم نہ مانا ہو اگر مانا ہے تو لڑے نہیں ہیں۔ اب اگر لڑے نہیں ہے تو نتیجہ کیا نکلا؟ اب جو تلوار لے کر ہر جنگ میں لڑتا رہا ہو اُس کا نفسِ رسولؐ ہونا ثابت ہوا۔ (نعرۂ حیدری یا علیؑ ......صلواۃ) اب رسولؐ کے بعد جانشین کون ہوگا؟ جس کے پاس اسی قرآن کا علم ہوگا (واہ......) اسی قرآن کا علم ہوگا وہ جانشین رسولؐ ہوگا اتنا ہے کہ ان کی نبوتیں اس وزن کو اُٹھا نہیں سکتیں۔ کتنا وزن ہے قرآن؟ اِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ۔ میں تمہارے درمیان دو برابر وزنی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ثقلین کے کیا معنی ہیں؟ وزنی چیزیں۔ وزن والی چیزیں ثقلین۔ اگر ایک کا وزن زیادہ ہو ایک کا کم ہو وہ برابر نہیں کہلا سکتا۔ دونوں کا وزن برابر۔ جب دونوں کا وزن برابر ہے دونوں چیزیں۔ میں تم میں برابر وزن کی چھوڑے جا رہا ہوں فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ۔ كِتَابَ اللّٰهِ ایک اللہ کی کتاب۔ دیکھیں اب اگر کوئی کہے کہ سنت ہے۔ اب یہاں کیا لفظ ہے؟ جناب کہاں کتاب اللہ ہے وَعِتْرَتِي اَهْلُبَيْتِي۔ اب عترت کہے یا اہلبیتؑ کہیں۔ دونوں مانیں۔

درمیان میں واؤ نہیں ہے۔ سرکار جانتے تھے کچھ معانی بدلے جائیں گے۔ مگر

عترت نہیں بدلی جائے گی۔ اہل بیتؑ کو تو بدل سکتے ہیں مگر عترت کی لفظ کو نہیں۔ وَعِتْرَتِي اَهْلُبَيْتِي۔ اگر فقط عترت ہوتا۔ (اللہ جانے کب کا بدلا جاتا) وَعِتْرَتِي اَهْلُبَيْتِي۔ میرے بعد میں دونوں ہیں۔ یہ کبھی بھی آپس میں جدا نہیں ہونگے۔ اگر تم نے ان دونوں کی پیروی کا دامن پکڑ لیا۔ قیامت تک گمراہ نہیں ہونگے۔ دونوں کو پکڑ لیں ہرگز گمراہ نہیں ہونگے۔ اب جناب یہاں ثقلین ہے۔ ثقلین کے معنی برابر کا وزن۔ اب قرآن کا وزن اُس کے مقابلے میں جس کا دوسرے کا وزن ہوگا۔ اُسی طرح کا ہوگا۔ سنتی وہ لفظ ہے جو کبھی ہے کبھی نہیں ہے کسی پر ہے کسی پر نہیں ہے۔ کہیں مکمل ہے۔ کہیں آدھی ہے سفر میں ہے حضر میں نہیں۔ (ہائے ہائے) یہاں قرآن کے وزن کے برابر یہاں نہیں ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن کا وزن کیا ہے؟ قرآن کا وزن کتنا ہے؟ وزن قرآن کتنا ہے؟ جناب آپ دو کلو غذ کے لیں۔ کاغذ لے کر انہیں تولیں۔ دو کلو۔ اب اُن پر پورا قرآن لکھا جائے پھر تولیں۔ دو کلو۔ دو کلو کاغذ پر تحریر کیا گیا پورا قرآن۔ اب جو تولا گیا کتنا وزن ہے؟ (بابا! یہ تو کاغذوں کا وزن ہے) وزن ہوگا یہ تو صرف دو کلو تولا گیا۔ پہلے بھی دو کلو۔ اب جو لکھ کے تولا ہے۔ پھر بھی دو کلو۔ یہ صرف دو کلو کاغذوں کا وزن ہے۔ قرآن کا وزن کہاں ہے؟ تو معلوم ہوا قرآن کا وزن مادی نہیں ہوتا روحانی ہوتا ہے۔ اب جو قرآن کا وزن ہے۔ قرآن کا جو وزن ہوا۔ قرآن کا جو وزن ہوا وہ وزن مادی نہیں ہے۔ وہ وزن روحانی ہے جب قران کا وزن ہی روحانی ہے تو پھر کاغذ کون سا ہوگا؟ قرآن کا وزن روحانی تو پھر کاغذ کا وزن بھی کاغذ بھی روحانی۔ یہ جلد پہ لکھا گیا تھا۔ یہ تو مادی کاغذ ہے۔ گتے لگا کر تو نہیں لکھے گئے۔ تو قرآن کا وزن بھی روحانی اور کاغذ بھی روحانی وغیرہ۔ اب قرآن جن کے ساتھ قیامت تک ہوگا۔

اُن کا وزن بھی روحانی اور سیرت بھی نورانی۔ یہاں کاغذ کون سا ہے؟ یہاں

Presented by www.ziaraat.com

کاغذ کون سا ہے؟ قرآن کے لیے؟ نہ نہ جس کا وزن ہے۔ جب قرآن کا وزن ہی روحانی ہے تو کاغذ بھی روحانی ہے ابھی جب کاغذ روحانی ہے اب جو قرآن کے وزن کے برابر رہے ہیں۔ اُن کی قیمت کیا ہوگی؟ روحانی ہوگی کا کیا مطلب ہوا؟ وہ خلق سے نہیں بنے ہونگے۔ امر سے بنے ہونگے۔ وہ کس سے بنے تھے؟ امر سے خلق سے نہیں۔ سرکارؐ نے فرمایا! وزن کسے کہتے ہیں؟ وزن یہ جو وزن ہوتا ہے کچھ چیز آپ اٹھائے ہوئے ہیں۔ آپ اٹھاتے ہیں تو وہ ہاتھ ایسے نیچے جائے۔ یہ نیچے کیوں جا رہا ہے؟ آپ اٹھاتے ہیں تو وہ نیچے جا رہا ہے۔ آپ اُسے روک رہے ہیں وہ نیچے جانے کا اصرار کرتا ہے۔ آپ روک رہے ہیں۔ یہ وزن ہے۔ ہاتھ میں۔ یہ جو اصرار ہے نا۔ آپ روک رہے ہیں اسی کا نام ہے۔ وزن۔ یہی وزن ہے۔ جسے آپ روک رہے ہیں۔ جسے روک رہے ہیں۔ یہ وزن ہے۔ یہ نیچے کیوں جا رہا ہے۔ کہ زمین اسکی اصل ہے۔ زمین کی کشش زیادہ ہے۔ اس لئے کھینچ رہی ہے۔ اب یہ جو زمین کی طرف جا رہا ہے۔ کیوں! زمین اسے اپنی طرف کھینچ رہی ہے کشش ہے نا اس میں معلوم ہوگیا۔ جس کی کشش زیادہ ہوتی ہے وہ اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔

زمین کی کشش۔ کیونکہ زمین اصل ہے۔ اور وہ شے اُسکی فرع ہے لہذا فرع کو اصل اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ اس لیے وہ نیچے جانا چاہتا ہے۔ اگر کوئی زمین کی اصل ہو۔ زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ اگر کوئی زمین کی اصل ہو تو پھر زمین اُسے اپنی طرف کھینچے گی۔ یا وہ زمین کو اپنی طرف کھینچے گا؟ اگرچہ جس میں اُلفت کشش زیادہ ہو وہ کھینچے گا۔ اب میں ایک اور مثال دیتا ہوں۔

جناب! ایک کمرہ بناتے ہیں۔ ایک کمرہ بنا کے چاروں طرف آپ مقناطیس لگا دیں۔ نیچے بھی لگا دیں۔ چھت پہ بھی لگا دیں۔ ایک لوہے کا گولہ آپ چھوڑ دیں۔ درمیان میں۔ کہاں جائیگا؟ وہ درمیان میں لٹکا رہے گا۔ اب نہ اُدھر جائے گا نہ ادھر

جائے گا۔ وزن برابر کی ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کشش برابر کی ہوگی لہذا جب کشش برابر کی ہو جائے جب اعتدال میں آ جائے۔ اُسی کو سکون کہتے ہیں۔ جب کشش اعتدال میں آ جائے۔ جب کشش اعتدال میں آ جائے۔ سورج رکا بھی رہا۔ علیؑ نماز پڑھتے بھی رہے۔ اب یہ ہے کہ وہ دن آپ نے مقناطیس لگائے ہیں وہ سارے ادھر اُدھر سے ہٹا دیں۔ نیچے کا بھی اٹھا دیں۔ اب وہ گولا کہاں جائے گا؟ اوپر کہاں؟ اسکی کشش موجود ہے تو کہاں جائے گا؟ چھت کی طرف وہاں پر مقناطیس لگا ہوا ہیں اتنا بڑا۔ تو اب جسے ہم نیچے جانے سے روک رہے تھے۔ اب وہ نیچے نہیں آ رہا جو نیچے جا رہا تھا۔ اب اوپر کیوں جا رہا ہے؟ کہ زمین کی کشش سے زیادہ اُس مقناطیس کی کشش ہے۔ اُس مقناطیس نے زمین کی کشش کو اپنی زیادہ کشش ہونے کی وجہ سے اُس مقناطیس کو کھینچ لیا۔ اب وہ نیچے نہیں جاتا۔ حالانکہ خلا ہے۔ نیچے کچھ نہیں جاتا۔ اُسے نیچے جانا چاہیئے تھا۔ لیکن نیچے جاتا کیوں نہیں؟ کہ وہاں کشش زیادہ ہے۔ اب زمین و آسمان تو چھ دنوں میں بنے۔ ان کی اصل ہے آل محمدؐ اصل کون؟ اصل ہے۔ آل محمدؐ۔ جب یہ اصل ہیں۔ آسمان و زمین سے ان کی کشش زیادہ یہی وجہ تھی کہ علیؑ امر تھیؑ نے اُنگلی کا اشارہ کیا سورج عصر کی جگہ پر آ گیا سورج عصر کی جگہ پر آ گیا۔ تو معلوم ہوگیا کہ جن کی قوت کشش زیادہ ہوگی۔ وہ ہر شے کو اپنی طرف کھینچ لے گا۔ یہ ہے کہ کوہِ طور پر ایک تجلی ہوئی۔ تجلی ہوئی کوہِ طور پر۔ انہوں نے کہا جناب موسیٰؑ سے کہ ہم اللہ کو دیکھنا چاہتے ہیں دیدارِ خدا میں مضطرب ہیں کہ ہمیں لے جائیں۔ ہم خدا کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ سرکارؐ نے فرمایا۔ وہ دیکھنے کے لائق ذات نہیں ہے۔ لیکن آپ لے جائیں سرکارؐ نے سات سو جو اُس وقت کے متقی تھے متقی کہ میں کہہ رہا ہوں۔ سات سو جو متقی تھے اُن کو چُنا۔ اُن میں سے 70 آدمیوں کو چُنا۔ جن پر اُن کی قوم کو اعتبار بھی تھا۔ اُن کو لیکر کوہِ طور پر آتے ہیں۔ انکو اب اللہ نے کہا۔ تو ہرگز نہیں

Presented by www.ziaraat.com

دیکھ سکتا۔ ان کے اصرار پر جب کہہ دیا۔ اللہ نے کہا۔ پھر دیکھو۔ جب اللہ نے تجلی دی۔ کیا ہے؟ کہ جتنے وہ پہاڑ تھے؟ وہ کیا ہوگئے؟ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ سرکار موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوگئے۔ وہ جو ستر آدمی گئے تھے۔ وہ جل کے مرگئے۔ ستر آدمی جل کے مرگئے۔ اور وہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے وہ کیا ہوا؟ اُس وقت اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ کہ اللہ نے اُن 70 آدمیوں کو اُس بجلی سے جو وہاں چمکی ہے نور چمکا ہے۔ اُسی وقت جل کر راکھ ہوگئے۔ اب یہاں سے ہمیں یہی تو بتایا گیا۔ یہ وہ لوگ تھے۔ جو جل کر مرے ہیں۔ یہ دیدارِ خدا کے تمنا کر کے آئے تھے۔ جو دیدارِ خدا کی تمنا کرے وہ جل جاتا ہے۔ دیدارِ پر ایمان ہو وہ کیسے بچ سکتا ہے۔ تمنا رکھنے والے جل رہے ہیں۔ جو دیدارِ کا ایمان رکھتے ہیں کہ ملاقات ہوگی۔ 70 آدمی جل کے خاکستر ہوگئے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوگئے۔ اب علماء نے یہی تو فرمایا ہے۔ اگر نبیؐ اور امتی کی نوع ایک ہوتی نوع ایک ہوتی۔ نوع کیونکہ اثر بجلی یا نور ایک چمکا۔ اگر تینوں نے اپنی صلاحیتوں کے مطابق لیا۔ پہاڑ کی صلاحیت ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔

نبوت کی صلاحیت بے ہوش ہوگئے۔ اُمتی کی صلاحیت جل گیا۔ اگر ایک نوع ہوتی۔ جناب موسیٰؑ کا بے ہوش ہونا اور امتی کا جل جانا دلیل ہے کہ نبیؐ کی نوع اور ہوتی ہے۔ اُمتی کی نوع اور ہوتی ہے۔ جل گئے۔ لیکن میں جملہ کہہ رہا ہوں جناب جب جل گئے۔ تو اللہ نے پہاڑ کا تو ذکر کیا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ جنابِ موسیٰؑ کا بھی ذکر کیا۔ ان 70 آدمیوں کا قرآن میں ذکر کیوں نہیں۔ قرآن میں اس کا ذکر نہیں ہے بابا نہیں آیا۔ کیوں نہیں آیا؟ اللہ اگر کر لیتا ان 70 کے مرنے کا ذکر۔ تو پھر ایک دلیل بن جاتی۔ کہ کوئی تھے۔ جو نور کے مقابل آئے لہٰذا خالق نے ان کا تذکرہ......ہی نہیں کیا۔ ان کا ذکر۔ ہونا چاہیئے تھا یا نہیں۔ کیوں نہیں ذکر کیا؟ ان کا ذکر نہیں کیا؟ 70

آدمیوں کا ذکر نہیں کیا۔ جناب موسیٰؑ کا اور پہاڑ کا ٹکڑے ہونا۔ اب جب تجلی ایک۔ اثر تین۔ اثر ہوگئے تین۔ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ جنابِ موسیٰؑ بے ہوش ہوگئے۔ اور ستر آدمی جل کے خاکستر ہوگئے۔ تو اب منطق میں نتیجہ یہی نکالتے ہیں کہ جناب موسیٰؑ کا بے ہوش ہو جانا برابر ہے۔ پہاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے۔ جنابِ موسیٰؑ کا بے ہوش ہو جانا برابر ہے۔ پہاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے۔ پہاڑ کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا برابر ہے۔ 70 آدمیوں کے خاکستر ہو جانے کے۔ 70 کا جل جانا برابر ہے۔ پہاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے۔ اور پہاڑ کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا برابر ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے بے ہوش ہونے کے۔ اب اگر میں کہوں ایک ایسی شے جو جناب موسیٰؑ کے روح پر نازل ہو۔ اور وہ بے ہوش ہو جائیں کہ جنابِ موسیٰؑ کے بے ہوش ہونا برابر ہے۔ پہاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے، اور پہاڑ کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا برابر ہے۔ 70 آدمیوں کے خاکستر ہونے کے چیزوں پر عمل ایک ہی نے کیا نا۔ دیکھو جب وہ برابر ہے تو اس کا کیا نتیجہ ہوا؟ اگر جناب موسیٰؑ پر بھی شے نازل ہو۔ اور وہ بے ہوش ہو جائیں وہی شے اگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ اگر پہاڑ پر کوئی شئے آئے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے تو آدمی جل کے خاکستر ہو جائیں گے۔ بے قصور ہو گیا نا۔ اب دیکھتے نہیں کہ قرآن کا وزن کیا ہے؟ اب دیکھنا ہے کہ قرآن کا وزن کیا ہے؟ اب قرآن کیا ہے۔ اگر ہم قرآن کو پہاڑوں پر اتارتے تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ اگر یہی قرآن موسیٰؑ پہ اتارا جاتا تو وہ بے ہوش ہو جاتے۔ اگر یہی قرآن جنابِ موسیٰؑ پہ اتارا جاتا۔ یہ قرآن اگر جنابِ موسیٰؑ پہ اُتارا جاتا۔ جنابِ موسیٰؑ متحمل نہیں ہے، اُتارا جاتا، کیا ہو جاتے؟ بے ہوش ہو جاتے۔ اگر یہ امتی پہ اُتارا جاتا۔ اگر یہ اُمتی پہ اُتارا جاتا۔ وہ تو اُترتے ہی راکھ ہو جاتا۔ اگر جنابِ موسیٰؑ پر اُتارا جاتا۔ تو وہ بے ہوش ہوتے رہے بے ہوش ہی رہے جب تک قرآن اترتا رہتا

Presented by www.ziaraat.com

بے ہوش رہتا تب تبلیغ کون کرتا؟ معلوم ہوا جن پر قرآن اُترے گا۔ اُس کا جناب موسیٰ سے افضل ہونا لازم ہے کہ وہ جناب موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہو۔ افضل ہونا کہہ رہا ہوں۔ جناب موسیٰ جیسا نہ ہو۔

سرکار کے بعد کیا انتظام کیا؟ وہ کہنے لگا سرکار کے بعد انتظام ہے کتاب وسنت۔ تو ہشام نے فرمایا۔ اچھا سنت اختلاف کو دور کرتی ہے؟ ہاں ہاں۔ کر رہی ہے کیوں کیا ہے۔ کہنے لگے اختلاف کو دور کیا ہے تو شام سے مناظرہ کرنے کیوں آیا ہے؟ سنت تو وہاں موجود تھی تو یہاں کیا لینے آیا ہے؟ گھبرا کر کہنے لگا یہ تو صحیح ہے سنت تو اختلاف کو دور نہیں کرتی تبھی تم آئے ہو۔ جب جانے لگا تو میرے امامؑ نے فرمایا جس طرح تو نے کہا تھا میرے ہشام پر۔ اُس نے بھی سوال کیئے۔ تو بھی سوال کر۔ شاید اس سوال سے کچھ زیادہ جواب دیدیں۔ اب اسی شامی نے ہشام سے یہی سوال کیا۔

ہشام بتاؤ! اللہ اپنے مخلوق کے عقلوں سے زیادہ واقف ہے؟ یا بندے زیادہ واقف ہے؟ ہشام نے کہا! اللہ۔ اب شامی نے کہا! جب اللہ واقف ہے تو اللہ نے ہمیں ان عقلوں کو خطا سے محفوظ رکھنے کے لیے کیا انتظام کیا؟ ہشام کہتے ہیں! پہلا انتظام بتاؤں یا اب کا انتظام بتاؤں؟ آج کا انتظام بتاؤں یا پہلے کا انتظام بتاؤں۔ کہنے لگا! دونوں بتا دیں۔ کہا۔ پہلے تو رسولؐ تھے اب یہ میرا امامؑ بیٹھا ہے۔ یہ میرا امامؑ بیٹھا ہے یہ اختلاف کو دور کرتا ہے۔ کہنے لگا اب دیکھو! امامؑ آپ انہیں جانتے ہیں۔ ہمیں کیسے معلوم ہو۔ یہ کہنے لگے ہشام کہ اگر سرکار ہوتے اور تو سوالات کرتا اور وہ جوابات دیتے تو مطمئن ہوتا۔ وہی سوال ان سے کرتا اگر وہی اطمینان والا جواب ہو سمجھ لینا جانشین رسولؐ ہے کہنے لگا بات بالکل سچ ہے کہنے لگا آپ سے اتنا پوچھنے کے لیے میں شام سے یہاں تک آیا ہوں یہاں مدینے تک۔ یہ درمیان میں جو باتیں ہوئی ہیں امامؑ بتا دے میں امامؑ مان لوں گا بس اتنا کہنا تھا امامؑ نے بیان کرنا

شروع کر دیا۔ ایسا ایسا بیان کر دیا کہتا ہے صَدَقْتَ، صَدَقْتَ، صَدَقْتَ۔ دو تین باتیں ایسی کہیں کھڑے ہو کے کہتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ تو بھی سچا ہے۔ رسولؐ بھی سچا ہے۔

بس عزادارو! آج معلوم ہے اُسکی شبیہ ذوالجناح آنی ہے جس کی زین خالی ہوگا۔ اجرکم علی اللہ۔ سیدہ آپ کی عزاداری قبول فرمائے۔ ابھی ابھی میں جلال العیون میں دیکھ رہا تھا۔ سرکارؐ فرماتے ہیں بس تھوڑے دنوں کا یہ آپ کا مہمان ہے۔ پانی تو بند ہو چکا ہے نا۔ جلال العیون والا لکھتے ہیں۔ سرکار دو عالمؐ کا وقت آخر ہے بالکل آخری وقت جناب سیدہ کے گود میں آقاؐ کا سر۔ مخدومۂ کونین بیٹھی دیکھ رہی ہیں۔ اور رو بھی رہی ہیں کہ دروازے پر دستک ہوئی تو مخدومۂ کونین نے پوچھوایا کون ہے؟ کہا کہ میں رسولؐ سے ملنا چاہتا ہوں میں آقا سے ملنا چاہتا ہوں شہزادیؑ کونین نے کہلوا بھیجا کہ بابا! اس وقت آرام میں ہے۔ پھر کسی وقت آجانا۔ لیکن دوسری مرتبہ جب اُس نے دستک دی۔ (لگتا ہے اس دروازے پر کسی نے دوسری دستک نہیں دی ہوگی) بی بیؑ کے گرم گرم آنسو گرے۔ رسولؐ نے آنکھ کھولی۔ فرمایا زہراؑ! ابھی تو میں زندہ ہوں رونے کا سبب کیا ہے؟ میری زندگی میں رونا شروع کر دیا۔ میری پیاری بیٹی! ابھی تو میں زندہ ہوں۔ بابا! کوئی اعرابی باہر آیا ہے میں نے انہیں کہا کہ آپ آرام میں ہے مگر وہ تقاضا کر رہا ہے ملنے کا۔ سرکارؐ نے فرمایا! میری بیٹی! اعرابی نہیں ہے یہ ملک الموت ہے یہ اعرابی نہیں ہے۔ ملک الموت ہے یہ تیرے دروازے کا شرف ہے جب تک تو اجازت نہیں دے گی یہ عزرائیل اندر داخل نہیں ہوگا۔ اجازت دینا یا نہ دینا۔ تیری مرضی ہے اب یہ آیا اندر۔ آکر سرکار کو سلام کیا۔

خالق کا پیغام پہنچایا۔ وہ متمنی ہے رسولؐ تیری ملاقات کا۔ اختیار آپ کو ہے۔ سرکارؐ نے فرمایا! ملک الموت! تھوڑی دیر ٹھہر جا۔ جبرائیل آ رہا ہے۔ (اجرکم علی اللہ) جبرائیلؑ آ رہا ہے۔ ذرا اُسے آنے دے کہ جبرائیلؑ آیا۔ آ کے سلام کیا کیا لایا ہے؟

Presented by www.ziaraat.com

تھوڑا سا کافور لایا (اجرکم علی اللہ) کافور لایا۔ کافور لایا۔ فرمایا! هَـذَا كَـافُور مِنَ الـجَنَّة ۔ یہ جنت کا کافور ہے۔ رسولؐ! اپنا حصہ اس میں لیکے باقی اہل بیتؑ میں تقسیم کرودو! میرے آقا نے اُس کافور کے چار حصے کیۓ (۱) ایک حصہ اپنے لیے (۲) ایک حصہ علیؑ کو دیا (۳) ایک حصہ جناب سیدہؑ کو دیا (۴) ایک حصہ امام حسن مجتبیٰؑ کو دیا۔ جناب امام حسینؑ بیٹھے ہوئے ہیں۔ حصہ نہیں ملا۔ بس اس حصہ کا نہ ملنا تھا جناب امام حسینؑ نے فرمایا! ناناؐ! کیا اس کافور میں میرا حصہ نہیں تھا۔ خدا گواہ ہے۔ اتنا کہنا تھا رسولؐ کی چیخیں بلند ہوگئیں۔ فرمایا! حسینؑ! کافور کی ضرورت اُسے ہوتی ہے جنہیں کافور لگانے والے رہ جائیں۔ ریت کربلا سے تیرا کافور ہوگا۔ حسینؑ۔ کوئی تجھے لگانے والا نہیں ہوگا۔ بس وقت کے تحت نہ علیؑ اکبرؑ رہے نہ عباسؑ رہے نہ عونؑ ومحمدؑ رہے۔ میرا آقا آیا خیمے کے دروازے پر۔ آ کے میرے امامؑ نے عرب کے دستور کے مطابق ایک ایک بیوی کا نام لے کے سلام کیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَيْنَبُ وَيَا اُمِّ كُلثومُ وَيَا رُبَابٌ وَيَا سُكَينة وَيَا فِضة الْجَارِيَه عَلَيْكُنَّ مِنِىَ السَّلَامُ ۔ جب امامؑ نے خدا گواہ ہے سلام کیا۔ میری شہزادی تڑپ کر کہتی ہے حسینؑ! تیرا آسرا رہ گیا تھا تو بھی جانا چاہتا ہے۔ امامؑ نے فرمایا! علی اکبرؑ کے بعد زندہ رہنا نہیں چاہتا۔ بہن! اجازت دو۔ فرمایا۔ ذرا خیمے کے اندر آجا۔ میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ جب امامؑ اندر آئے نا اندر آئے۔ میری آقازادی نے کہا! حسینؑ ذرا گلے سے کپڑا اٹھا (سیدہؑ آپکے آنسوؤں کو قبول فرمائے) حسینؑ ذرا گلے سے کپڑا اٹھا۔ اب جو امامؑ نے کپڑا اٹھایا۔ تیرہ مرتبہ جنابِ زینبؑ نے گلا چوما۔ کہا! حسینؑ! ماں زہراؑ نے وصیت کی تھی۔ پرسہ دینا۔ زہراؑ کا بیٹا خدا جانے اکیلا کیسے گیا۔ (اجرکم علی اللہ) جب جناب سیدہ زینبؑ نے بوسے دیئے نا تو امامؑ نے فرمایا بہن۔ اگر ماں زہراؑ نے آپ کو وصیت کی تھی تو بابا علیؑ نے مجھے وصیت کی تھی ذرا بازوؤں سے کپڑا اٹھالے۔ جناب زینبؑ نے بازوؤں سے

کپڑا اٹھایا۔ (اجرکم علی اللہ) میرے امامؑ نے بوسے دیئے۔ فرمایا۔ یہ بابا علیؑ نے وصیت کی تھی۔ وصیت ختم ہوئیں۔ میرے امامؑ نے اجازت لی۔ عزادارو! ذوالجناح کے قریب آئے۔ نَظَرَ يَمِيْناً وَشِمَالاً ۔ دائیں دیکھا بائیں دیکھا۔ جب کوئی سوار کرانے والا نظر نہیں آیا۔ میرے امامؑ نے فرمایا۔ میں نے تو ایک ایک کو سوار کرایا مجھے کوئی سوار کرانے والا نہیں رہا۔ اب تاریخ بتاتی ہے جنابِ زینبؑ نے آ کر زین کو پکڑا! حسینؑ! ورد ماری بہن جو موجود ہے۔ حسینؑ! بہن جو موجود ہے۔ جناب زینبؑ نے سوار کرایا۔ امامؑ بیٹھے۔ فرمایا۔ ذوالجناح چلو۔ عزادارو! دو قدم ذوالجناح چلا۔ رُک گیا۔ امامؑ نے فرمایا۔ چلتا نہیں؟ چلتا نہیں۔ ذوالجناح اپنی زبان میں کہتا ہے۔ مولا ذرا نیچے تو دیکھیں (اجرکم علی اللہ) دیکھا جناب سکینہؑ گھوڑے کے سموں سے لپٹ کر کہہ رہی ہے۔

بابےؑ کا گھوڑا! مجھے یتیم نہ کرنا۔ (اجرکم علی اللہ) جو گیا ہے واپس نہیں آیا۔ نہیں آیا۔ (اجرکم علی اللہ) آخر امامؑ سوار ہوئے۔ سوار ہوئے۔ جانا چاہتے ہیں۔ بیبیاںؑ روکتی ہیں۔ خیمے کا پردہ اُٹھتا ہے گر جاتا ہے۔

شبیرؑ برآمد ہوئے یوں خیمے کے در سے
جس طرح نکلتا ہے جنازہ بھرے گھر سے

ہائے ہائے۔ بیبیاںؑ رو رہی ہیں۔ امامؑ نے آ کر آخری خطبہ دیا۔ کوئی تیر مارتے ہیں۔ کوئی پتھر۔ امامؑ نے تلوار نکالی۔ جنگ کرنا شروع کی۔ معالی السبطین میں ہے کیف المنزل پر جب امامؑ پہنچے آواز آئی۔ ایمان والو۔ وعدہ پورا کرو۔ يَـا اَيُّهَـا الَّذِينَ آمَنُوا اَوْفُـوا بـالْـعُقُوْد ۔ پس امامؑ نے تلوار نیام میں ڈال کر فرمایا۔ اِنـاَّ لِلّٰـهِ وَاِنـاَّ اِلَـيْـهِ رَاجِـعُـوْن ۔ فرمایا! ذوالجناح۔ جلدی کر مجھے خیمے کے دروازے تک لے چل اب وہ امامؑ گیا ذوالجناح چلا محسوس کیا میرے امامؑ نے۔ خدا گواہ! آسمانوں پر فرشتوں نے

Presented by www.ziaraat.com

عبادتیں چھوڑیں۔ پروردگار! تیرا آ گیا حسینؑ۔ جبرائیل کے قربان۔ جبرائیل نے کہا۔اے اللہ! مجھے اجازت دے۔تو خدا نے کہا۔ جاؤ اگر اجازت ملے سو دفعہ کی بھی ضرورت ہو۔ جبرائیل نے سایہ کیا نا' کیا سایہ۔ امامؑ کو ٹھنڈک محسوس ہوئی فرمایا۔ جبرائیل ہٹ جا۔اتنے میں ایک تیر آ کے لگا۔ امامؑ نے پیچھے کھینچا۔ایک تیر امامؑ کے گلوئے مبارک میں لگا۔میری آقازادی جناب زینبؑ نے فضہ سے کہا۔فضہؑ دیکھ حسینؑ زین پر ہے؟ (اجرکم علی اللہ) میرا حسینؑ آپ کے آنسو (سیدہؑ قبول فرمائے) میرا حسینؑ زین پر ہے؟فضہؑ نے کہا شہزادی ہے۔عزادارو!ایک وقت آیا۔فضہ نے رو کر کہا۔حسینؑ زین پر نہیں ہے۔ نہ حسینؑ زین پر نہ زمین پر۔ میری شہزادی نے کہا زمین! زمین۔ بتا حسینؑ آیا ہے یا نہیں؟ کہا ابھی نہیں آیا۔ اتنے لمبے لمبے تیر لگے ہوئے تھے۔ زہراؑ کا بیٹا تیروں پر سر سجدے میں رکھا ہوا ہے۔عزادارو! پہلی ضرب چلی۔ضرب کہتا ہے زور سے مارو زور سے۔......... خدا گواہ ہے۔ جب آخری ضرب چلی نا۔ امامؑ کا اطمینان اتنا بڑھ گیا۔ابراہیمؑ واسماعیلؑ نے کہا۔رسولؐ تو جان تیرا حسینؑ جانے ہم صبر نہیں کر سکتے۔ جب نویں ضرب چلی۔حسنؑ نے کہا! نانا نانا۔تو جان تیرا حسینؑ جانے۔ جب دسویں ضرب چلی۔علیؑ نے فرمایا! آقا تو جان (میں جملہ کہوں جملہ کہوں؟) جب گیارہویں ضرب چلی۔ رسولؐ نے فرمایا! زہراؑ۔تو جان تیرا حسینؑ جانے (اجرکم علی اللہ) جب بارہویں ضرب چلی نا بارہویں۔ جناب زہراؑ نے فرمایا!حسینؑ تو جان۔تو سجدہ دے سجدہ دے۔امامؑ نے سجدہ کیا سر تن سے جدا ہوا آسمان سے ندا آئی قد قتل الحسین بکربلا قدذبح الحسین بکربلا۔

" اَلا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ "

نویں مجلس

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ لَعِيْنَ الرَّجِيْمِ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰة والسّلام علی النبی الامی القرشی الهاشمی ابطحی المکی المدنی المبعوث علی العرب والعجم ابی القاسم محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم۔

وعلی آلہ الطیبین الطاهرین المعصومین الشاکرین الصابرین الراشدین المهدیین o اما بعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ المجید وفرقانہ الحمید وقولہ الحق.

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (صلواة)

میں الحاج اشفاق حسین جعفری کی طرف سے شکر گزار ہوں حکومت کا کہ امن وامان کے سلسلے میں جو تعاون حکومت پنجاب کی طرف سے جہاں متوقع تھی مجالس میں کیا گیا ہے اور تمام امام بارگاہوں کیلئے ہم اسی طرح صورت اختیار کیئے ہوئے ہیں۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے موجودہ حکومت کے اس طرزِ عمل کو باقیوں کیلئے بھی ایک مثال بنا کر اپنے سامنے رکھنا چاہیئے۔

اور ملک میں امن وامان کے لیے جو تاخیری طور پر وفاقی سطح یا صوبائی سطح پر کوششیں ہو رہی ہیں۔اس میں ہم سب کو ساتھ دینا چاہیئے۔اور امن قائم کرنے کے لیے مکمل طور پر ہمیں اخوت ومحبت کے تحت اس گفتگو سے پرہیز کرنی چاہیئے کہ جو فرقہ واریت کو آگے بڑھاتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنا عقیدہ مت چھوڑو اور کسی

Presented by www.ziaraat.com

کے عقیدے کو مت چھیڑو۔ اس پر قائم رہنا ہمارا ایمانی اور مذہبی فریضہ ہے۔ ہم حکومت کے بھی شکرگزار ہیں کہ انہوں نے ہمارا ساتھ دیا۔ ایک صاحب! جو اہل سنت سے تعلق رکھتے ہیں۔ خانیوال کے رہنے والے ہیں۔ یہاں روڈ سے گزرتے ہوئے اُن کے کانوں تک میری تقریر کی آواز پڑی۔ اُس دن کے بعد وہ مسلسل یہاں تقاریر سننے کیلئے آتے رہے ہیں۔ حضرت ابو طالبؑ پر جو خصوصاً گفتگو ہو چکی ہے۔ اس کے بارے میں وہ پھر اپنے چند دوستوں کے لیے جو اہل سنت والجماعت سے ہیں، غلام رسول غلام علی، غلام حسن، غلام حسین۔ محمد معراج خالد۔ اُن کے لیے پھر تسلی چاہتے ہیں۔ کہ آیا حضرت ابوطالبؑ نے وقت آخر کلمہ پڑھا تھا۔ یا نہیں پڑھا تھا؟

میرے دوست میرے بھائی! آج کی شب میں فضائل نہیں پڑھ رہا۔ اُس دن میں نے یہ کتاب کا حوالہ دیا تھا۔ (جو بازار، مارکیٹ میں اب بک رہی ہے اُس کتاب کا نام ہے مومن آلِ قُریش) اہل سنت کے ایک بزرگ رائٹر کی وہ کتاب لکھی ہوئی ہے۔ آج سے بیس، پچیس سال پہلے جب اُردو کتابوں کا مطالعہ کیا جاتا تھا۔ تو میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا تھا۔ اُس میں مکمل طور پر حوالہ جات موجود ہیں۔ اور حضرت ابوطالبؑ کا بوقت آخر کلمہ پڑھنا اور اس کلمے پر حضرت رسول پاکؐ کے چچا عباسؓ بن عبدالمطلبؑ کا اور حضرت ابوبکرؓ کا گواہ بننا ثبوتِ کُتب کے ساتھ موجود ہے (درود پڑھیے گا صلواۃ) آپ وہ کتاب خرید لیں تا کہ آپ اپنے تمام ساتھیوں کو بھی اور اپنے آپ کو بھی مطمئن کر لے اسی طرح حال ہی میں ایک کتاب لکھی گئی ہے ایمان ابوطالبؑ علامہ بشوی نے انتہائی مدلل کتاب لکھی ہے اس کا مطالعہ بھی ضرور کریں۔ آج میرے پاس اتنے سوال ہیں کہ میں سوالات کو دیکھ کر آگے نہیں پڑھ سکتا۔ ان سوالوں میں ایک سوال یہ بھی ہے کہ جب امام حسینؑ کو مدینے سے چلتے وقت جناب محمد حنفیہؒ نے، عبداللہؓ بن جعفرؓ طیار نے، اور عبداللہ ابن عباسؓ نے روکا تھا۔ کہ آپؑ مدینے سے نہ جائیں تو حضرت امام

حسینؑ نے اُن کے مشورے کو قبول کیوں نہیں کیا؟ اور آپؑ کربلا کیوں چلے گئے؟ عزیزِ من: یہ جس عزیزہ کا سوال ہے۔ بہن کا یا بیٹی کا گزارش یہ ہے کہ حضرت امام حسینؑ کو کربلا جانے سے جس نے بھی روکا۔ اُس کا نظریہ صرف اور صرف یہ تھا کہ کسی طرح سے حسینؑ بچ جائے۔ جس نے بھی امام حسینؑ کو کربلا میں جانے سے روکا ہے۔ اُس کا نظریہ یہ تھا کہ حسینؑ بچ جائے۔ وہ اپنی بشری فکر اور اپنے بشری تقاضوں کے تحت امام حسینؑ کو روک رہے تھے۔ لیکن امام حسینؑ کی فکر، فکرِ امامت تھی۔ سوچ، سوچِ ولایت تھی۔ آپؑ کا انداز، اندازِ وحی تھا۔ آپؑ نے اگر یہ قدم اٹھایا ہے تو صرف اور صرف اس لیے اُٹھایا ہے کہ میں رہوں یا نہ رہوں۔ دین اسلام رہ جائے۔ میں باقی بچوں یا نہ بچوں تبلیغ انبیاؑء کا ثمرہ جو ہے وہ باقی بچ جائے۔ ہر شخص جو حسینؑ کو رُکنے کا مشورہ دے رہا تھا۔ اُسکی نظر میں صرف حسینؑ کی ذات تھی۔ لیکن امام حسینؑ کی نظر میں خود توحید کی ذات تھی۔ آدمؑ سے لیکر خاتمؐ تک ہر نبیؑ کی ذات تھی۔ حسینؑ قربانی کے لیے اس لیے آگے بڑھے۔ تا کہ اللہ کی توحید بچ جائے۔ اور انبیاؑء نے اپنے اپنے دور میں جو تبلیغ کی ہے۔ تبلیغِ انبیاؑء بچ سکے اور قیامت تک دین اسلام قائم و دائم رہ سکے۔ حسینؑ چند سالوں کے لیے جینا نہیں چاہتے تھے۔ کچھ عرصے کے لیے جینا نہیں چاہتے تھے۔ وہ لوگ جو مشورہ دے رہے تھے۔ اُن کے نزدیک حسینؑ کا رُکنا اس لیے اُن کے نزدیک ضروری تھا کہ پانچ سال دس سال، پندرہ سال اور پچاس سال حسینؑ اور جیئے۔ لیکن امام حسینؑ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے موت کو مار کر ابدی زندگی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جو آپؑ نے میدان کربلا میں شہادت کے ذریعہ سے اس انداز میں حاصل کی زہراؑ کا لعل بتولؑ کا بیٹا وہاں پہنچا۔ ایسی زندگی حاصل کی جہاں موت کا تصور تک نہیں پہنچ سکا رہا یہ سوال کہ امام حسینؑ سے جب سوال بیعت کیا گیا، تو باقی صحابہؓ کی اولاد کی طرح حسینؑ نے بیعت کیوں نہ کی؟ یا خاموشی سے وقت بسر کیوں نہیں کیا؟ گزارش یہ ہے کہ بیعت وہ کرتا ہے۔ جھکتا وہ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

فروخت وہ ہوتا ہے۔ جسے اپنے لیے اپنی ذات کیلئے اپنی بخشش کا یقین نہ ہو۔ حصول جنت کا یقین نہ ہو۔ حسینؑ اگر یزید کی بیعت کرتے تو کیسے کرتے؟ یہ تو وہی حسینؑ ہے جس کے لیے رسولؐ فرما چکے ہیں۔ الحسن والحسین سیداشباب اهل الجنة وابوهما خير منهما۔ کہ حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ اور ان کے باپؑ ان دونوں سے بھی بہتر ہیں۔ (یہی وجہ ہے کہ اس بھرے اجتماع میں جبکہ میں آج فضائل نہیں پڑھنا چاہتا۔ اور نہ پڑھ رہا ہوں۔ بلکہ جو بھی فضائل کے نکتے آپکے سامنے آ رہے ہیں۔ میں عمداً انہیں چھوڑ کر ایک تاریخی لفظ ادا کرنا چاہتا ہوں) جب ولید کے دربار میں امام حسینؑ سے یزید کیلئے بیعت طلب کی گئی تو امام حسینؑ کا یہ کتنا عظیم جواب تھا جو آج بھی تاریخ کے صفحات کے سینے پر رقم ہے۔ آپؑ نے جواباً فرمایا کہ کیا تم مجھے جانتے ہو؟ اَنا ابنُ عَلِی ابنُ اَبِی طَالِب۔ کہ میں علیؑ کا بیٹا ہوں۔ ہمیشہ امام حسینؑ نے جب اپنا تعارف کرایا۔ یہی کہا ہے۔ اَنَا ابنُ رَسُولِ اللّٰہ۔ میں کائنات کے رسولؐ کا بیٹا ہوں لیکن دربارِ ولید میں جب تعارف کرایا۔ سوال بیعت پر تو فرمایا۔ اَنَا ابنُ عَلِی ابنِ اَبِی طَالِب۔ مقصد کیا تھا؟ کہ تم میرے باپؑ کے کردار سے بھی واقف ہو۔ اور مجھے بھی جانتے ہو۔ تو میں اُسی علیؑ کا بیٹا ہوں۔ جب میرے باپؑ نے بیعت نہیں کی تھی۔ (واہ......) جب میرے باپ علیؑ نے بیعت نہیں کی تھی۔ تو آج اُس علیؑ کا بیٹا کیسے کر سکتا ہے؟ اگر کوئی میرا نوجوان جیسے دوسرے دن کے آ جاتے ہیں۔ سوال آ جاتے ہیں کہ کہہ دے کہ جی تاریخ میں ملتا ہے کہ علیؑ نے بیعت کر لی تھی۔ میرے بابا! جب ہم اُس حدیث کو تسلیم نہیں کرتے۔ جو قرآن کی آیت کی مخالفت میں ہو۔ تو پھر اُس تاریخ کو ہم کیسے قبول کر سکتے ہیں؟ جسکی تصدیق آیت نہ کرے۔ قرآن میں اللہ کا صاف فیصلہ ہے۔ اِنَّ الَّذِین یُبَا یِعُونَک اِنَّمَا یُبَایِعونَ اللّٰہ یَدُ اللّٰہِ فَوقَ اَیدِیھِم۔ میرے حبیبؐ یہ جن لوگوں نے تیرے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ سوائے اس

کے نہیں ہے کہ ان کے ہاتھوں پر تیرا ہاتھ نہیں تھا۔ بلکہ مجھ (اللہ) کا ہاتھ تھا۔ معلوم ہوا مسلمانوں سے بیعت لینے کا حق اُس ہاتھ کو حاصل ہو سکتا ہے۔ جو یداللہ کہلواتا ہو۔ اور رسولؐ کے بعد جو یداللہ کہلواتا ہے۔ وہ صرف اور صرف علیؑ ابن ابی طالبؑ کا ہاتھ ہے۔ اسی لیے حسینؑ نے کہا تھا۔ کہ تم نہیں جانتے؟ میں علیؑ کا بیٹا ہوں۔ اسی جواب پر سیدہؑ کے لعلؑ کو مدینہ چھوڑنا پڑا۔ حسینؑ۔ مدینہ چھوڑ کر کربلا میں پہنچے۔ اسلام کا ہیرو، وفا کا داتا، ہمت کا دھنی، صبر واستقلال کا مرکز، جرأت کا شہنشاہؑ، تاجدارِ حُریت، جبرائیلؑ کا شہزادہ۔ میکائیلؑ کا حُرزادہؑ، فاطمہؑ کا لعلؑ وگلزار، علیؑ کے جگر کا پارہ، رسولؐ کی آنکھوں کا تارا، اسلام کا واحد حقیقی سہارا، کربلا والوں کے لیے، اپنے ساتھیوں کے لیے ایسا معلم اور ایسا مدرسِ حقیقی بنا کہ ہر ذہن میں حسینؑ نے فکرِ حسینیؑ کو پیدا کر لیا۔ جتنے امام حسینؑ کے ساتھ ساتھی تھے۔ ہر ذہن میں امام حسینؑ نے فکرِ حسینؑ کو پیدا کر دیا یہی وجہ ہے کہ 10 دیں محرم کے دن ہر ساتھی یہ کوشش کر رہا تھا۔ کہ پہلے اِذنِ جہاد مجھے ملے۔ (کہیں تاریخ میں نظر نہیں آتا) کہ وہ سچے جان نثار جو امام حسینؑ کے ساتھ بچ گئے تھے۔ اُن میں سے کسی ایک نے شہادت کا منہ دیکھ کر اپنا منہ پھیرا ہو۔ بلکہ نہیں: انہوں نے تو شہادت کے لیے منتیں مانگی۔ (جیسا کہ آج کی رات کے متعلق مشہور و واضح ہے) عاشور کو نماز عشاء سے جب سیدہؑ کا لعلؑ، بتولؑ کا بیٹا فارغ ہوا۔ امامؑ نے تمام خیام کے قریب سے گزرنا شروع کیا۔ تا کہ دیکھ سکے کہ ہر مستور اپنی اپنی قربانی کو کس انداز سے تیا کر رہی ہے؟ جب زہراؑ کا لعلؑ ایک ایک خیمے کے قریب سے گزرتا گیا۔ ماں بیٹے سے گفتگو کر رہی ہے۔ بہن بھائی سے گفتگو کر رہی ہے۔ کہیں گفتگو میں، کسی کی گفتگو میں مایوسی نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک گفتگو یہی ہے کہ اللہ کرے کل تیری قربانی کے سبب بارگاہ بتولؑ میں مجھے کامیابی سے ہمکنار ہونے کا موقع ملے۔ ایک ایک خیمے سے گزرتے گزرتے سیدہؑ کا لعلؑ اُس خیمے کے قریب آ کر رُکا۔ جہاں ایک بیوہ ماں ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

جس کے سر کے بال سفید ہیں۔ چراغ جل رہا ہے۔ جس کی گودی میں اُس کا یتیم تیرہ سالہ جوان بیٹے کا سر ہے۔ بیٹے کا چہرہ بھی دیکھ رہی ہے۔ اللہ جانے! کیا سوچ رہی تھی۔ سوچتے سوچتے اُسکی آنکھوں سے آنسو برسے جیسے آنسو گرے۔ یتیم شہزادہ کے رخسار پر، جب آنسو پڑے۔ قاسمؑ نے ماں کا چہرہ دیکھا ماں روتی ہوئی نظر آئی۔ حسنؑ کا یتیم ماں کی گودی چھوڑ کر تڑپ کر اٹھ بیٹھا۔ دونوں ہاتھ باندھ کر کہتا ہے۔ اماں! کیا میری وفا پر یقین نہیں ہے۔ (یہ وہی قاسمؑ ہے۔ مدینے میں جب امام حسن علیہ السلام کے کلیجے کے ٹکڑے کٹ کٹ کر منہ سے باہر آئے تھے۔ اور امام حسینؑ بھیا کے سرہانے آئے سر اُٹھا کر سینے سے لگایا۔ (ایک فقرہ اور بھی ہے) جب کلیجے کے ٹکڑے کٹ کر امامؑ کے لگن میں گر رہے تھے۔ جیسے امام حسنؑ نے دیکھا کہ دروازے سے بہن زینبؑ آ رہی ہے۔ آواز دیکر کہتا ہے۔ حسینؑ! میرے کلیجے کے ٹکڑوں پر پردہ ڈال دے۔ چادر ڈال دے۔ تا کہ بہن میرے کلیجے کے ٹکڑے دیکھ نہ سکے۔ ایسا نہ ہو دیکھ کر مرنے سے پہلے مر جائے۔ (میں کہتا ہوں مولاؑ۔ مدینے میں تو آپؑ سے گوارا نہ ہوا۔ کہ آپؑ کے کلیجے کے ٹکڑے دیکھے۔ لیکن ہائے کربلا: آپؑ کی قاسمؑ کی لاش کے ٹکڑوں سے اپنے ہاتھ سے زینبؑ خاک اور خون کو صاف کرتی رہی۔ تو حضرت امام حسنؑ نے امام حسینؑ کو جتنی وصیتیں کی تھی۔ (یہ سوال کئی مرتبہ دورانِ تقاریر آ چکا ہے) کہ ان وصیتوں میں سے ایک وصیت یہ بھی تھی کہ حسینؑ! قاسمؑ کو اپنی فرزندی میں قبول کرنا۔ یہ وصیت ملتی ہے۔ ''کُتب مقاتِل'' میں۔ اور دوسری وصیت یہ تھی کہ کربلا کے میدان میں میرا قاسمؑ سوالی بن کر آئے۔ سوال لیکر آئے۔ تو اسکو یتیم سمجھ کر اسکا سوال رد نہ کر دینا) قاسمؑ عرض کرتے ہیں اماں! کیا میری وفا پر یقین نہیں ہے؟ بیٹا۔ یقین ہے۔ ماںؑ پھر رو کیوں رہی ہو؟ رو کے کہتی ہے۔ بیٹا: رو اس لیے رہی ہوں۔ کہ میں تجھ کو اگر بتا دوں؟ تو تو میرے ان آنسوؤں کے رونے کے، جو برس رہے ہیں۔ آنسو (ان) کی قیمت ادا نہیں کر سکتا۔

تجھے بتانے کی احتیاج نہیں سمجھتی۔ جب کہا نا قیمت ادا نہیں کر سکتا۔ شہزادہ دیکھ کر کہتا ہے۔ اماںؑ! یتیم ہوں تو میں۔ میرا چچا جو موجود ہے۔ رونے کی اگر قیمت چاہتی ہو۔ بتاؤ؟ میں چچا سے لا کے دینے کے لیے تیار ہوں۔ قاسمؑ! اگر محسوس نہ کرے تو تیرے چچاؑ بھی میرے ان آنسوؤں کی قیمت ادا نہیں کر سکتے۔ قاسمؑ نے کہا پھوپھی زینبؑ جو موجود ہے۔ پھوپھی کلثومؑ جو موجود ہے۔ کہا بیٹا! قیمت اُن کے پاس بھی نہیں۔ اب شہزادے سے رہا نہ گیا۔ کہا! اماں۔ میرے باباؑ کے کلیجے کے ٹکڑوں کا واسطہ۔ بتاؤ۔ رونے کا سبب کیا ہے؟ رو کے کہتی ہے قاسمؑ! تیری وفا پر یقین ہے۔ لیکن رو اس لئے رہی ہوں۔ کہ میں سیدزادی نہیں ہوں۔ ہو سکتا ہے کل میرا شیر وفا نہ کرے۔ جب کہا نا! ہو سکتا ہے، کل میرا دودھ وفا نہ کرے، تیرہ سالہ قاسمؑ تڑپ کر زمین سے اُٹھا۔ ماںؑ کی طرف دیکھ کر کہتا ہے۔ اماں! باباؑ کی شہادت اور چچاؑ کی مظلومیت کی قسم ہے۔ کل جس ہاشمی جوان کا لاشہ خیمے میں آئے گا۔ ہر مستور اُس کے لاشے کو پہچان کر روئے گی۔ (ھاھہ) کل جس ہاشمی جوان کا لاشہ خیمے میں آئے گا۔ ہر مستور اُس ہاشمی جوان کی لاشے کو پہچان کر روئے گی۔ لیکن! اماں۔ جب میرا لاشہ آئے گا۔ میں وعدہ کرتا ہوں تجھ سے پہچانا نہیں جائے گا۔ بی بیؑ دھاڑیں مار کر رو پڑی۔ حسینؑ روتے ہوئے آگے بڑھے۔ (آج کی شب شبِ شہیداں ہیں جس میں کہا جاتا ہے۔ کہ پورے سال میں اس سے زیادہ غم کی رات اور کوئی نہیں ہے) (جتنا آج کی رات کو رو سکتے ہو اُن کو پرسہ دے سکتے ہو۔ امکانی صورت کے تحت پُرسہ دینے کی کوشش کرو۔ میں ہاتھ باندھ کر کہتا ہوں۔ مجلس ختم ہونے کے بعد جب امام بارگاہوں سے گزر جانے کے بعد آج کی رات نرم نرم بستروں پر نہ سونا۔ آج کی رات نرم نرم گدوں پر نہ سونا۔ آج ساری رات زینبؑ وکلثومؑ تڑپتی رہی ہیں۔ آج ساری رات اولاد بتولؑ تڑپتی رہی ہے۔ آج بتولؑ کے بین آتی رہی ہے۔ بابا! کل میرا گھر اُجڑ جائے گا۔ بابا! کل میرا باغ اُجڑ جائے گا۔

Presented by www.ziaraat.com

(ھاھَہ۔عزادارانِ اہلِ بیتؑ) حسینؑ سنتے سنتے آگے بڑھ گئے۔رات گزر گئی۔ایک ایک حسینؑ نے قربانی چُن کر اللہ کی راہ میں پیش کرنی شروع کردی۔(میں نے فقرہ ادا کیا تھا۔میں شہزادہ قاسمؑ کی شہادت نہیں پڑھ رہا حاجی اشفاق صاحب کی ایک فرمائش ہے۔جس کو میں پورا کر رہا ہوں۔اس لیے شہادت چھوڑ رہا ہوں) حسینؑ نے ہر ذہن میں اپنی فکر پیدا کرلی تھی۔کربلا کے میدان میں مرد تو مرد، جوان تو جوان۔مجھے کوئی ایسی مستور بھی نظر نہیں آتی۔جس نے مصائب سے گھبرا کر بددعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے ہوں۔آخر مائیں بھی تھیں،بہنیں بھی تھیں۔بیٹیاں بھی تھیں۔

بلکہ ہر ایک نے اپنی قربانی کے منظور ہونے پر سجدۂ شکر ادا کیا۔کہ میرے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے میری لاج رکھی۔کربلا کے میدان کے بعد بھی شامِ غریباں سے لیکر کوفے تک اور کوفے سے لیکر شام تک شام سے لیکر زندان تک کئی مرتبہ زندان سے دربار میں آئیں۔دربار سے زندان گئیں۔حتیٰ کہ ایسے موقعے بھی تاریخ میں ملتے ہیں۔کہ دربار میں جاتے وقت بیبیاں اتنی دیر کھڑی رہیں کہ کھڑے کھڑے کچھ سیدانیوں کے پاؤں کے تلوے پھٹ گئے۔تلوؤں سے خون جاری ہوگیا۔لیکن کوئی منزل مجھے ایسی نظر نہیں آئی کہ کسی بی بی نے بددعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے ہوں۔سادات بنی فاطمہؑ کی مستورات نے جہاں بزرگ بیبیاں تھیں۔اُن میں چھوٹی بچیاں بھی تھیں۔(خدا آپکو شام لے جائے۔آمین) شام کی زیارات پر جب آپ جائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ قافلے کی کئی بچیوں کی مزاریں آپ کو کربلا سے شام کے راستے میں نظر آئیں گی۔یہ اُن یتیم بچوں کی مزاریں ہیں۔جو دوڑتے ہوئے گھوڑوں سے یا اُونٹوں سے نیچے گر پڑتے تھے۔اور جب کوئی ان میں سے آواز دیکر کہتے تھے۔اماں! ہم گر گئے ہیں بچے انہی کے قدموں کے نیچے آکر مسلے جاتے۔بیبیاں آواز دے کر کہتی۔

ہماری مجبوری ہے۔ظالم ہمیں رُکنے نہیں دیتے۔ان بچیوں میں ایک بچی چار سالہ سکینہؑ ہے۔حسینؑ کی یتیم بیٹی ہے۔(بھرے اجتماع میں کھڑا ہوں۔شام شہیداں ہیں۔تاریخ سے پڑھ کر یہ فقرہ پڑھ رہا ہوں۔) پوری کائنات کے قیدیوں میں سے صرف اولادِ رسولؐ کے دو قیدی ایسے ہیں۔جو آج تک اپنی قبروں میں زنجیروں کے ساتھ سوئے ہوئے ہیں۔(یہ روایت میں نے جیل میں قیدیوں کو بھی سنائی تھی) پوری دنیا کے قیدی جب قیامت کے دن میدان محشر میں اُٹھ کر آئیں گے۔کسی قیدی کے گلے میں طوق نہیں ہوگا۔پاؤں میں بیڑیاں نہیں ہونگی۔ہاتھوں میں ہتھکڑیاں نہیں ہونگی۔لیکن اولادِ بتولؑ کے گھرانے کے دو قیدی ایسے ہیں۔جو آج تک زنجیروں کے ساتھ سوئے ہوئے ہیں۔(سنیں گے) ایک قیدی مرد ہے اور ایک قیدن پردہ داروں میں سے ہے۔جو قیدی مرد ہے۔وہ کون سا ہے؟ غریب بغداد مولاؑ۔بغداد کا قیدی مولاؑ

مولاؑ پہ انتہائے اسیری گزر گئی
زندان میں جوانی و پیری گزر گئی

اولاد رکھنے کے باوجود اولاد مدینے میں رہ گئی۔مزدوروں نے جنازہ اُٹھایا۔مزدوروں نے تابوت اُٹھایا۔ایک یہ مظلوم قیدی ہے۔بتولؑ کا۔(رونے والو،عزادارو سید و غیر سیدو، میرے شیعہ سنی بھائیو، سنادوں؟) دوسری پردہ دار بی بیؑ کون ہے؟ وہ حسینؑ کے سینے پہ سونے والی (ھاھَہ) وہ حسینؑ کے سینے پہ سونے والی ربابؑ کی گود کی رونق چار سالہ یتیم بچی سکینہؑ ہے۔جو آج تک زنجیروں کے ساتھ سوئی ہوئی ہے۔قیامت کے دن جب اُٹھے گی۔بندھے ہاتھوں سے دادی بتولؑ کا دامن پکڑ کر کہے گی۔دادای میرا جرم کیا تھا؟ دادی میرا قصور کیا تھا؟ دادی میں طمانچے کھاتی رہی۔دادی میرے کان زخمی ہوئے۔(حضرت علامہ سیّد صفدر حسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ نے پاکستان میں یہ روایت پڑھی تھی۔میں موجود تھا پھر جس زمانے میں قم شریف میں تھا

Presented by www.ziaraat.com

میں نے اُن سے پھر یہ روایت سنی تھی۔ پہلی مرتبہ جب میں شام گیا۔ دمشق گیا۔ تو جتنے پاکستانی علماء تھے۔ میں نے اس روایت کا اُن سے ذکر کیا۔ روایت آپکی سنی ہوئی ہے۔ میں ساری نہیں پڑھ سکتا۔ میں صرف اشارہ کر رہا ہوں) کہ اُس روایت میں یہ ہے کہ بی بی جناب سکینہؑ کے مزار کے قریب سے ایک نالہ بہتا تھا۔ جس نالے میں پورے شہر کا گندا پانی گزرتا تھا۔ اُس زمانے کے ایک سید زادہ مجتہد کے خواب میں جناب سکینہؑ آئی۔ اور کہا کہ یہ پانی میرے جسد تک پہنچ رہا ہے۔ یا اس پانی کو منتقل کر دو۔ (ھاھہ) یا میرا مزار یہاں سے منتقل کرو۔ اُس مجتہد نے یہ خواب سمجھا۔ کوئی توجہ نہیں دی۔ دوسری شب پھر سیدہ سکینہؑ نے آ کر کہا پھر اُنہوں نے خواب سمجھا۔ تیسری شب سیدہ سکینہؑ نے آ کر کہا مجھے کب تک مظلومہ بن کر رہنا ہے۔ میں جو تمہیں بار بار کہہ رہی ہوں۔ یا اس نالے کا رُخ بدلو، یا میرا مزار یہاں سے بدلو۔ (میں نے شام میں دمشق میں علماء سے بھی یہی سنا۔ جو علامہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اُس مجتہد نے تمام اُس وقت کے علماء کو جمع کیا۔ روتے ہوئے خواب سنائی کہا۔ مجھے بتاؤ۔ میں کیا کروں؟ سب نے یہی مشورہ دیا۔ کہ ہم اُن سادات گھرانوں سے بیبیوںؑ کو جمع کرتے ہیں۔ جو بااعتبارِ گفتار اور بااعتبارِ کردار محمدؐ و آل محمدؐ کی بارگاہ میں مقامِ عظمت رکھتی ہے۔ اُنہیں ہم اندر بی بی کے مزار میں بھیجتے ہیں۔ تاکہ وہ صحیح صورتِ حال سے ہمیں آگاہ کریں چند بزرگ بیبیاں منتخب کی گئیں۔ علماء اُن کو ساتھ لیکر آئے۔ خود سیدہ سکینہؑ کے قبر پر کھڑے ہوئے۔ بیبیوں کو اندر بھیجا۔ ابھی وہ بیبیاں اندر گئیں تھیں۔ کہ اس طرح دھاڑیں مار کر رونے کی آوازیں آئیں۔ جیسے آسمان گر پڑا۔ جب وہ دھاڑیں مار کر اور چیخیں مار کر روئیں، منہ پیٹتی ہوئی وہ بیبیاں قبر سے منہ باہر آئیں۔ علماء نے پوچھا خیر تو ہے؟ اُن بیبیوں نے رو کر کہا تم نہیں دیکھ سکتے۔ ابھی تک سکینہؑ کے رخساروں پر طمانچوں کے نشان موجود ہے۔ (آج سکینہؑ کیلئے بابا کا سینہ ہے۔ لیکن رات کے بعد سکینہؑ کو خاک پر سونا پڑے

گا) بیبیاں منہ پیٹ کر کہتی ہیں تم نہیں دیکھ سکتے۔ اب بھی سکینہؑ کے رخساروں پر طمانچوں کے نشانات جمے ہوئے ہیں۔ کانوں پر خون کی تہ جمی ہوئی ہے۔ اور بچی کا جو کرتہ ہے اُس پر خون لگا ہوا ہے۔ (او رونے والو) اس انداز سے اولادِ بتولؑ لوٹی گئی۔ کہ قبر میں بھی آرام نہیں مل رہا یہی سکینہؑ کربلا سے لیکر کوفہ، کوفہ سے لیکر شام، شام، سے لیکر زندان، کوئی جگہ مجھے ایسی نظر نہیں آتی۔ جہاں بچی نے بددعا کیلئے ہاتھ اٹھائے ہوں۔ صرف ایک مقام ہے۔ جہاں بچی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی اور پھوپھی کا دامن پکڑا کونسا مقام ہے؟ (اسی کی فرمائش حاجی صاحب نے کی تھی۔ جو میں عرض کر رہا ہوں۔ نہ جانے اگلے سال کون رہے کون نہ رہے۔ اللہ آپ سب کو زندگانیاں دے ہمیں اسی ذکر کے طفیل ہم سب کے دینی اور دنیوی مقاصد پورے کرے) (جس طرح سکینہؑ یتیم بنی ہے۔ اللہ کسی مومن کے بچے کو اس طرح یتیم نہ بنائے) جب پابند رسن ہو کر سکینہؑ ماؤں کے ساتھ، بہنوں کے ساتھ، پھوپھیوں کے ساتھ شام کے خونی بازار میں پہنچی۔ یہ خونی بازار میں نے عمداً کہا ہے۔ کیونکہ جس طرح کربلا میں تیر برسے تھے۔ اسی طرح شام کے بازار میں بیبیوں پہ پتھر برسے اتنے پتھر جو برسے کہ عباسؑ کی دونوں آنکھیں بند ہو گئیں۔ سیدہ زینبؑ کو کہنا پڑا عباسؑ آنکھیں کھول جب میں نے ہر منزل پر تمہارا امتحان دیکھا ہے۔ تو تم بھی بازار میں میرا امتحان دیکھو۔ کربلا تمہاری قتل گاہ تھی۔ یہ بازارِ شام زینبؑ کی قتل گاہ ہے۔ (اللہ اکبر) اتنے پتھر برسے کہ سیدانیوں کے جسم خون سے رنگین ہو گئے۔ بازار سے لٹا ہوا قافلہ گزر رہا ہے۔ رسولؐ کا ایک صحابیؓ ہے۔ جس کا نام عبداللہ ہے۔ یہ بے اولاد ہے۔ مال تجارت لیکر یہ شام آیا ہوا تھا۔ اس کی بیوی جس کا نام ہے ذکیہ۔ جو سیدہ زینبؑ کی کنیزوں میں سے ایک کنیز تھی۔ عبداللہ کو تقدیر بازار میں اُس وقت لائی۔ جب سجادؑ قیدی لیکر گزر رہے تھے۔ سجادؑ کبھی رکوع میں جاتا ہے، کبھی سجدے میں جاتا ہے، کبھی اتنے پتھر پڑتے ہیں کہ رکوع میں جھک جاتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

اور کبھی اتنے پتھر پڑتے ہیں کہ سجادؑ سجدے میں گر جاتے ہیں۔ سیدہ زینبؑ آواز دیکر کہتی ہے۔ بیبیوں! میرے سجادؑ کو اُٹھاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بیمارؑ گر جانے سے پاؤں تلے کچلا جائے۔ عبداللہ بازار سے گزر رہا تھا۔ ان مظلومانہ عالم میں ان قیدیوں کو دیکھا۔ ایک شامی سے پوچھتا ہے۔ بھائی! آج عید کا دن تو نہیں ہے کہ سارے مسلمان نئے لباس پہن کر خوشی منا رہے ہیں۔ آج کیا بات ہے؟ تو کہتے ہیں۔ دیکھ تو رہا ہے۔ یہ قیدی آرہے ہیں۔ کہتے ہیں۔ ہاں۔ تو اجنبی ہے۔ تجھے علم نہیں؟ کہتا ہے اجنبی ہوں مجھے معلوم نہیں۔ یہ قیدی کون ہیں؟ یہ دیکھ کر کہتا ہے۔ یزید کے باغی ہیں۔ ان کے سارے مرد مارے گئے۔ ان کی عورتیں، بچے قیدی بن کر آرہے ہیں۔ ہمیں حکم ہے جتنی خوشی منا سکتے ہو مناؤ۔ (یہ بچہ جس کے علم کی شبیہ لیکر آیا ہے۔ اسی علم کا حقیقی وارث عباسؑ بار بار بازار میں کہتا رہا۔ سیدہؑ اگر مجھے لڑنے کی اجازت دلوا دیتی بازاروں میں نہ آتی۔ آج پتھروں کا نشانہ نہ بنتی۔ عبداللہ! کہتا ہے۔ کیا یہ قیدی مسلمان نہیں ہیں؟ وہ شامی کہتا ہے۔ ہاں۔ یہ یزید کے باغی ہیں۔ یہ عبداللہ رُک گیا۔ رُک کر اس نے قیدیوں کی طرف دیکھا۔ دیکھتے دیکھتے۔ اسے تقدیر نے حسینؑ کی یتیم (بیٹی) سکینہؑ دکھائی۔ جب میلے گرتے میں بچی کو دیکھا۔ یتیم بچی کو پریشان حال دیکھا۔ رُکا نہیں۔ جلدی سے دوڑتا ہوا بازار سے گھر آیا۔ گھر آ کر کہتا ہے۔ ذکیہ مبارک۔ جب بیوی سے کہا تا ذکیہ مبارک۔ ذکیہ کہتی ہے۔ کیسی مبارک؟ کہتا ہے۔ ذکیہ ہم بے اولاد ہیں۔ بازار میں غیر مسلم قیدی آئے ہیں۔ (میری ماں بہنوں! کی گودیاں ہمیشہ آباد رہیں۔ اگر کسی کی گود خالی ہے۔ تو صدقہ سکینہؑ کی یتیمی کا۔ اُو رونے والو، عزادارو، کیونکہ اُس زمانے کا دستور تھا۔ غیر مسلم قیدیوں کو مسلمان درہم و دینار دے کر (بڑا سخت فقرہ ہے) (برداشت نہیں ہوتا۔ درہم و دینار دے کر خرید لیتے تھے) عبداللہؓ نے یتیم سکینہؑ کو دیکھا۔ جلدی سے دوڑا گھر آیا۔ آ کر کہتا ہے۔ ذکیہ مبارک! عبداللہؓ! خیر تو ہے۔ بازار

سودا سلف خریدنے گیا تھا۔ مجھے مبارک دے رہا ہے۔ دیکھ کر کہتا ہے ذکیہ! ہماری اولاد نہیں ہے۔ بازار میں میں نے کچھ قیدی دیکھے۔ ہماری اولاد نہیں ہے۔ اُن قیدیوں میں ایک چھوٹی سی قیدن بچی دیکھی ہے۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا ہے کہ یہ یتیم ہے۔ اس کا باپ مارا گیا ہے۔ تو میرے ساتھ آ۔ درہم و دینار لے کے چلتے ہیں۔ بازار جا کر اُس یتیم بچی کو خریدتے ہیں۔ خرید کر کے بیٹی بنائیں گے۔ بیٹی بنا کر مدینے میں آقا حسینؑ کی خدمت میں لے جائیں گے۔ (ھاھہ) کہتا ہے! ذکیہ۔ تو میرے ساتھ چل۔ درہم و دینار لے کے چلتے ہیں اس یتیم بچی کو جا کر خرید لیں گے۔ خرید کر بیٹی بنائیں گے۔ مدینے میں مولاؑ حسینؑ کی خدمت میں لے جائیں گے۔ مولاؑ اس بچی کو اپنی بہن زینبؑ کی کنیزی میں رکھیں گے۔ بی بی زینبؑ کی کنیزی میں یہ بچی جوان ہوگی کسی مسلمان سے نکاح ہوگا۔ مدینے والا محمدؐ دعا دے گا۔ (اولاد والو! عبداللہ کو کیا خبر تھی۔ جب محمدؐ کی اولاد حسینؑ کی اولاد لُٹ کر سیدہ زینبؑ قیدن بن کر بازار میں پھر رہی ہے) درہم و دینا اٹھائے دونوں میاں بیوی چلے بازار آئے۔ قافلہ نظر نہیں آیا۔ پوچھا! قافلہ کہاں گیا؟ جواب ملا۔ زندان میں بند ہے۔ یہ زندان وہ تھا۔ جس کی چھت نہیں تھی۔ بغیر چھت کے ایک زندان میں رکھا گیا۔ زندان کے دروازے پر آیا۔ عبداللہؓ آ کے سجادؑ کے پاس بیٹھ گیا۔ ذکیہ کو اندر بھیجا۔ جب یہ بیمارؑ کے پاس بیٹھا۔ اس نے سلام نہیں کیا۔ امام باقرؑ نے بابا کا دامن ہلایا۔ ہلا کر کہتے ہیں۔ بابا۔ کوئی بزرگ آیا ہے۔ جو بیٹھ گیا ہے۔ سلام نہیں کیا۔ سجادؑ رو کر کہتے ہیں۔ بیٹا۔ یہ کوئی مدینہ ہے؟ اور میرے لعلؑ یہ کوئی مدینہ ہے؟ ہم آزاد ہیں؟۔ کہ یہ ہمیں پہچان کر سلام کرے۔ اُس نے پہچانا نہیں ہے۔ عبداللہؓ بیٹھ گیا۔ چُپ کر کے بیٹھا ہے۔ ذکیہ اندر گئی۔ چھ مہینے پہلے مدینے میں اسی ذکیہ کو سیدہ زینبؑ نے قرآن کی تفسیر پڑھائی تھی۔ جیسے ذکیہ نے اندر قدم رکھا۔ زہراؑ بی آواز دیکر کہتی ہے لٹاں فضہ! زینبؑ بھی لٹ گئی (یہ رونے کی رات ہے۔ یہ بتولؑ کو اُس کے غریبوں کا

Presented by www.ziaraat.com

پُرسہ دینے کی رات ہے) رو کر کہتی ہے۔اماں فضہ! زینبؑ بھی لٹ گئی۔ذکیہ بھی آ رہی ہے کاش زمین پھٹ جاتی۔ زینبؑ چُھپ جاتی ذکیہ سے ہمکلام نہ ہوتی۔ ذکیہ اندر آئی۔اس نے بیبیوں کوسلام نہیں کیا۔

بغیر سلام کے ایک ایک بی بی کی گودکو دیکھنا شروع کیا۔دیکھتے دیکھتے جس گود میں سکینہؑ سو رہی تھی۔جس کی نشانیاں عبداللہؓ نے بتائی تھی۔ بچی ماں ربابؑ کی گود میں سو رہی تھی۔ بچی کو دیکھ کر سیدہ فضہ کی طرف نگاہ اُٹھا کر کہتی ہے۔ضعیفہ قیدن! کیا ان قیدن بیبیوں کی سردار زادی تو ہے؟ فضہ رو کر کہتی ہے۔ مر جاتی لیکن انہیں اُجڑ تا نہ دیکھتی۔ کاش میری آنکھیں نہ ہوتیں۔ میں انہیں دربار اور بازاروں میں پھرتا نہ دیکھتی۔کون ہے تو؟ میں ان کے دروازے کی کنیز ہوں۔اچھا تمہاری سردار زادی کون ہے؟ فضہ نے بی بی زینبؑ کی طرف اشارہ کیا۔سیدہؑ کا سر جھکا ہوا ہے۔یہ قریب آ کر رُکی۔سلام نہیں کیا۔آواز دیکر کہتی ہے۔قیدن بی بی۔یہ جو بچی سو رہی ہے۔یہ تیری رشتے میں کیا لگتی ہے؟ بی بی نے سر نہیں اُٹھایا۔اس نے پھر کہا۔قیدن مستور۔یہ جو بچی سو رہی ہے۔یہ تیری رشتے میں کیا لگتی ہے؟ سر جھکا رہا؟ بی بی نے رو کر کہا۔یہی تو میری سکینہؑ ہے۔ یہی تو میرے بھائی کے سینے پر سونے والی ہے۔یہی تو ہمارے گھروں کی رونق ہے۔ہماری گودیوں کی رونق ہے۔ یہ میری یتیم بھتیجی ہے۔ جب بی بیؑ نے کہا یتیم بھتیجی ہے۔آواز دیکر کہتی ہے۔بی بیؑ جتنے دینار مرضی میں آئیں لے لو۔(ھاھا) یہ ذکیہ کہتی ہے بی بیؑ جتنے دینار مرضی میں آئیں لے لو۔ یہ بچی مجھے دیدو۔بس یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں سکینہؑ تڑپ اُٹھیں۔جیسے کلمے سنے۔ماں کی گود سے روتی اُٹھی۔ پھوپھی زینبؑ کے پاس آئی۔ چھوٹے چھوٹے ہاتھ باندھ کر آنکھوں سے آنسو برسا کر رو کر کہتی ہے پھوپھی پھوپھی پھوپھی مجھے قید خانے میں مرجانا منظور ہے۔(اللہ اکبر) پھوپھی مجھے قید خانے میں مرجانا منظور ہے۔لیکن کسی کے ساتھ نہ

آقازادیوں کے نام قید خانے میں کیسے سن لوں؟ فضہ رو کے کہتی ہے۔ اگر مجھ سے پوچھنا ہے۔ تیرے نام سے یہ کیسے واقف ہے؟ تو تجھے بتانا پڑے گا۔ بیٹیوں کے نام بتا۔ کہتی ہے۔ بڑی بیٹی سیدہ زینبؑ خاتون ہے، زینبؑ کا نام آنا تھا۔ سکینہؑ رو کے کہتی ہے۔ ہاں! پھوپھی تیرا نام بھی لے رہی ہے۔ پھر سلام بھی نہیں کرتی۔ دوسری بیٹی ام کلثومؑ۔ جب زینبؑ کا نام لیا۔ فضہ رو کر کہتی ہے۔ یہ بتا؟ زینبؑ کو جانتی ہے۔ کہتی ہے۔ بی بی! میں نے چھ مہینے قرآن کی تفسیر بی بی کی کنیزی میں پڑھی ہے۔ ذکیہ کا اتنا کہنا تھا۔ فضہؑ منہ پیٹ کر کہتی ہے۔ ذکیہ اگر وہی اٹھارہ بھائیوں کی بہن زینبؑ؟ (ھَاھَہ) فضہ پکار کر کہتی ہے۔ ذکیہ اگر وہی اٹھارہ بھائیوں کی بہن زینبؑ عباسؑ کی آقازادی زینبؑ اس وقت تجھے قید خانے میں نظر آجائے۔ پہچانے گی۔ ذکیہ پیچھے ہٹ کر کہتی ہے۔ ضعیفہ زبان کو روک۔ وہ کوئی بے وارث ہے؟ (ھَـاھَـہ) ہائے حسینؑ۔ ضعیفہ قیدن! زبان کو روک۔ وہ کوئی بے وارث ہے؟ اس کا اتنا کہنا تھا۔ بی بی نے آواز دیکر کہا! اماں فضہ! بتادے میری قید چُھپ نہیں سکتی۔ یہ منہ پیٹ کر کہتی ہے۔ ذکیہ۔ پہچان۔ ھٰذِہ زینبؑ (ھَاھَہ) ذکیہ پہچان! یہ سیدہ زینبؑ ہے۔ یہ کلثومؑ ہے۔ یہ ربابؑ ہے۔ یہ ام لیلیٰؑ ہے۔ ذکیہ منہ پیٹ کر کہتی ہے۔ اے ضعیفہ! کہیں تو فضہ تو نہیں: ضعیفہ، ضعیفہ کہیں تو فضہ تو نہیں، فضہ منہ پیٹ کر کہتی ہے۔ ذکیہ مر جاتی۔ ان کو اُجڑتا نہ دیکھتی۔ ہاں میں فضہ ہوں۔ جب فضہ نے کہا نا میں فضہ ہوں۔ منہ پیٹ کر کہتی ہے۔ فضہ: جلدی بتا یہ بچی کون ہے۔ (ھَاھَہ) جس کو میں خریدنے آئی ہوں۔ فضہ منہ پیٹ کر کہتی ہے۔ یہ حسینؑ کی بیٹی (بتولؑ تمہارا رونا دیکھ رہی ہے۔ (اللہ اکبر) یہ حسینؑ کی بیٹی سکینہؑ ہے۔ جب اسے پتہ چلا یہ حسینؑ کی بیٹی سکینہؑ ہے۔ یہ بی بی زینبؑ ہے۔ یہ ام کلثومؑ ہے۔ یہ ربابؑ ہے۔ یہ رقیہؑ ہے۔ منہ پیٹا دوڑی دروازے پر آئی۔ عبداللہؓ دیکھ کر کہتا ہے۔ ذکیہ خیر تو ہے؟ کیا قیدیوں نے کوئی طعنہ دیا ہے۔ جب

Presented by www.ziaraat.com

دسویں مجلس

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ لَعِیْنَ الرَّجِیْمِ ط
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

الحمدللّٰہ ربّ العالمین والصّلٰوۃ والسّلام علٰی النبی الامی القرشی الھاشمی ابطحی المکی المدنی المبعوث علٰی العرب والعجم ابی القاسم محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم۔
وعلٰی آلہ الطیبین الطاھرین المعصومین الشاکرین الصابرین الراشدین المھدیینo اما بعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالٰی فی کتابہ المجید وفرقانہ الحمید وقولہ الحق.

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤاْ نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِیْم وَاللّٰہُ مُتِمَّ نُوْرِہٖ وَلَوْکَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔
(سورۃ الصف آیت 8)

صلواۃ، نعرۂ تکبیر، نعرۂ تکبیر،نعرۂ رسالتؐ،نعرۂ رسالتؐ،نعرۂ حیدری،نعرۂ حیدرؑی، حسینیؑ۔ یزیدیت یزیدیت، مل کے صلواۃ کی آواز بلند ہو) اربابِ دانش واہلِ علم حضرات۔ ناسازی طبیعت کے پیش نظر حاضر ہونے سے قاصر تھا لیکن عزیز بھائی نوید شیخ صاحب، اور میرے محترم ومکرم اور میرے انتہائی قابل احترام سید اظہر حسن بخاری صاحب ان احباب کے اصرار پر مجھے حاضر ہونا پڑا۔اب میں نے پڑھنا نہیں ہے بلکہ آپ نے پڑھانا ہے چونکہ طبیعت ناساز ہے کھڑا میں ہو نہیں سکتا اگر آپ پڑھائیں گے تو میں چند کلمات ادا کروں گا اگر آپ نہیں پڑھائیں گے تو میں چند منٹوں کے بعد آپ سے اجازت طلب کروں گا۔ بھائی اجمل حیدر صاحب کی طرف سے جو مجھے موضوع دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا عقیدہ کیا ہے؟ (درود پڑھیۓ گا

صلوات) اُنہوں نے فرمایا ہے کہ واضح کیا جائے کہ شیعیان حیدر کرارؑ کا عقیدہ کیا ہے؟ کیونکہ کچھ لوگ یہ تعصب دیتے ہیں عوام الناس میں بالخصوص کچھ صاحبان اسلام میں کہ شیعہ حضرات حضرت علیؑ کو کافی بڑھا چڑھا کر تسلیم کرتے ہیں۔حتیٰ کہ نبوت کی عظمتوں اور توحید کی قدرتوں سے علیؑ کو ملا دیتے ہیں۔ جہاں تک تعلق ہے۔شیعیان حیدر کرار کے عقیدے کا۔تو وہ آج سے صاف اور واضح نہیں۔ بلکہ قرنِ اُولیٰ سے لے کر اس وقت تک ہمارا عقیدہ آئینے کی طرح صاف وشفاف ہے۔اور یہ وہ عقیدہ ہے جو آئمہؑ نے ہمیں درس میں بخشا ہے جو آئمہؑ نے ہمیں درس دیا ہے۔یعنی ہم نے اگر ایک حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔تو اپنی مرضی سے تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ خدا کی مشیّت اور وحی کے اعلان کے مطابق تسلیم کیا ہے۔تو ہمارے عقیدے کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی نمازی نماز پڑھتا ہے۔تو 70 ہزار فرشتے اُس کی نماز کا گواہ بنتے ہیں۔ اور وہ بروز قیامت گواہی دیں گے۔ وہ 70 ہزار فرشتے گواہی دیں گے۔وہ 70 ہزار فرشتہ کہے گے ہاں اس نے نماز پڑھی تھی۔اور نماز پڑھنے کے بعد جب نمازی دعا مانگتا ہے تو وہ 70 ہزار فرشتہ اُس کی دعا کیلئے آمین کہتے ہیں۔(آج لوگ کہتے ہیں جی اللہ ہماری دعا ہی نہیں سنتا۔ ہماری مراد پوری ہی نہیں ہوتی۔ ہمارا فلاں کام ہی نہیں ہوتا۔بھئی آپ بھی اللہ والے بنیں گے تو اللہ آپکی سنے گا) تو جب وہ نمازی دعا مانگتا ہے۔تو 70 ہزار فرشتہ اُس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ تو امامؑ فرماتے ہیں ہر مومن کو ہمارے محبّ کو چاہیۓ کہ وہ اپنی نماز فریضہ کے بعد اپنے عقیدے کا اعلان کرے۔ دعا میں۔ تاکہ 70 ہزار فرشتے بروز قیامت اللہ کی بارگاہ میں یہ گواہی دیں گے کہ یا اللہ! ہم معصوم گواہ ہیں۔ کہ اس کا عقیدہ کیا تھا؟ اور اس کا ایمان کیا تھا؟ (درود پڑھیۓ گا) آپ کے صادقؑ امامؑ فرماتے ہیں کہ اپنے عقیدے کا ہر نمازِ فریضہ کے بعد اعلان کرو تاکہ معصوم فرشتے تمہارے عقیدے کا 70 ہزار فرشتے بروز قیامت تمہارے عقیدے کی۔تمہارے ایمان کی گواہی دے سکیں اور وہ اعلان کیا

Presented by www.ziaraat.com

کروں؟ فرزند رسولؐ، فرزند باب العلم، فرزند مدینۃ العلم، مخزن العلم، قلزم علم منبع علم امامؑ فرماتے ہیں کہ جب بھی تم نماز پڑھ کے دعا مانگو۔ تو اپنے عقیدے کا اعلان ان الفاظ میں کرو۔ رَضِیْتُ بِا اللّٰہِ ربًّا۔ اپنے عقیدے کا اعلان اس طرح کرو۔ کس طرح؟ رَضِیْتُ بِا اللّٰہِ رَبّاً وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِیّاً وَّبِالاِ سْلَام دیناً۔ (صلواۃ) وبِمُحَمدٍ نبیاً وباالا سلامَ دِیناً وباالقرآنِ کتاباً وَ بِاالْکَعْبَۃِ قِبلَۃً وَبِعَلی وَ بِاالحسن وَبِاالحسین وَعلی ابن الحسین، وَمحمد بن علی، وجعفر بن محمد، وموسٰی بن جعفر، وعلی ابن موسٰی ومحمد بن علی وعلی بن محمد، وحسن بن علی، ومحمد بن حسن اِمَاماً۔ یعنی اعلان کرو اللہ کی بارگاہ میں رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا۔ میں اپنے رب کی ربوبیت کا قائل ہوں۔ یہ عقیدہَ توحید ہوا رضِیْتُ باللہ رباً میں اپنے رب کی ربوبیت کا قائل ہوں۔ یہ عقیدہَ توحید ہوا۔ پتا چل گیا کہ ہم توحید کے ساتھ کسی کو نہیں ملاتے، یہ عقیدہَ توحید ہو گیا۔ رضیت باللہ کہا۔ کہ میں اپنے رب کی ربوبیت کا اقرار کرتا ہوں۔ اپنے رب کی ربوبیت پر قائم ہوں۔ تو پہلے اعلان کس کا ہوا۔ رب کی ربوبیت کا جس کی اطاعت اول الواجب ہے۔ اطیع اللّٰہ واطیع الرسول۔ پہلے اقرار کیا۔ ذاتِ توحید کا پتا چل گیا کہ ہم کسی کو توحید سے نہیں ملاتے۔ نمبر 1۔ نمبر 2 وبمحمدٍ نبیاً۔ اور میں ذاتِ مصطفیؐ کو اپنا نبیؐ تسلیم کرتا ہوں۔ یہ عقیدہَ نبوت ہو گیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ ہم کسی کو نبیؐ سے نہیں ملاتے۔ وبمحمدٍ نبیاً۔ اور میں ذاتِ مصطفیؐ کو نبیؐ تسلیم کرتا ہوں۔ یہ عقیدہ نبوت ہوا۔ پتا چل گیا کہ ہم نبیؐ کے ساتھ کسی کو نہیں ملاتے۔ جو یہ کہتا ہے کہ شیعہ علیؑ کو حد سے بڑھاتے ہیں۔ یا خدا اور مصطفیؐ سے ملاتے ہیں۔

یہ صرف لوگوں کو ہم سے دور رکھنے کی خاطر اور مسلمانوں کی مابین تفریق پیدا کرنے کی خاطر ان غلط باتوں کا پرچار کیا جا رہا ہے۔ پہلے نمبر پر۔ رضیت بااللّٰہ

رباً۔ توحید۔ دوسرے نمبر پر وبمحمدٍ نبیاً۔ نبوت، تیسرے نمبر پر۔ وباالاسلام دیناً۔ کہ ہمارا عقیدہ کیا ہے۔ کہ ہمارا دین کوئی اور نہیں۔ ہم کسی اور دین کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ ہمارا دین کونسا ہے؟ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِ سْلَامُ۔ ہمارا وہی دین ہے۔ جو انبیاؑء کا تھا۔ ہمارا دین وہی ہے جو مرسلینؑ کا تھا۔ ہمارا وہی دین ہے۔ جو اولیاؑء کا تھا۔ وباالاسلام دینا۔ دین ہمارا اسلام ہے۔ وَبِاالقُرآنِ کِتَاباً۔ اور میں قرآن کو اللہ کی برحق کتاب مانتا ہوں۔ میں قرآن پر شک نہیں کرتا۔ نہیں کرتا۔ یہ اعلان ہے کہ صامتِ قرآن پر شک نہیں کرتے تو ناطق قرآن پر شک۔ (نعرہَ حیدری۔ یا علیؑ) جب ہم قرآنِ صامت کو برحق تسلیم کرتے ہیں۔ اور اُس پر شک نہیں کرتے۔ تو ناطقِ قرآن پر شک کرنیوالے کو کیسے تسلیم کر سکتے ہیں؟ وَبِاالقرآنِ کتاباً۔ بعد میں کیا ہے؟ وَبِاالْکَعْبَۃِ قِبْلَۃً۔ اور میں کعبہ کو اپنا قبلہ تسلیم کرتا ہوں۔ اور اس کے بعد کیا ہے؟ پس یہیں سے ہمارا عقیدہ دوسروں کے نزدیک تھوڑا سا مختلف ہو جاتا ہے۔ رضیت بااللّٰہ رباً وبمحمدنبیاً۔ وہ کیا ہے؟ وبعلیٍ و باالحسن وباالحسین وعلی ابن الحسین، ومحمد بن علی، وجعفر بن محمد، وموسٰی بن جعفر، وعلی ابن موسٰی ومحمد بن علی، وعلی بن محمد، وحسن بن علی، ومحمد بن حسن اماماً۔ علیؑ سے لے کر حجۃ اللہ ان بارہ کے بارہ۔ جو بارہ ہیں۔ ان بارہ کو کیا میں مانتا ہوں؟ خدا نہیں، نبیؐ نہیں۔ ان بارہ کو میں کیا مانتا ہوں؟ خدا نہیں۔ رضیت بااللّٰہ رباً نبیؐ نہیں۔ وبمحمد نبیاً۔ تو پھر ان کو کیا مانتا ہوں؟ نہ اللہ مانتا ہوں۔ نہ نبیؐ مانتا ہے۔ تو پھر کیا مانتا ہوں۔ اللہ کے حکم سے اور محمدؐ کے فرمان کے مطابق اللہ کا حکم کیا ہے؟ یا ایھا الرّسولُ بَلِّغْ مااُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِکَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَل فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہُ۔ اگر یہ کام نہ کیا تو تو نے رسالت کا کوئی کام نہ کیا۔ یہ ہے اللہ کا حکم اور نبیؐ کا فرمان کیا ہے؟ مَنْ کُنْتُ مَوْلا ہُ (نعرہَ حیدری۔ یا علیؑ) اللہ کا فرمان ہے کہ اگر یہ کام تو نے نہ

Presented by www.ziaraat.com

کیا تو تو نے رسالت کا کوئی کام نہیں کیا۔ یعنی پوری رسالت کا انحصار پوری رسالت کا دارومدار اس کام پر ہے۔ اگر یہ کام نہ کیا۔ تو تو نے رسالت کا کوئی کام نہ کیا۔ یہ کیا ہے؟ اللہ کا فرمان۔ تو نبیؐ کا اعلان۔ کیا ہے؟ اس فرمان پر؟ کہ من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ۔ جس کا میں مولاؐ ہوں پس اُسی کا علیؑ مولاؑ: تو ہمیں کسی سے گلہ نہیں کہ یہ علیؑ کو کیوں نہیں مانتا؟ یہ علیؑ سے عداوت کیوں رکھتا ہے؟ یہ علیؑ سے دشمنی کیوں رکھتا ہے؟ یہ علیؑ کا انکار کیوں کرتا ہے۔ نہیں! رسولؐ کا اعلان واضح ہے۔ کہ جس کا میںؐ مولاؐ اُس کا علیؑ مولاؑ۔ تو علیؑ کو وہی مانے گا جو رسولؐ کو مانتا ہو تو یہ ہے ہمارا صاف اور واضح عقیدہ۔ اگر یہاں کہا جائے جب آپکا عقیدہ یہ ہے۔ تو پھر اپنے آپ کو آپ شیعہ کیوں کہلواتے ہیں؟ جب آپکا دین اسلام ہے۔ تو پھر اپنے آپ کو شیعہ کیوں کہلواتے ہیں؟ بابا دین اسلام ہے۔ ہمارا دین اسلام ہے۔ جناب ابراہیمؑ کا دین کیا تھا؟ پڑھیں قرآن کو۔ مَا کَانَ ابْرَاهِیْمَ یَهُودِیًا وَلَانَصْرَانِیاً وَلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفاً مُسْلِماً وَمَا کَانَ مِنَ الْمشرِکِیْن۔ ابراہیمؑ نہ یہودی تھا، نہ نصرانی تھا۔ وَلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفاً مُسْلِماً۔ بلکہ وہ تو پکا اور سچا مسلمان تھا۔ وما کان من المشرکین۔ وہ نبیؑ تھا۔ وہ رسولؐ تھا۔ وہ خلیل تھا۔ وہ امامؑ تھا۔ وَمَا کَان من المشرکین۔ وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ نہ تھا۔ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ اور وہ نبیؐ تھا۔ وہ رسولؐ تھا۔ وہ خلیل تھا۔ وہ امام تھا۔ وہ عام فرد نہیں تھا۔ وَمَا کَان من المشرکین۔ نہ وہ یہودی تھا۔ نہ نصرانی تھا۔ بلکہ میں اللہ گواہی دے رہا ہوں۔ وہ پکا سچا مسلمان ہے۔ وَمَا کان من المشرکین۔ وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ پتا چل گیا ہے۔ جو نبیؑ ہو۔ رسولؐ ہو۔ امامؑ ہو۔ اُس کے باپ دادا مشرک نہیں ہوتے۔ ہمیں اس آیت سے پتہ چل گیا۔ کہ جو نبیؐ ہو۔ جو رسولؐ ہو۔ یا جو امامؑ ہو۔ مِنْ جَانِبِ اللہ۔ اُس کے آباؤ اجداد باپ دادا مشرک نہیں ہوا کرتے تو اب جناب ابراہیمؑ کا دین کیا تھا؟ اسلام۔ اور مذہب کیا تھا۔ تیسواں پارہ سورۂ صافات۔ مذہب کیا تھا۔ وَاِنَّ مِنْ

شِیْعَتِهٖ لَاِ بْرَاهِیْمَ ط۔ ابراہیمؑ غیر نہ تھا۔ بلکہ وہ تو شیعوں میں سے تھا۔ یعنی خود بھی شیعہ تھا۔ اور جن میں سے تھا۔ یہ قرآن ہے۔ قرآن 23 واں سپارہ سورۂ صافّات۔ اگر شیعہ کافر کو کہتے ہیں۔ اگر شیعہ مشرک کو کہتے ہیں۔ اگر شیعہ کتابی کو کہتے ہیں۔ (تو گلفام نہیں کہہ رہا) اللہ فرمارہا ہے۔ کہ ابراہیمؑ کا مذہب کیا تھا؟ وانَّ مِنْ شیعتہ لَابراھیم۔ دین کیا تھا؟ اسلام۔ مذہب کیا تھا۔ شیعہ۔ ہمارا دین کیا ہے؟ اسلام۔ مذہب کیا ہے۔ (نعرۂ حیدری۔ یا علیؑ) دین کیا ہے؟ اسلام۔ اور مذہب کیا ہے؟ شیعہ گزارش یہ ہے کہ ایک ہے عقیدہ۔ ایک ہے عمل ایک ہے عقیدہ۔ ایک ہے عمل اگر عمل ہے۔ عقیدہ نہیں۔ تو کچھ بھی دامن میں نہیں ذرا مطالعہ کرو کتاب (عقیدہ اور عمل) کا۔ (آہا......) عمل تھا۔ نمازیں تھیں۔ سجدے تھے۔ تسبیح تھی۔ تقدیس تھی۔ خدا کی توحید کا قائل تھا۔ روئے زمین کے چپے چپے پر سجدے کرنیوالا تھا۔ فرشتوں میں بٹھایا گیا معصوموں میں بٹھایا گیا نوریوں میں بٹھا گیا، عمل تھا۔ لیکن عقیدہ نہیں تھا۔ کہا کہ سجدہ کر سجدہ۔ سب کے سب جھک گئے۔ اِلَّا اِبْلِیْسْ۔ کیونکہ عقیدہ نہ تھا۔ خدا کے بنائے ہوئے پر۔ (آہا......) عمل تو تھا۔ لیکن عقیدہ نہ تھا۔ خدا کے بنائے ہوئے پر (نتیجہ کیا نکلا؟ (حکمِ قدرت ہوا۔ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ وَاِنَّ عَلَیْکَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یومِ الدّین۔ نکل جا میرے دربار سے تو اس قابل ہی نہیں ہے۔ کہ تو بیٹھایا جاسکے۔ تجھ پر تو یوم جزاء تک لعنت برستی رہے گی۔ معلوم ہوا۔ جو خدا کے حکم سے نکالے جائیں۔ اُس پر لعنت برستی رہتی ہے۔ نکل جا میرے دربار سے۔ یا اللہ نمازی ہے، یا اللہ نمازی ہے۔ متقی ہے، پرہیزگار ہے، عبادت گزار ہے، ساجد ہے، عابد ہے، جواب ملا۔ ہے۔ دیکھتا نہیں۔ میرے بنائے ہوئے پر عقیدہ نہیں رکھتا۔ مجھے مانتا ہے۔ میرے کو نہیں مانتا۔ مجھے مانتا ہے۔ میرے بنائے ہوئے کو نہیں مانتا۔ جو میرے بنائے ہوئے کو نہیں مانے گا۔ مجھے اُس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس کی نمازوں کی احتیاج نہیں رکھتا سجدوں کا محتاج نہیں ہوں۔ تسبیح کا محتاج نہیں ہوں۔ تو اب شیطان

Presented by www.ziaraat.com

عبادت گزار تھا۔ آدمؑ کا منکر بنا۔ دربار سے نکالا گیا۔ تو اللہ نے ہمارے لئے بھی شرط مقرر کردی۔ کیا؟ مَنْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ جس نے رسول کی اطاعت کی۔ جس نے رسولؐ اللہ کی اطاعت کی۔ یعنی اللہ کی اطاعت مشروط ہے۔ رسولؐ کی اطاعت کے ساتھ۔

اُس کی اطاعت ہے تو اِس کی اطاعت ہے۔ یہ راضی تو وہ راضی۔ یہ خوش تو وہ خوش اِسکی بندگی تو اُس کی بندگی۔ اِس کی غلامی تو اُسکی غلامی۔ تو آج جو عظمت مصطفیؐ کا منکر ہے۔ بے شک کعبہ کے غلاف سے لپٹ کر وہیں مرجائے۔ جو حشر شیطان کا ہوا وہی اسکا بھی حشر ہوگا۔ (نعرۂ حیدری۔ یاعلیؑ)

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں، چیز ہے کیا؟ لوح وقلم تیرے ہیں

تکبیر کی آواز اللہ تب سنے گا۔ جب مصطفیؐ سے عشق ہوگا۔ جب ذات مصطفیؐ سے عقیدت ہوگی۔ اگر ذاتِ مصطفیؐ سے عقیدت نہیں تو اللہ کو تمہارے سجدوں کی ضرورت نہیں۔ اللہ تمہارے سجدوں سے بے نیاز ہے۔ (اب ایک اور منزل میں لے کے پڑھ رہا ہوں) (سورۂ المائدہ کی آیت ہے۔ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہٗ۔ جس نے ایمان کا انکار کیا۔ اُس کا ہر عمل ضبط ہوگیا۔ ضائع ہوگیا ختم ہوگیا۔ معلوم ہوا عامل ہے تو عمل ضبط ہورہا ہے۔ او بابا۔ عمل کرنے والا ہے۔ عامل ہے۔ اعمال بجالا رہا ہے۔ تو عمل ضبط ہورہا ہے۔ اللہ فرمارہا ہے۔ جس نے بھی ایمان کا انکار کیا۔ اُس کا ہر عمل ضائع ہوگیا۔ اب ایک شخص نمازی بھی ہے۔ روزہ دار بھی ہے۔ حاجی بھی ہے۔ زکوٰۃ بھی دیتا ہے۔ جہاد بھی لڑتا ہے۔ خیرات بھی کرتا ہے۔ لیکن اللہ فرماتا ہے اگر ایمان کا انکار کرتا ہے۔ تو۔ اگر ایمان کا انکار کرتا ہے۔ تو اُس کا ہر عمل ضائع۔ اعمال نامہ جو ہے۔ وہ خالی۔ تو آئیں دیکھیں، وہ ایمان کون سا ہے؟ کہ اگر

اُسکا انکار کردیا جائے تو عمل، عمل نہیں رہتا۔ تو میں آپکو حج میں نہیں لے چلتا۔ بدر میں نہیں لے چلتا۔ جنگ خندق میں لے چلتا ہوں۔ جہاں رسولؐ جانے والے کے متعلق فرمارہے ہیں۔ کہ بَرَزَ الْاِیْمَانُ کُلُّہٗ اِلَی الْکُفْرِ کُلِّہٖ۔ یہ نہیں فرمایا کہ آج ابوالحسنؑ یا آج میرا بھائی یا ابوطالبؑ کا بیٹا، یا آج ابوترابؑ میدان میں جارہا ہے۔ بلکہ کیا فرمایا؟ بَرَزَ الْاِیْمَانُ کُلُّہٗ۔ آج کل کا کل ایمان۔ کل کا کل کفر کے تقابل میں جارہے ہیں۔ تو علیؑ کیا بنا؟ کلِ ایمان۔ اب نہ رکھو عقیدہ نہ رکھو۔ نہ رکھو۔ عقیدہ۔ (نعرۂ حیدری۔ یاعلیؑ) نہ رکھو علیؑ پہ عقیدہ رسولؐ کا فرمان ہے کہ علیؑ کیا ہے؟ کل ایمان۔ اور قرآن میں اللہ کا فرمان ہے۔ کیا؟ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہٗ۔ جس نے ایمان کا انکار کیا۔ اُس کا ہر عمل ضبط ہوگیا۔ یارسولؐ اللہ! یہ کیسے؟ تو اب رسول پاکؐ کی حدیث ہے۔ سنو: کوہِ احدؑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں تقسیم کردے۔ ہزار حج کیلئے پاپیادہ چل پڑے۔ پیدل پڑھے۔ صفاومروہ کی پہاڑیوں کے درمیان مظلومانہ قتل ہوجائے۔ یہ کیا ہے؟ عمل۔ یہ کیا ہے؟ عمل۔ نماز عمل۔ عبادت عمل۔ روزہ عمل۔ سخاوت عمل۔ حج عمل۔ لیکن بعد میں فرماتے ہیں کہ اگر عقیدہ نہیں تو نتیجہ کیا ہے؟ ثُمَّ لَمْ سُوَالَکَ یَاعَلِیُّ لَمْ تَشُمَّ رِیْحَۃَ الْجَنَّۃِ۔ اے علیؑ اگر اس عابد کے دل میں تیری محبت نہیں ہے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتا۔ (دیکھا صاحبان) آپ نے عقیدہ ہے تو عمل ہے۔ حُر کے پاس عمل تھا شبِ عاشور تک حُر کے پاس عمل تھا۔ لیکن جنتی نہ تھا۔ عمل تھا۔ لیکن جنتی نہ تھا۔ عمل تھا، لیکن بہشتی نہ تھا۔ عمل تھا، لیکن کوثر پینے والوں میں سے نہ تھا عمل تھا لیکن جنت میں جانے والوں میں سے نہ تھا۔ کیوں؟ عقیدہ نہ تھا۔ عقیدہ نہ تھا۔ یزید کی بیعت کئے ہوئے تھا۔ یزید کو اولی الامر مان رہا تھا۔ یزید کی امانت کا قائل تھا۔ یَوْمَ نَدْعُ کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ۔ بروز قیامت ہر ایک کو اٹھایا جائے گا۔ لیکن شب عاشور جب عمل کے ساتھ عقیدہ بھی آگیا۔ تو امامؑ کو کہنا پڑا کہ اکبرؑ جاؤ چچا حُر کو سلام کرو۔ عباسؑ جاؤ اور جا کر بھائی حُر کو سلام

Presented by www.ziaraat.com

کرو۔ دیکھا جہاں عقیدہ اور عمل اکٹھے ہو جائیں وہاں معصوم بھی غیر معصوم کو سلام کرتا ہے۔ (مجھے افسوس ہے کہ اتنا پیارا فقرہ جس میں اللہ جانے میں نے کتنے مضمون بند کر کے عرض کیے۔ صرف وقت نہ ہونے کی وجہ سے اور آپ نے اس کان سے سن کر اس کان سے نکال لیا ہے) جہاں عقیدہ بھی ہو اور عمل بھی ہو۔ وہاں معصومؑ غیر معصوم کو سلام کرتا ہے۔ جہاں عقیدہ ہو وہاں عمل ہو عقیدہ عمل سے جدا نہ ہو، عمل عقیدے سے جُدا نہ ہو صرف میرا یہ کہنا کہ میں علیؑ کا غلام ہوں۔ میں اہل بیتؑ کا غلام ہوں۔ میں آل محمدؐ کا غلام ہوں۔ یکطرفہ دعویٰ ہے۔ یہ کافی نہیں۔ کافی تب ہوگا جب حسینؑ کی طرح وہ خود کہے کہ جاؤ ہمارا غلام آ رہا ہے؟ جاؤ ہمارا محب آ رہا ہے اسے جا کے لے آؤ۔ آپ کے اور میرے امامؑ چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام کتاب کا نام ہے۔ كَنْزُ الْعِرفَانِ فِی شَهرِ رَمَضَانِ۔ پہلی جلد اس میں امامؑ کا فرمان موجود ہے۔ کہ تین مقامات ایسے ہیں۔ جہاں انسان اپنے آپ کو گھاٹے میں دیکھے گا۔ اور اپنے آپ کو گھاٹے سے نقصان سے بچا نہیں سکے گا۔ سائل سوال کرتا ہے۔ مولاؑ! وہ تین مقامات کون سے ہیں؟ فرمایا! پہلا مقام ''بوقت موت، بوقت مرگ'' جب مرنے لگے گا تو انسان حسرت بھری نگاہ سے مرنے والا دیکھے گا۔ اپنی جائیداد کو، اپنے کاروبار کو، اپنے سامانِ آسائش کو، اپنے بیوی بچوں کو، اپنے بہن بھائیوں کو، اپنی چھوڑی ہوئی دولت کو، اپنے چھوڑے ہوئے زیوارت کو، اپنی بنائی ہوئی کوٹھیوں کو، اُس وقت حسرت سے کہے گا۔ اوہو! میں نے کس کس کی جیب کاٹی۔ کس کس کا مال غصب کیا۔ فلاں فلاں کا رزق حرام میں نے حاصل کیا ساری زندگی میں نے گناہ میں بسر کی۔ اور اسی رزق حرام میں اپنی زندگی بسر کی تو جس رزق کی خاطر میں نے خدا کو بھلا دیا تھا۔ آئمہؑ کی سیرت کو چھوڑ دیا تھا۔ رسولؐ کے فرامین کو ترک کر دیا تھا۔ آج میں مر رہا ہوں۔ اکیلا قبر میں جا رہا ہوں۔ نہ یہ کوٹھی ساتھ جا رہی ہے۔ نہ زیورات ساتھ جا رہے ہیں۔ نہ زمینیں ساتھ جا رہی ہیں۔ نہ دُکانیں ساتھ جا رہی ہیں۔ نہ بیوی بچے ساتھ جا رہے ہیں۔ نہ

بھائی بہن ساتھ جا رہے ہیں۔ بلکہ ہر کوئی یہ دعا مانگ رہا ہے۔ کہ اللہ اسکی مشکل آسان کر دے بلکہ ہر کوئی یہ دعا مانگ رہا ہے۔ کہ اللہ اسکی مشکل آسان کرے جلدی سے سانسیں نکلے۔ اور ایک دوسرے کو ترچھی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے یہ کوٹھی میں لوں گا۔ وہ کہتا ہے یہ کار میں لوں گا۔ وہ کہتا ہے یہ زیورات میں لوں گا۔ وہ کہتا ہے یہ کار میں لوں گا۔ وہ کہتا ہے یہ زیورانت میں لوں گا۔ وہ کہتا ہے یہ زمین میں لوں گا۔ تو اُس وقت کفِ افسوس مل کر کہتا ہے کہ ہائے میں اپنے لیے کچھ کما ہوتا۔ دیکھئے عقیدہ اور عمل دونوں ساتھ ساتھ ہونے چاہئیں۔ جہاں عقیدہ ہو وہاں عمل بھی ہو میرے صاحبان علم دوستو! میرے صاحبانِ فہم وفراست بھائیو۔ میرے نوجوان عزیزو! میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر میں یہاں تقریر کروں تو میں اپنی تقریر میں آئمہؑ کے فرامین میں سے کوئی ایسا فرمان آپ کو ضرور سنا کر جاؤں۔ جس پر آپ میرے جانے کے بعد تنہائی میں بیٹھ کر فکر کرے غور کرے۔ کون کہتا ہے۔ کہ میں نے کہا ہے۔ میں یہاں تقریر کرنے نہیں آؤنگا۔ یہاں تقریر کرنے کا جو اجر ہے وہ سب سے زیادہ ہے مگر تب۔ جب میں آئمہؑ کے فرامین سناؤں جب میں آئمہؑ کے احکام سناؤں میں نے قطعاً انکار نہیں کیا ہے۔ جب مجھے بلائیں میں آؤنگا لیکن آپ میری تقریر سے خفا نہ ہو جائے بے شک ہو جائے، میں آپ کو راضی نہیں کرتا ہے میں نے محمدؐ و آل محمدؐ کو راضی کرنا ہے۔ امامؑ فرماتے ہیں پہلی منزل ہے۔ گھاٹے کی کہ مرنے والا سوچے گا۔ ہائے میں نے اس کی خاطر ان کی خاطر، ان کی خاطر، بیوی بچوں کی خاطر، آل اولاد کی خاطر، بہن بھائیوں کی خاطر، کس کس کی جیب کاٹی، کس کس کا مال غصب کیا، کس کس کا مال ہڑپ کیا۔ کس کس کے حقوق غصب کیئے۔ کس مظلوم پر ظلم کیا کس غریب پر ستم کیا۔ اور اب میں خالی ہاتھ جا رہا ہوں۔ کوئی شے میرے ساتھ نہیں جا رہی۔ کفن بھی مقدر کا نصیب ملے نہ ملے۔ بڑوں کو نہیں ملتا۔ نہیں ملتا۔ ملتا ہی نہیں۔ سب کچھ ہونے کے باوجود نہیں ملتا۔ یہ مقدر کی بات ہے۔ نا ہر شئے یہیں رہ

Presented by www.ziaraat.com

جائیگی۔ بڑے بڑے منصوبے ہوتے ہیں۔لیکن سب کچھ رہ جائے گا۔امامؑ فرماتے ہیں۔ یہ پہلی منزل ہے۔ جہاں انسان ہر شئے کو گھاٹے میں دیکھے گا۔لیکن کسی چیز کو اپنے ساتھ لیکر نہیں جاسکے گا۔ پہلی منزل۔ دوسری منزل۔ امامؑ فرماتے ہیں۔ جب انسان قبر میں جائے گا۔تو وہ دیکھے گا۔ کہ جس جسم کی حفاظت کی خاطر صبح کو اُٹھ کر (یہ فقرے امامؑ کے نہیں ہیں۔ یہ میں کہہ رہا ہوں) لیکن پہلے فقرے امامؑ کے ہیں) کہ جس جسم کی حفاظت میں اُس نے زندگی بسر کی۔ (اب میں کہہ رہا ہوں) کہ جس جسم کو عزیز رکھتے ہوئے صبح تین بجے اٹھ کر ورزش (ایکسر سائز) کرتا رہا۔ صبح تین بجے اُٹھ کر یہ ورزش (ایکسر سائز) کرتا رہا۔ پچھلا ظہر کا ٹائم: اُٹھ کر یہ ایکسر سائز کرتا رہا۔ دن میں دو چار مرتبہ نہاتا رہا۔ کہ میرے جسم پر میل نہ جم جائے۔ داغ نہ پڑ جائے۔ چار چار جوڑے دن میں تبدیل کرتا رہا۔ کہ لوگ دیکھ کر کہیں کہ کتنا حسین ہے۔ کتنا جمیل ہے۔ کتنا خوبصورت ہے۔ واہ واہ کیا کہنا اس کی جوانی کی۔ کیا کہنے۔ اس کی خوبصورتی کے۔ جس جسم کی حفاظت کرتا رہا۔ ایکسر سائز کرتا رہا لیکن جب نماز کا وقت آیا۔ تو نماز کے قریب نہیں آیا۔ پورا مہینہ پورا سال کے گیارہ مہینے اپنی شکم پروری کی خاطر جسم کو بنانے کی خاطر بادام کھاتا رہا۔ گوشت کھاتا رہا۔ مرغ کھاتا رہا۔ اور پھل فروٹ کھاتا رہا۔ لیکن جب رمضان کا مہینہ آیا۔ اللہ کو راضی کرنے کا مہینہ آیا۔ تو یہ سوچ کر کہ میرا جسم دبلا ہو جائے گا۔ پتلا ہو جائے گا۔ میں کمزور پڑ جاؤں گا۔ خوبصورتی میں فرق آجائے گا۔ روزہ رکھنا گوارا نہیں کیا۔ تو امامؑ فرماتے ہیں۔ قبر میں جب یہ شخص جائے گا۔ تو اُس کے پائنتی کی طرف (پاؤں کی طرف) ایک اژدھا اللہ مسلط کرے گا۔ جسکے دو منہ ہونگے۔ چار آنکھیں ہونگی۔ منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہونگے۔ اور وہ اُس شخص کو جو بدعمل تھا۔ جو نماز نہیں پڑھتا تھا۔ روزہ نہیں رکھتا تھا۔ لوگوں کے حقوق غصب کرتا تھا۔ دوسروں کے مال کھا جاتا تھا۔ رزقِ حرام پر گزارہ کرتا تھا۔ نیکیوں کو ترک کرتا تھا۔ اللہ، رسولؐ کو ناراض کرتا تھا۔ لوگوں کو راضی رکھنے کی خاطر خدا اور رسولؐ

کی رضامندی کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ ایسے شخص پر خدا قبر میں ایک اژدھا مسلط کریگا۔ جس کے دو منہ ہونگے۔ اُسکے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہونگے۔ وہ پاؤں کے انگوٹھوں سے اسکے جسم کو چبانا شروع کریگا۔ چباتے چباتے جب اس کے سینے پر پہنچے گا۔ یہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہوگا۔ لیکن ہائے مجبور ہوگا۔ اپنے جسم کو بچا نہیں سکے گا۔ تو اُس وقت قبر کی چاروں طرف سے ایک آواز گونجے گی۔ کہ اُف: خدا کی نافرمانی میں زندگی بسر کرنے والا اب بتا تیری قدرت ہے یا اللہ کی طاقت۔ اب بتا تیری قدرت ہے یا اللہ کی طاقت ہے۔ یہ دوسری منزل ہے۔ جہاں انسان گھاٹے میں ہوگا۔ لیکن اپنے جسم کو بچا نہ سکے گا۔ پہلی منزل: جان گھاٹے میں ہوگی۔ جان کو بچا نہ سکے گا۔ تیسری منزل۔ جب بروزِ قیامت اسکے ہاتھ میں نامۂ اعمال آئے گا۔ نمازیں ہونگی، روزے ہونگے، حج ہونگے، زکواۃ ہوگی۔ صدقات ہونگے۔ خیرات ہونگے۔ بڑا خوش ہوگا۔ میں پکا جنتی ہوں۔ کہ ایک شخص میدان محشر میں اٹھ کر بولے گا۔ یا اللہ: اس نے قرضہ دینا تھا، نہیں دیا یہ میرا مال کھا کے مرگیا آج تو عادل ہے۔ عدالت کر، مجھ سے انصاف کر۔ خدا کا جواب ملے گا۔ دولت تو اسکے پاس نہیں ہے۔ یہ کیا کرے؟ اُس وقت خدا پکار کر کہے گا۔ کہ اُس وقت خدا پکار کر کہے گا۔ اُس قرض خواہ سے کہ اس کے پاس دولت نہیں ہے۔ یہ تجھے کہاں سے دے؟ (سنیں گے جواب؟) یہ پکار کر کہے گا۔ جس نے قرض لینا ہے۔ اے میرے اللہ یہ میرا مقروض ہے۔ تو عادل ہے۔ میں نہیں جانتا اس نے میرا حق غصب کیا ہے۔ تو عدالت کر۔ میرا حق مجھے دلا۔ اچھا! اتنی نمازوں کا ثواب دیتا ہوں۔ راضی ہے؟ نہیں۔ اتنے روزوں کا ثواب دیتا ہوں۔ راضی ہے؟ نہیں۔ اتنے حج کا اسکا ثواب تجھے دیتا ہوں۔ راضی ہے؟ جبتک وہ راضی نہیں ہوگا۔ اللہ اسکے اعمال نامے کا ثواب کاٹ کاٹ کر اسے دیتا رہے گا۔ ابھی یہ راضی ہو جائے گا۔ ایک دُختر اُٹھے گی۔ میرے اللہ یہ میرا بھائی (میں اسکی بہن) ہوں۔ اس نے میرا حق کھایا ہے۔ مجھ سے انصاف کر۔ کہیں سے بیٹی اُٹھے گی۔

Presented by www.ziaraat.com

یااللہ یہ میرا باپ ہے۔ میں اس کی بیٹی ہوں۔ اس نے میرا حق کھایا ہے۔ کہیں سے ہمسایہ اُٹھے گا۔ یااللہ یہ میرا ہمسایہ ہے۔ اس نے میرا حق کھایا ہے۔ میرا انصاف کر۔ کہیں سے تاجر دوست اٹھے گا۔ یااللہ میں اس سے کاروبار کرتا تھا اس نے میرا حق کھایا ہے۔ میرے حق میں انصاف کر امامؑ فرماتے ہیں۔ اُس اعمال نامہ رکھنے والے کو روکو! وَقِفُوْ هُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ ۔ ان سے ابھی کچھ سوال کرنا ہے۔ جب وہ رُکیں گے۔ تو کہیں گے۔ یااللہ نمازیں بھی ہیں، روزے بھی ہیں۔ حج بھی ہیں۔ زکواۃ بھی ہے۔ جہاد بھی ہے۔ پھر بھی روکتا ہے۔ جواب ملے گا۔ یہ عمل ہے۔ عمل ہے۔ مجھے عقیدہ دکھاؤ۔ عقیدہ دکھاؤ۔ یہ عمل ہے مجھے عقیدہ دکھاؤ۔ کتاب کا نام صواعق محرقہ علامہ ابن حجر مکی کی لکھی ہوئی کہ وہ کہیں گے۔ مالک۔ کیا عقیدہ؟ جواب ملے گا۔ کہ تم سے سوال کرنا ہے۔ عَنْ وِ لَايَةِ علی ابن ابی طالب: (معلوم ہوا کہ عمل اور عقیدہ دونوں ساتھ ساتھ ہونے چاہئیں) یہی وجہ ہے کہ کربلا والوں نے کربلا کے میدان میں ہمیں عقیدہ بھی بخشا ہے۔ اور ہمیں عمل بھی بخشا ہے۔

(ایک سوال میں آپ سے کرتا ہوں۔ زندگی گزر گئی ہے۔ غمِ حسینؑ سنتے سنتے۔ میں اُن سے سوال کرتا ہوں۔ کہ مدینے میں جب امام زین العابدینؑ سے پوچھا گیا تھا۔ کہ مولاؑ: سب سے زیادہ ظلم آپؑ پر کہاں ہوا ہے؟ تو امامؑ نے کربلا کا نام نہیں لیا تھا۔ بھیا علی اکبرؑ کی جوانی کا ذکر نہیں کیا تھا۔ چچا عباسؑ کے بازوؤں کا نام نہیں لیا تھا۔ باباؑ کی شہادت کا ذکر نہیں کیا تھا۔ بلکہ رو کر کہا تھا۔ شام، شام، شام، جب پوچھا گیا مولاؑ: شام میں سب سے زیادہ آپؑ کو رُلانے والی کیا بات تھی؟ تو میرے مولاؑ نے رو کر فرمایا تھا۔ وہ وقت مجھے نہیں بھولتا۔ جب چاروں طرف طبل بج رہے تھے۔ لوگ خوشی سے ناچ رہے تھے۔ میری مائیں بہنیں، پھوپھیاں اور بیٹیاں ننگے سر بغیر چادر کے بازار سے گزر رہی تھیں۔ اور لوگ ایک دوسرے کو اشارہ کر کے کہہ رہے تھے۔

دیکھو باغی کی بہنیں آ رہی ہیں۔ تو یہ رونا کس بات کا ہے؟ (میرا یہ سوال ہے آپ سے ہے کہ سیدہ زینبؑ کے مصائب میں اگر رویا جاتا ہے۔ تو کس بات پر رویا جاتا ہے؟ اسی بات پر کہ حسینؑ نے سر دیا۔ اور سیدہ زینبؑ نے چادر دی۔ تو سیدہ زینبؑ کی چادر کو یاد کر کے رونے کا حق صرف اور صرف میری اُس ماں، بہن کو حاصل ہے۔ جو چادر کی عظمت کو زینبؑ کے صدقے میں برقرار رکھے۔ جو چادر کی عظمت کو سیدہ زینبؑ کی کنیزی کے صدقے میں برقرار رکھے یہ دنیا چند روزہ ہے۔ خبر نہیں ایک قدم اُٹھایا ہے۔ دوسرا ہم اُٹھا سکیں یا نہ اُٹھا سکیں) شام غریباں سیدہؑ کی جب چادر لٹتی ہے۔

تو بی بی نے تین مرتبہ کہا ہے۔ سجادؑ! میں علیؑ کی بیٹی ہوں۔ سجادؑ! میں بتولؑ کی چادر کی ورثہ دار ہوں۔ میرے سر پر چادر نہیں ہے۔ میں خیموں سے باہر کیسے جاؤں؟ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ایک لاکھ، ایک لاکھ یعنی سو ہزار شامی و کوفی ہاتھوں میں نیزے لیکر اُن غریبوں کی طرف چلا جو 72 کا ماتم کر رہے تھے۔ ایک لاکھ شامی و کوفی ہاتھوں میں نیزے لے کر آگ کی مشعلیں لیکر بتولؑ کی بیٹیوں کے خیموں کے پاس آئے۔ اُس وقت بیبیوں کی کیا حالت تھی؟

بیبیاں ایک ایک شہید کا نام لیکر رو رہی تھی۔ کوئی کہہ رہی تھی۔ وا عباساہ، کوئی کہہ رہی تھی وا اکبراہ، کوئی کہہ رہی تھی وا قاسماہ، کوئی کہہ رہی تھی واحسیناہ، کوئی کہہ رہی تھی وا غربتاہ۔ لیکن جب یہ ظالم نیزے لیکر بڑھے۔ بغیر پردہ کرائے جس بتولؑ کی بیٹی کے دروازے کے پہرہ عباسؑ دیتا تھا مدینے سے چلتے وقت عباسؑ نے درختوں سے پرندوں کو بھی اُڑا دیا۔ کسی پرندے کی نظر سیّدہ زینبؑ کی چادر پر نہ پڑے۔ (آج ایک لاکھ شامی و کوفی اندازہ لگاؤ۔ لوگ کہتے ہیں۔ آپ کیوں روتے ہیں؟ جسے رونا نہ آئے وہ بے شک نہ روئے۔ لیکن گھر میں جا کر روتے ہو۔ سوچو ضرور کہ نبیؐ کی بیٹیوں کا جرم کیا تھا اولادِ علیؑ و بتولؑ کی خطا کیا تھی؟)

Presented by www.ziaraat.com

ایک لاکھ شامی وکوفی بغیر پردہ کرائے ہاتھوں میں نیزے لئے اور آگ کی مشعلیں لیئے خیموں کے اندر آئے۔ جب نیزے لیکر خیموں کے اندر پہنچے تاہر بی بیؑ نے ڈر کر رونا بند کر دیا۔ بیبیوں کو اپنے شہید بھول گئے۔ بی بی کبریٰؑ بنت الحسینؑ کہتی ہے۔ بیبیاں چیخیں مارکر دھاڑیں مار کر ایک دوسرے کے پیچھے دوڑیں۔ جب دوڑیں تو کوئی نہ کوئی ظالم کسی دوڑتی ہوئی بی بیؑ کی کمر میں پہلے نیزہ مارتا۔ جب نیزہ کھا کر وہ بی بی زمین پر گر پڑتی۔ پھر اُسی نیزے کی نوک کے ساتھ وہ اُس کے سر سے چادر اُتار لیتا (رونے والو، عزادارو، ذرا آنکھیں بند کر کے شامِ غریباں کا تصور کرو۔) حسینؑ کی تازہ یتیم بیٹی کبریٰؑ بنت الحسینؑ بیان کرتی ہیں کہ ایک ظالم نیزہ لیکر میرے پیچھے دوڑا۔ جب دوڑا تو میں ڈر کر تیزی سے دوڑی۔ اُس نے اور زیادہ دوڑنے کی کوشش کی میں بھی ڈر کے اور دوڑی۔ اُس نے زور سے میری کمر پر نیزہ مارا۔ نیزے کا لگنا تھا۔ میں منہ کے بل تڑپ کر زمین پر گری۔ تین بار میرے منہ سے نکلا۔ ہائے میرے چچا عباسؑ، ہائے میرے چچا عباسؑ، اُس ظالم نے نیزے کے نوک کے ساتھ میرے سر سے چادر اُتار دی۔ میرا سر زخمی ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھوپھی زینبؑ میرے سرہائے آئیں۔ میری پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کہا کبریٰؑ، کبریٰؑ جاگ بیٹیؑ: خیمے جل رہے ہیں کہ جاگ تا کہ ہم خیموں سے باہر جائیں۔ بی بیؑ کہتی ہے میں نے جلدی سے آنکھیں کھول کر (سب سے پہلے میری ماؤں بہنو) جناب بی بی کبریٰؑ نے حسینؑ کی بیٹی نے جو سیّدہ زینبؑ سے سوال کیا ہے۔ وہ یہی سوال ہے کہ پھوپھی اماں، پھوپھی اماں، میں علیؑ کی پوتی ہوں۔ حسنؑ کی بھتیجی ہوں۔ حسینؑ کی بیٹی ہوں۔ زین العابدینؑ کی بہنؑ ہوں۔ باقرؑ کی پھوپھی ہوں۔ میرے سر پر چادر نہیں ہے۔ اگر چادر ہو تو وہ مجھے دے دو میں پردہ بنالوں۔ ظالم نیزے کی نوک سے چادر اُتار کر لے گئے۔ جب بی بی کبریٰؑ نے چادر مانگی (میں آپ کو پردے کی اہمیت بتا رہا ہوں۔ کہ اتنے ظلم کے

عالم میں بھی سیدانیوں نے پردے کی عظمت کو قائم رکھا ہے؟) کہ جب بی بی نے چادر مانگی۔ تو سیدہ زینبؑ نے رو کر کس طرح کہا کبریٰؑ! کبریٰؑ او میری یتیم بیٹی، او میری یتیم بیٹی! ذرا رُخ پھیر کے میری طرف دیکھو۔ اب جو بی بی کبریٰؑ نے دیکھا رو کر کہا پھوپھی اماں! یہ آپؑ کے چہرے پر نیلے نیلے داغ کیسے؟ بی بیؑ نے رو کر کہا! بیٹی۔ میں نے ظالموں کے نیزے بھی کھائے اور چادر بچاتے وقت تازیانے بھی کھائے۔ عربی و فارسی کی مقتل کی کتابیں گواہ ہیں کہ شام غریباں کے بعد سیدہ زینبؑ جب تک زندہ رہیں یوں کمر کے بل۔ یعنی پُشت کے بل زمین پر سو نہیں سکی۔ جب مدینے میں جناب عبداللہ نے پوچھا تھا سیّدہ زینبؑ آپؑ کمر کے بل کیوں نہیں سوتیں؟ رو کے کہا میرے سرتاج! میری کمر پر اتنے تازیانے لگے۔ اتنے نیزے لگے کہ زینبؑ کمر کے بل سو نہیں سکتی۔ لیکن ہائے بیبیوں کے پردہ بچانے کا انداز چاروں طرف سے خیموں کو آگ لگی ہوئی ہے۔ سیّدہ زینبؑ نے تمام بیبیوں اور بچوں کو ساتھ لیا آئیں۔ کہاں؟ سیّد سجادؑ کے پاس۔ بی بی رُک کر آواز دیکر کہتی ہے۔ بیمار! جاگ خیمے جل رہے ہیں۔ سجادؑ نے آنکھیں کھولیں۔ پھوپھی یہ کیا حالت ہے؟ بیٹا، تمہارا بابا مارا گیا۔ ہمارے خیمے لُٹ گئے۔ خیمے جل رہے ہیں۔ ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ کہا! پھوپھی اماں! خودکشی کرنا حرام ہے۔ جلدی کرو خیموں سے باہر چلی جاؤ (سنو گے رونے کو عبادت سمجھنے والو) بی بی کا جواب سنو گے۔ رو کے کہا! سجادؑ سوچ کر جواب دے ہماری چادریں لٹ گئیں۔ سوچ کر جواب دے ہماری چادریں چھن گئیں۔ رو کے کہا۔ بیبیوں! سر کے بال کھول کر چہروں کا پردہ بنالو۔

یہ مجبوری کا عالم تھا۔ سر کے بال کھولے۔ چہروں کا پردہ بنایا۔ پردہ کتنا عزیز تھا کہ بی بیؑ رو کر کہتی ہے۔ سجادؑ: چہرے کا پردہ تو بن گیا لیکن بالوں کا پردہ؟ جب بالوں کے پردے کا نام آیا (اب یہ روایت میں سنکر پڑھ رہا ہوں میں نے پڑھی نہیں ہے)

Presented by www.ziaraat.com

که بیمار نے دونوں ہاتھوں سے کربلا کی خاک اکٹھی کی۔ خاک اکٹھی کر کے ہر بی بی کو قریب بلایا۔ بلا کر اُس کے بالوں پر خاک ڈال کر کہا: بیبیوں! آج تمہارے بالوں کا یہی پردہ ہے۔ (میری ماؤں بہنو! جب بھی دسویں محرم کا دن گزرا کرے اپنے گھروں میں بیٹھ کر سر کے بال کھول کر بالوں میں خاک ڈال کر رُخ کر لیا کرو شام کے پہاڑوں کی طرف۔ رو کر کہا کرو سیدہ زینبؑ! ہماری چادریں لٹ جاتیں لیکن ہائے تیری چادر نہ اُجڑتی) ادھر بیبیاں چلیں اُدھر وہ قیامت بھرا منظر۔ حسینؑ کی چار سالہ بچی سینے پر سونے والی جسکا نام سکینہؑ ہے۔ دامن کو آگ لگی ہوئی ہے۔ بچی دوڑی مقتل کی طرف۔ حمید بن مسلم روایت کرتا ہے۔ میں نے جب بچی کو دوڑتے دیکھا تو میں نے دیکھا کہ بچی نے شمر کو دیکھا۔ قریب رُکی رُک کر کہتی ہے یَا شیخ! هَلْ رَأَيْتَ اَبِيْ۔ او بزرگ۔ کہیں میرے بابا کو بھی دیکھا ہے؟ بچی نے تو کوئی جرم نہیں کیا قصور تو نہیں کیا صرف باباؑ کا پتہ پوچھا (اولاد والو! سنو گے؟) اس نے یتیم بچی کو کیسے جواب دیا۔ ایک ہاتھ سکینہؑ کی زلفوں میں ڈالا۔ ہائے زلفوں میں ہاتھ ڈالنے کے بعد اس ظالم نے سکینہؑ کو طمانچے مارے۔ طمانچے مار کر اس ظالم نے سکینہؑ کی زلفوں میں ہاتھ ڈالا۔ ہاتھ ڈال کر اس ظالم نے ظلم بھرے طمانچے مارے۔ طمانچے مارنے کے بعد اس نے سکینہؑ کے کانوں سے گوہر اُتارے۔ نہیں غلط ہے جو کہتے ہیں۔ گوہر اُتارے بلکہ یوں اس نے چھینے۔ جب چھینے۔ بچی کے کانوں کی لوئیں پھٹ گئیں۔ رُخ پھر گیا۔ مقتل کی طرف۔ آواز دیکر کہتی ہے۔ او میرا غریب کربلا باباؑ۔ اور میرا مظلومِ کربلا بابا۔

" اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ "

Presented by www.ziaraat.com